بفیضانِ نظر: مفتی تقدس علی خاں * پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد * علامہ شمس الحسن شمس بریلوی

محسنِ ادارہ: الحاج شفیع محمد قادری

بانی ادارہ: مولانا سید محمد ریاست علی قادری

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب مدیر: پروفیسر دلاور خاں

ISBN 978-969-9266-04-1

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

جلد: 33 شمارہ: 06

جون ۲۰۱۳ء / رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

ہدیہ فی شمارہ: 40 روپے

سالانہ: عام ڈاک سے: -/400 روپے رجسٹرڈ ڈاک سے: -/800 روپے

بیرونِ ممالک: 40 امریکی ڈالر سالانہ

نوٹ: رقم دستی یا منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔ ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 5214-45 حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

حُسنِ ترتیب

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا

25-جاپان مینشن، ریگل، صدر، جی پی او صدر، کراچی-74400، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

فون: 92-21-32725150+ فیکس: 92-21-32732369+

ای میل: imamahmadraza@gmail.com، ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

مسلم اُمہ کی مرکزی عالمی سیاسی قیادت کا تصور اور امام احمد رضا

پروفیسر دلاور خاں

اسلام ایک عالمگیر دین ہے جو اجتماعیت کے دفاع اور تحفظ کا داعی ہے اسی لیے وہ فرد سے معاشرہ اور معاشرہ سے ملت اور ملت سے عالمگیر امت میں اجتماعی وحدت اور مرکزیت کا نہ صرف درس دیتا ہے بلکہ اس اجتماعیت کے تحفظ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور ایسے عوامل کا قلع قمع کرتا ہے جو اس کی وحدت اور مرکزیت بگاڑ دیں یا محدود کر دیں۔

عالمگیر مسلم معاشرے کا قیام منشائے الٰہی ہے، خواہ اسلام کی یہ عالم گیریت کسی کو کتنی ہی ناگوار لگے۔ اس عالمی وسعت کے لیے عالمی قیادت کا تصور بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ عالمی قیادت کے بغیر مسلمانوں کی ترقی، خوش حالی امن اور عزت واحترام کا تصور بے معنی ہے۔ اسلامی سیاسی قیادت محض ایک سیاسی نظام اور طرز حکمرانی تک محدود نہیں بلکہ یہ اسلام کے تمام نظام ہائے زندگی مثلاً معاشرتی نظام، معاشی نظام، تعلیمی نظام، عائلی نظام کا محافظ ہے، اگر اسلام کا سیاسی نظام جتنا مستحکم ہو گا اس کے دیگر نظام بھی اسی قدر مستحکم ہوں گے اور اگر مسلم امہ کا سیاسی نظام کمزور اور زوال پزیر ہو گا تو مسلم امہ کے دیگر نظام ہائے زندگی میں بھی عدم استحکام پایا جائے گا۔

اس پس منظر میں اگر مسلم امہ کی زبوں حالی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا مسلمانوں کے تمام نظامِ ہائے زندگی زوال پزیر ہیں وہ اپنے مقاصد کے حصول میں بُری طرح ناکام ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا اسلام کے یہ مختلف نظام غیروں کے لیے بھی نمونہ تقلید ہوتے، لیکن یہ خواب عدم سیاسی استحکام اور عالمی قیادت کے فقدان کی وجہ سے شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا، جس کی وجہ مسلم امہ عالمی اور ملی سطح پر کئی صدمات و مسائل کا شکار ہے۔

عالم گیر سیاسی قیادت کے شعور کے فقدان کی وجہ سے ۵۶/ اسلامی ممالک ہونے کے باوجود وہ غیر مؤثر ہیں اور اجتماعی طور پر طاغوتی طاقتوں کے غلام ہیں، اسلام دشمن طاقتوں کو اسلامی بم سے اتنا خطرہ نہیں جتنا خطرہ مسلم امہ کی عالمگیر قیادت کے ابھرنے سے ہے اور اس خطرے سے نبرد آزما ہونے کے لیے انہوں نے دو محاذوں پر کام کیا۔ ایک یہ کہ غیر محسوس طور پر مسلمانوں میں یہ زہر سرایت کر دیا کہ وہ غیر سیاسی رہیں اور غیر سیاسی ہونے پر فخر کریں تو دوسری طرف انہوں نے اسلامی معاشرے میں سیکولر نظام سیاست کو فروغ دیا، ان کی یہ دونوں حکمت عملیاں کامیاب اور مؤثر رہیں، اس کامیاب پالیسی کی وجہ سے عالم گیر مسلم قیادت کا تصور معدوم ہوتا چلا گیا غلامی اور پس ماندگی نے مستقل اپنے ڈیرے جما لیے۔ روحانی اور سیاسی نظام لازم ملزوم ہیں۔ روحانی خلافت کی ترویج خوب دھوم دھام سے کی گئی لیکن سیاسی خلافت کے قیام کے لیے امت مسلمہ نے کوئی مؤثر حکمتِ عملی تیار نہیں کی۔ اس صورت حال میں مفکر اسلام امام سواد اعظم اہلِ سنّت احمد رضا محدث حنفی قادری نے بطور سیاسی مدبر مسلم امہ کی عالمی سیاسی قیادت کا نظریہ یوں پیش کیا:

۱۔ خلیفہ ایک وقت میں تمام جہاں میں ایک ہو اور سلاطین دس ملکوں میں دس ہو سکتے ہیں۔

۲۔ خلیفہ حکمرانی وجہانبانی میں رسول اللہ ﷺ کا نائب مطلق ہے۔

۳۔ خلیفہ تمام امت پر ولایت عامہ والا ہے۔

۴۔ خلیفہ کی اطاعت غیر معصیت الٰہی میں تمام امت پر فرض ہے۔

۵۔ کوئی سلطان اپنے انعقادِ سلطنت میں دوسرے سلطان کے اذن کا محتاج نہیں، مگر ہر سلطان اذن خلیفہ (عالمی سیاسی قیادت) کا محتاج ہے۔

۶۔ خلیفہ (عالمی سیاسی قیادت) بلاوجہ شرعی کسی بڑے سے بڑے سلطان کے معزول کئے معزول نہیں ہو سکتا ہے۔

۷۔ سلطنت کے لیے قریشیت درکنار حریت بھی شرط نہیں بہترے غلام بادشاہ ہوئے۔
۸۔ والی ایک صوبے کا بھی ہوسکتا ہے اور ایک شہر کا بھی۔

مفکر اسلام احمد رضا محدث حنفی نے مسلم امہ میں عالمگیر سیاسی قیادت کا شعور اجاگر کرنے کے لیے یہ تصور پیش کیا کہ پوری اسلامی دنیا میں مسلمانوں کی ایک مرکزی عالمی سیاسی قیادت موجود ہو۔ عامۃ المسلمین اور سلاطین پر اس کی اطاعت لازمی و فرض ہے سوائے معصیت الٰہی کے۔ دوسرے الفاظ میں اس وقت مسلمانوں کے پوری دنیا میں ۵۶ سلاطین (حکمران) موجود ہیں لیکن مسلم امہ عالمی سیاسی قیادت (خلیفہ) سے محروم ہے، جس کی وجہ سے ان ۵۶ ممالک کے حکمران طاغوتی طاقتوں کے شکنجے میں جکڑے ہوئے مسلم حکمرانوں کو طاغوتی طاقتوں کی غلامی سے نجات کا ایک تریاق تجویز کرتے ہیں کہ طاغوت کی سیاسی غلامی سے بہتر ہے۔ کہ تمام مسلمان سلاطین ایک عالمی سیاسی قیادت (خلیفہ) کا انتخاب کریں اس کی مرکزی عالمی سیاسی قیادت کو قبول کریں۔ اپنی اپنی سلطنتوں میں آزادی سے کام کریں مگر عالمی سطح پر ایک عالمی قیادت کے جھنڈے تلے جمع ہوں تاکہ اسلامی ممالک کے وسائل پر اسلام دشمن طاقتیں قبضہ کرکے مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال نہ کرسکیں۔ سیاسی مفکر احمد رضا محدث حنفی نے جہاں مسلم امہ کی عالمی قیادت کا تصور پیش کرکے مسلمانوں کے سیاسی زوال کا حل تلاش کیا وہیں آپ نے علمی سطح پر اسلامی سیاسیات کی اصطلاحات، خلیفہ، سلطان، والی اور امیر کی وضاحت کی اکثر کتابوں میں خلیفہ، سلطان اور امیر کو ایک ہی معنوں میں استعمال کیا ہے جبکہ امام سوادِ اعظم اہلِ سنّت نے ان تمام اصطلاحات کو علیحدہ علیحدہ معنوں میں استعمال کرکے شہر، صوبے، سلطنت اور عالمی امت کے سیاسی دائرہ کار کو متعین کرنے کا بھی فریضہ سرانجام دیا حضرت رضا کے افکار کی روشنی میں مسلم امہ کے تمام مسائل کا حل مسلم امہ کی مرکزی سیاسی قیادت میں مضمر ہے:

۱۔ پوری امت کے افراد اور سلاطین شب و روز کوشش کریں اور مؤثر انداز سے ذرائع کا سہارہ لے کر عالمی سیاسی قیادت کے تصور کو اجاگر کریں۔
۲۔ مسلمہ امہ کی عالمی قیادت پر سیمینار منعقد کیے جائیں۔
۳۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں کی کانفرنس بلاکر اس تصور کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔
۴۔ مطالعہ پاکستان میں مسلمہ امہ کی عالمی سیاسی قیادت کے خدوخال کو داخل نصاب کیا جائے۔
۵۔ علمی و تحقیقی سطح پر اس نظریے کی عملی تشکیل کے لیے ادارے قائم کئے جائیں۔
۶۔ اسلامی سیاسیات کے تحقیقی ادارے قائم کیے جائیں۔
۷۔ سیکولر نظام کے خطرات سے آگاہ کیا جائے۔
۸۔ اسلامی سیاست سے لاتعلقی کے بھیانک نتائج سے مسلم امہ کو آگاہ کیا جائے۔

***

قصیدہ "الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد" میں قرآنی تلمیحات

سارہ شرافت (ایم فل، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد)

تلمیح کیا ہے؟

"تلمیح" عربی زبان کا لفظ ہے تلمیح بروزن تفصیل لَمَحَ سے نکلا ہے جس کے معنیٰ "اشارہ کرنا" کے ہیں اصطلاحاً اس سے مراد کلام میں کسی تاریخی واقع، قصے یا روایت کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

عربی لغت "کتاب العین" میں تلمیح کا لغوی مفہوم درج ذیل ہے:

"تلمیح کا مادہ ل۔م۔ح ہے بمعنیٰ اشارہ کرنا۔ اس کے کئی معنیٰ ہیں لَمَحَ۔ لمح البرق لحاً (بجلی چمکی)، لحا لبصر (ایک لحہ دیکھنا) لَمَحَہ بیصرہ (اس نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا) یعنی تلمیح کا لغوی معنیٰ ہیں کسی چیز پر نگاہ ڈالنا"[۱]

تلمیح کا تعلق شاعری اور نثر دونوں سے ہے تلمیح کلام میں بلاغت پیدا کرتی ہے۔ ایسا واقعہ جو کتب مستعملہ میں مذکور ہوتا ہے، چند لفظوں میں سمٹ جاتا ہے جس سے کلام میں لطافت و نزاکت کے اوصاف جنم لیتے ہیں میرزا امجد رازی اپنی تصنیف میں ابن معصوم مدنی کی متعین کردہ ۴؍ اصناف تلمیح بیان کرتے ہیں:

۱۔ جس میں آیات قرآنی (بینہ و غیر بینہ) کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ جس میں حدیث مشہور کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۳۔ جس میں مشہور شعر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

جس میں مثل کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔[۲]

مثلاً ملاحظہ ہو:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لبِ بام ابھی[۳]

یہاں مصرعۂ اولی میں قرآن حکیم میں بیان کردہ مشہور قصہ کی طرف اشارہ مقصود ہے:

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ[۴]

ترجمہ: "بولے ان کو جلادو اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے۔ ہم نے فرمایا اے آگ! ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر اور انھوں نے اس کا برا چاہا تو ہم نے انہیں سب سے بڑھ کر زیاں کار کردیا"[۵]

غرض کہ کوئی متکلم اپنے کلام میں کسی آیت یا حدیث یا مروّج کہاوت قصہ کی وضاحت نہ کرے بلکہ مناسب و مختصر الفاظ و تراکیب کو استعمال کرتے ہوئے ان کی طرف اشارہ کردے۔

نعت میں قرآنی تلمیحات کی تاریخ

نعت کی ابتداء خود حضور ﷺ کے زمانہ مبارک سے شروع ہوئی۔ ابتدائی مدح نگار میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام سرِ فہرست آتا ہے۔ اس سے نہ صرف نعت گوئی کی ابتدا کا پتہ چلتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کے اثرات بھی اسی وقت سے شاعری پر مرتب ہونے شروع ہوگئے تھے۔ ان حضرات نے حضور الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں جو قصیدے لکھے ان میں حضور کی تمام انہی صفات و واقعات کی طرف اشارہ کیا جو قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں۔

نمونہ دیکھئے (منتخب اشعار حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

اغر علیہ لنبوق خاتم
من اللہ مشھو دیلورح یشھد
وشق لہ من اسمہ یجلّہ
فذوالعرش محمود وھذا محمد[۶]

نمونہ فارسی نعت

آنکہ آمد نہ فلک معراج اُو
انبیا و اولیاء محتاج اُو[۷]
دست احمد عین دست ذوالجلال
آمد اندر بیعت واند رقتال[۸]

قصیدہ الاستمداد

امام اہلِ سنّت احمد رضا خاں بریلوی کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ انیسویں صدی کے عظیم مذہبی سکالر ہیں۔ آپنے تمام عمر عقائد باطلہ سے تعلق رکھنے والی تحریکوں کے خلاف قلمی جدوجہد کی۔ آپ نے بد مذہبوں کے خلاف بذات خود اتنا کچھ لکھا ہے کہ باقی سب لوگوں کا لکھا ہوا معیار اور مقدار کے حوالے سے کم شمار ہوتا ہے۔ آپ دینی موضوعات پر سینکڑوں کتابیں تحریر کی ہیں۔ انہی میں سے ایک "الاستمداد علی اجیال الارتداد" ہے۔ یہ قصیدہ ۱۳۳۷ہجری میں مرتب کیا گیا۔ قصیدہ کے بنیادی موضوعات میں خصائص نبوی (علم غیب، عقیدہ ختم نبوت، آداب رسالت، آب کوثر، اذن شفاعت، باب مغفرت) اور معجزات نبوی (معراج شریف) شامل ہیں۔

قصیدہ سلیس اردو زبان میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) اشعار پر مشتمل ہے۔ ۳۵/ اشعار نعت کے ہیں باقی میں عموماً وہابیہ اور خصوصاً دیوبندیہ کے دو سو (۲۳۰) تیس اقوال کفر و ضلال کا بیان ہے۔ یہ وہ مضامین جلیلہ ہیں جنھیں دیکھ کر ہر ذی عقل مسلمان حق اور باطل کا فرق بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ قصیدہ میں بعض ایسے عقائد و نظریات کے حامل لوگوں کا قرآن و حدیث سے رد کیا ہے جو بظاہر خود کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ماننے والے کہتے ہیں۔

امام وہابیہ و دیوبند اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تفویت الایمان اور صراط مستقیم میں، خلیل انبیٹھوی اور رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ اور فتاویٰ رشیدیہ میں، قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں اور اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان اور رسالہ امدادیہ میں جن ملعون نظریات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ السلام کی طرف منسوب کیا، امام احمد رضا نے قرآن حکیم اور احادیث رسول کے قوی دلائل سے ان کا جواب دیا اور ثابت کیا کہ رسالت کے مقام کو سمجھے بغیر توحید تک رسائی ممکن نہیں۔

اس قصیدے کے آخر میں امام احمد رضا نے اپنے تلامذہ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ جنھوں نے آپ کے مشن کو پھیلایا اور اسلام دشمن مخالفوں کی طرف سے اٹھنے والے اعتراضات پر دلائل دیتے ہوئے ضرب لگائی ۔قصیدہ میں ان کی تعداد ۱۶/ ہے۔ ان خلفا میں

(۱) جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خان،
(۲) جناب مولوی محمد عبد السلام،
(۳) جناب مولانا ظفر الدین بہاری،
(۴) جناب حامی سنت مولانا حکیم ابو العلا مولوی محمد امجد علی،
(۵) جناب مولوی حافظ محمد نعیم الدین چشتی،
(۶) جناب مولانا سید ابو المحمود احمد اشرف اشرفی جیلانی،
(۷) جناب مولانا ابو محمد سید دیدار علی،
(۸) جناب مولوی احمد مختار،
(۹) جناب مولانا حاجی محمد عبد العلیم،
(۱۰) جناب مولانا حاجی عبد الاحد قادری،
(۱۱) جناب محمد مصطفےٰ رضا قادری،
(۱۲) جناب مولوی محمد عبد الباقی برہان الحق جبلپوری،
(۱۵) جناب مولوی محمد شفیع احمد صاحب،
(۱۶) مفتی مکرم جناب مولانا حسنین رضا خان شامل ہیں۔

الاستمداد میں قرآنی تلمیحات کے اشعار کی نشاندہی

امام احمد رضا کے نعتیہ کلام میں قرآنی تلمیحات کی بہتات پائی جاتی ہے جو آپ کی قرآن مجید فرقان حمید سے گہری وابستگی اور اعلیٰ مقصد کو ظاہر کرتی ہیں۔ ذیل میں آپ کے وہ اشعار تو شامل ہی ہیں جن میں واضح قرآن حکیم کے کلمات مستعمل ہیں مگر ساتھ ہی ان میں بعض ایسے اشعار بھی یہاں تحریر کیے جارہے ہیں جو تلمیح اور اشارے کے قریب تر ہیں انہیں غیر بینہ کے نام سے رقم کیا گیا ہے۔

ذیل میں قرآنی تلمیحات سے مزین اشعار ملاحظہ ہو

ا۔ بینہ اشارۂ قرآنی سے مزین اشعار

قصر دنیٰ[۹] تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں[۱۰]

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ[۱۱]
ساری کثرت پاتے یہ ہیں[۱۲]

یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ [۱۳]
دین کو کیا کلپاتے یہ ہیں

ایسوں کو جو اَعَدَّ لَھُمْ [۱۴] ہے
آج نہیں کل پاتے یہ ہیں [۱۵]

معجزہ اُمّیت [۱۶] شہ سے
پیر کا جہل ملاتے یہ ہیں [۱۷]

اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی [۱۸]
دیکھو کہاں چھلکاتے یہ ہیں [۱۹]

خود کہے قرآن کا وَمَا یَعْقِلُھَآ [۲۰]
امّی فہم بتاتے یہ ہیں [۲۱]

حق نے یُعَلِّمُھُمُ [۲۲] فرمایا
خود فہمید بناتے یہ ہیں

فی الاُمّیّٖنَ [۲۳] یاد ہے ان کو
وہ تعلیم بھلاتے یہ ہیں [۲۴]

اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ [۲۵] پر
سولی سے دھمکاتے یہ ہیں

اُحْیِ الْمَوْتٰی [۲۶] سن کے تو مر کر
شرک گڑھے میں سماتے یہ ہیں [۲۷]

یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ [۲۸] کارنگ
دنیا ہی سے دکھاتے یہ ہیں [۲۹]

ان ھم الا [۳۰] کا لا نعام
بل ھم اضل کے بھراتے یہ ہیں [۳۱]

۲۔ غیر بیّنہ اشارۂ قرآنی سے مزیّن اشعار:

سچی بات [۳۲] سکھاتے یہ ہیں
سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں [۳۳]

ٹوٹی آسیں [۳۴] بندھاتے یہ ہیں
چھوٹی نبض چلاتے یہ ہیں

جلتی جانیں [۳۵] بجھاتے یہ ہیں
روتی آنکھیں ہنساتے [۳۶] یہ ہیں [۳۷]

شافع [۳۸] امت نافع خلقت
رافع رتبے بڑھاتے یہ ہیں [۳۹]

ان کا حکم جہاں میں نافذ [۴۰]
قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں [۴۱]

قادرِ کل [۴۲] کے نائب اکبر
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں [۴۳]

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں [۴۴]
کون بنائے بناتے یہ ہیں [۴۵]

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا [۴۶]
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں [۴۷]

مولیٰ دین مٹاتے یہ ہیں
کفر اسلام میں [۴۸] لاتے یہ ہیں [۴۹]

رب سے الجھیں، نبی سے الجھیں [۵۰]
کس ابلیس کے کاتے یہ ہیں [۵۱]

شہ کی ثنا[۵۲]، مدح باہم سے
کم ہو یہ پلچاتے یہ ہیں [۵۳]

اسرا[۵۴]، رویت[۵۵]، ختم نبوت[۵۶]
سب کو عدم میں سلاتے یہ ہیں [۵۷]

جن کا چاہا، خدا کا چاہا[۵۸]
ان کا چاہا مٹاتے یہ ہیں[۵۹]

حمد کرے حق مدح نبی سے[۶۰]
قدح سے قدر بڑھاتے یہ ہین[۶۱]

رب دیتا ہے رسل کو تسلطل[۶۲]
بے قابو ٹھہراتے یہ ہیں[۶۳]

سورہ فاتحہ[۶۴] اور تشہد
شرک اندھن میں دھنساتے یہ ہیں [۶۵]

سجدہ یعقوب ویوسف[۶۶] کو
چاہ شرک جھنکاتے یہ ہیں[۶۷]

کوکہہ میں ستر ہی تھے جن پر
قارون گنج [۶۸] بساتے یہ ہیں [۶۹]

حوالہ جات

۱۔ کتاب العین، عبدالرحمٰن الخلیل بن احمد الفراھیدی، جلد ۳، ص۲۴۳، منشورات دارالھتجرہ، ایران، ۱۴۰۵ھ

۲۔ بدیع الرضا فی مدح المصطفٰے، میرزا امجد رازی، ص۱۸۵، صدیقی پبلیشرز، کراچی ۲۰۱۱ء

۳۔ بانگِ درا، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، ص۲۷۸، لاہور، ۱۹۷۳

۴۔ القرآن، الانبیآء ۲۱، ۶۸تا۷۰

۵۔ کنزالایمان، امام احمد رضا خان، ص۵۸۹، پیر محل کمپنی، لاہور، س ن

۶۔ دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ص۵۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۴ھ

۷۔ پندنامہ عطّار، فریدالدین عطّار، ص۴، مکتبہ قادریہ، لاہور، ۱۹۷۸ء

۸۔ حدائق بخشش، امام احمد رضا خان، جز۲، ص۳۲، مکتبہ المدینہ، کراچی، ۱۹۹۹ء

۹۔ القرآن: النجم ۵۳: ۸، (دیدار الٰہی)

۱۰۔ الاستمداد علی اجیال الارتداد، امام احمد رضا، ش۱، ص۴، مکتبہ برکاتِ المدینہ، کراچی، جولائی ۲۰۱۱ء

۱۱۔ القرآن: الکوثر ۱۰۸: ۱ (آب کوثر)

۱۲۔ الاستمداد، ش۱۶، ص۸

۱۳۔ القرآن: الاحزاب ۳۳: ۵۷، (حضور الصلوٰۃ اسلام کی گستاخی کفر ہے)

۱۴۔ حوالہ مذکورہ

۱۵۔ الاستمداد، ش۷۷، ص۱۸

۱۶۔ القرآن: الاعراف ۷: ۱۵۷، شعر کے مصرعۂ اولیٰ میں لفظ ''اُمّت'' آیا ہے جو حضور اکرم الصلوٰۃ واسلام کی صفت خاص ''اُمّی'' کو نمایاں کرتا ہے۔

۱۷۔ الاستمداد، ش۷۹، ص۱۸

۱۸۔ القرآن: النجم ۵۳ : ۴، (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول وحی الٰہی)

۱۹۔ الاستمداد، ش۱۰۷، ص۲۳

۲۰۔ القرآن: الاعراف ۷ : ۱۵۸ (الا مثال نصربها ملنا سج وما یعقلها اِلاَّالعٰلِمون)

۲۱۔ الاستمداد، ش۱۲۹، ص۲۶

۲۲۔ القرآن: البقرہ ۲: ۱۲۹۔ العمران ۳ : ۱۶۴

۲۳۔ حوالہ مذکورہ

۲۴۔ الاستمداد، ش۱۳۴، ص۲۷

۲۵۔ القرآن: العمران ۳: ۴۹ (معجزاتِ عیسیٰ: ۱ مادر زاد اندھے کو بینائی، ۲ مردے کو اللہ کے حکم سے زندہ کرنا)

۲۶۔ حوالہ مذکورہ

۲۷۔ الاستمداد، ش۱۵۹۔۱۶۰، ص۲۹

۲۸۔ القرآن: القرآن ۲۵: ۲۷

۲۹۔ الاستمداد، ش۲۶۹، ص۵۱

۳۰۔ مذکورہ شعر میں درج آیت کے الفاظ ان ھم الا ہیں جبکہ قرآن پاک کی سورہ

الاعراف ۷: ۱۷۸، میں ان الفاظ کے بجائے "اولئك" ہے۔

۳۱۔ الاستمداد، ش ۳۱۴، ص ۶۲

۳۲۔ القرآن: بقرہ ۲: ۱۵۱

۳۳۔ الاستمداد، ش ۱، ص ۳

۳۴۔ القرآن: انساء ۴: ۶۴

۳۵۔ من احاھا فکانّما احیا الناس جمیعاً، القرآن، المائدہ ۶: ۳۴

۳۶۔ لاتنفظو امن رحمۃ للہ الزمر ۳۹: ۵۳ اور سب سے زیادہ رحمت حضور ﷺ کے حصّہ میں آئی۔ وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین

۳۷۔ الاستمداد، ش ۳، ۴، ص ۳، ۴

۳۸۔ القرآن: طہٰ ۲۰: ۱۰۹ (اذن شفاعت)

۳۹۔ الاستمداد، ش ۸، ص ۴

۴۰۔ القرآن: العمران، ۳

۴۱۔ الاستمداد، ش ۱۵، ص ۸

۴۲۔ قادر کل یعنی اللہ تعالیٰ ان اللہ علی کل شئی قدیر، قرآن پاک میں بار بار اللہ کی اس صفت خاص کا ذکر موجود ہے۔ القرآن: مائدہ ۶: ۱۹، اور نائب اکبر سے مراد آنحضور ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ قادر کل فرمایا ہے وسوف یعطیك ربّك فترضیٰ، القرآن: الضحیٰ ۹۳: ۵

۴۳۔ الاستمداد، ش ۱۴، ص ۶

۴۴۔ القرآن، انساء ۴: ۶۴ (باب مغفرت)

۴۵۔ الاستمداد، ش ۱۹، ص ۱۰

۴۶۔ القرآن: الکوثر ۱۸: ۱، المطففین، ۸۳: ۲۷، ۲۸، (کوثر و تسنیم، جنت کی نہریں)

۴۷۔ الاستمداد، ش ۳۰، ص ۱۲

۴۸۔ القرآن: التوبہ ۹: ۳۳۔ الصف ۲۱: ۹

۴۹۔ الاستمداد، ش ۳۲، ص ۳۱

۵۰۔ القرآن الحجرات ۴۹: ۱، ۲۔ الفتح ۴۸: ۸، ۹

۵۱۔ الاستمداد، ش ۳۸، ص ۱۳

۵۲۔ القرآن: الم نشرح ۹۴: ۴ (خود صاحب قرآن مداح مصطفیٰ ہے)

۵۳۔ الاستمداد، ش ۷۰، ص ۱۷

۵۴۔ القرآن: نبی اسرائیل ۱۷: ۱ (واقعہ معراج شریف)

۵۵۔ القرآن: النجم ۵۳: ۱۱ تا ۱۸ (رویت الٰہی)

۵۶۔ القرآن: الاحزاب ۳۳: ۴۰ (ختم نبوت)

۵۷۔ الاستمداد، ش ۷۲، ص ۱۸

۵۸۔ القرآن: البقرہ ۲: ۱۴۴ (جن کا چاہا۔ خدا کا چاہا، تحویل کعبہ ایک مثال)

۵۹۔ الاستمداد، ش ۹۴، ص ۲۱

۶۰۔ القرآن: الم نشرح ۹۴: ۴

۶۱۔ الاستمداد، ش ۱۰۱، س ۲۲

۶۲۔ ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علیٰ کل شیئ قدیر: القرآن: الحشر ۵۹: ۶

۶۳۔ الاستمداد، ش ۱۰۳، ص ۲۲

۶۴۔ الفاتحہ: مذکورہ شعر میں قرآن حکیم کی پہلی سورۃ "الفاتحہ" کا نام لے کر اشارہ کیا گیا ہے۔

۶۵۔ الاستمداد، ش ۱۱۵، ص ۲۴

۶۶۔ سجدۂ یوسف: یہاں اس تعظیمی سجدہ کو بطور تلمیح بیان کیا گیا جو آپ علیہ السلام کے والد اور گیارہ بھائیوں نے کیا، القرآن: الیوسف ۱۲: ۱۰۰

۶۷۔ الاستمداد، ش ۱۵۸، ص ۲۹

۶۸۔ القرآن: القصص ۲۸: ۷۶ تا ۷۹

۶۹۔ الاستمداد، ش ۳۳۶، ص ۶۵

***

منقولہ اور غیر منقولہ اشیاء کا اجارہ اور فتاویٰ رضویہ

صبا نور (ریسرچ اسکالر، فیصل آباد، پاکستان)

امام احمد رضا نے اجارے سے متعلقہ تمام مسائل کو واضح انداز میں بیان کیا۔ آپ نے نہ صرف اجارے کی حرام اور ممنوع صورتوں کو بیان کیا بلکہ شرع کے مطابق اجارہ کے جواز کی صورتیں بھی بیان کیں۔ آپ کے نزدیک اجارہ ایسا عقد ہے جو خاص منافع پر کیا جاتا ہے جس میں شے بدستور باقی رہتی ہے اور اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ حنفی فقہاء کی طرح امام احمد رضا کے نزدیک بھی اجارہ بیع کی ایک قسم ہے۔

امام احمد رضا نے فتاویٰ رضویہ کی کتاب الاجارہ میں منقولہ اور غیر منقولہ اشیاکے اجارے کے بارے میں تفصیلاً بتایا۔ اور اور اَجیر خاص اَجیر مشترک کے معاملات اجارہ میں قرآن پاک اور دیگر دینی امور امامت، دعا، ختم، ان تمام امور پر اُجرت کی صورتیں بیان کیں۔ آپ کے دور میں معرکتہ الآرا مسائل میں دیہات کے ٹھیکے کے مسائل اور منی آرڈر سے متعلقہ مسائل تھے۔ ان تمام مسائل کے متعلقہ شرعی طور پر جو قباحتیں تھیں وہ سب بیان کیں۔

امام احمد رضا نے منقولہ اور غیر منقولہ اشیاء کے اجارے میں مکانات دکانوں کے بارے میں احکامات سے متعلق تالاب، چراگاہوں کی گھاس، زمینوں کو کرائے پر دینے کے مسائل اور عین اشیاء کے اجارے کے بارے میں تفصیلاً اپنے موقف کو بیان کیا ہے۔

اشیا کے اجارے میں مالک اور کرائے دار کے درمیان معاہدے کی مدت کیا ہو گی اور معاہدہ فسخ کب ہو گا؟ جہاں تک معاہدہ فسخ ہونے کی بات ہے تو کرایہ دار کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ جب چاہے معاہدے کو فسخ کر دے۔ مستاجر کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ کرایہ کے مکانات کو جس طرح چاہے ان سے فائدہ اٹھائے۔ اپنے سوا کسی دوسرے کو ٹھہرا سکتا ہے البتہ کرایہ دار کو یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا کہ وہ مکان میں لوہار، دھوبی یا کسی ایسے پیشہ ور کو ٹھہرائے جس کی وجہ سے عمارت کمزور پڑ جائے۔ مکان کی درستگی مالک مکان پر لازم ہے۔ اگر وہ مکان کی درستگی نہ کرے تو کرایہ دار کو اختیار ہے کہ وہ مکان چھوڑ دے۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ کرایہ دار اور مالک مکان کے درمیان ایک سال کا معاہدہ ہو۔ مالک مکان معاہدے سے قبل ہی مکان کی درستگی کا وعدہ کرے بعد میں وہ اپنا وعدہ پورا نہ کرے۔ اور اس مکان میں کرایہ دار کے مال کی حفاظت کا انتظام بھی نہیں اور اس نے مالک مکان کو چابی بھی واپس کر دی۔ عذر کی بناء پر کرائے دار کو اختیار حاصل ہے کہ وہ معاہدے کو فسخ کر دے۔ اس صورت میں مالک کو معاہدے کی رُو سے پورے سال کا کرایہ لینا جائز نہیں کیوں کہ عقد طے ہونے سے مالک مکان نے عیب دور کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وقت عقد طے نہیں ہوا تھا۔ اس صورت میں پورے سال کا کرایہ کرایہ دار پر واجب نہیں ہوا۔[1]

اس بات کی تائید میں امام احمد رضا رد المختار اور در مختار کی عبارتیں بیان کرتے ہیں: ردّ المختار میں ہے: "ایسا عذر جس کی وجہ سے معقود علیہ (جس پر اجارہ واقع ہو) بغیر ضرر پورا نہ ہو سکتا ہو خواہ ضرر جان کا ہو یا مال کا ہو تو عذر والے کو اس عقد کے فسخ کرنے کا حق ہے۔"[2] ردالمختار میں ہے: "کرایہ والے مکان کی تعمیر، لپائی پرنالہ، اور جو بھی مرمت مکان کی عمارت کی اصلاح کے لیے ہو وہ مالک مکان کے ذمہ ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو کرایہ دار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مکان کو چھوڑ دے۔ کرایہ دار نے اگر اسی حالت میں دیکھ لیا تو پھر اس کو حق حاصل نہیں کہ وہ معاہدے کو فسخ کرے کیونکہ وہ عیب دیکھ کر لینے پر راضی ہوا تھا۔"[3]

مکان مالک کی ملکیت ہے اس کی اصلاح و درستگی مالک مکان کے ذمے ہے لیکن مالک مکان کو اصلاح اور درستگی کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا تو کرایہ دار کو اختیار حاصل ہے کہ وہ مکان کو چھوڑ دے۔ اگر کرایہ دار مکان کو خراب حالت میں دیکھے اور اس اجارے پر راضی ہو جائے تو اس وقت اس کو اجارے کا عقد فسخ کرنے کا اختیار حاصل نہیں کیونکہ وہ عیب دیکھ کر اس کو لینے پر راضی ہوا ہے۔

عقد اجارہ میں مدت کا بیان شرط ہے۔ اس طرح مکانوں دکانوں

کے اجارہ میں مدت بیان نہ کی جائے تو وہ باہمی جھگڑے کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ مدت ایک سال کے لیے ہو یا ایک مہینے کے لیے یا جتنی مدت عقد میں بیان کی گئی ہو، عقد اجارہ اتنی مدت تک ہی قائم ہوتا ہے۔ عقد جتنی مدت کا ہو اتنا ہی کرایہ کرایہ دار پر واجب ہو گا۔

امام احمد رضا سے کسی سائل نے اپنا مسئلہ بیان کیا کہ "مالک کی طرف سے اس کے وکیل نے ایک دکان زید کو کرایہ پر دی لیکن ابھی کرایہ نامہ تحریر نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی مدت کا بیان ہوا، کرایہ دار نے اپنے مال سے دکان کی مرمت کروائی۔ زید نے ابھی اس دکان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا تھا اس نے دکان چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ ایک ہفتہ بعد زید نے مالک کے وکیل کو چابی دی اور کہا کہ مجھے دکان کی حاجت نہیں دکان کسی دوسرے کو کرائے پر دے دو اور مجھ سے آج تک کی دکان کا کرایہ لے لو۔ لیکن زید سے پورے سال کا کرایہ طلب کیا گیا۔ اس صورت میں کیا زید کو پورے سال کا کرایہ ادا کرنا لازم ہو گا؟

امام احمد رضا فرماتے ہیں: "دوسرے مہینے کی ایک رات اور ایک دن نہ ہو جائے تو اس صورت میں دوسرے مہینوں کا اجارہ نافذ نہیں اور نہ ہی کرایہ۔ سال بھر کے تو بارہ مہینے ہوتے ہیں لہٰذا سال کا کرایہ واجب ہی نہیں ہوا تھا۔"[۴]

اس بات کی تائید میں امام احمد رضا در مختار اور رد المختار کی عبارتیں پیش کرتے ہیں۔ در مختار میں ہے: اگر ماہانہ کرایہ پر لیا تو اس ماہ کے بعد دوسرے کو کرایہ پر دے سکتا ہے جبکہ پہلے نے دوسرے ماہ کو قبول نہ کیا ہو کیونکہ ماہانہ کرایہ ہر ماہ کی ابتداء میں منعقد ہوتا ہے۔[۵]

مالک کو سال بھر کا کرایہ لینا حرام ہے۔ اگر سالانہ کرایہ طے ہوا، ماہوار کی اُجرت بھی بتادی گئی ہو مثلاً یہ کہا: یہ دکان ہر سال سات روپے کرائے پر تجھے دی۔ ہر مہینے پر پانچ روپے تو پہلے سال کے لیے اجارہ نافذ ہو گیا۔ سالانہ کرایہ پر لیا تو صحیح ہے اگرچہ ماہانہ اُجرت نہ ذکر کی گئی ہو۔[۶]

اگر کرایہ دار معاہدے کو فسخ کر دے، مالک اس کے فسخ اجارہ کو قبول کرلے تو ان سب صورتوں میں صرف ایک ہفتے یا صرف اسی مہینے کا کرایہ لازم ہو گا مالک کو زائد کرایہ لینا ناجائز ہو گا۔ کرایہ دار نے کسی عذر کی بناء پر معاہدے کو فسخ کر دیا اس مہینے اس ہفتے کا کرایہ ادا کرنا کرائے دار پر لازم ہو گا۔ کرایہ دار بغیر عذر کے معاہدہ کو فسخ کرے یا عذر واضح نہ ہو اور مالک نے اس فسخ کو قبول نہ کیا ہو اور نہ ہی دکان یا مکان اس سے واپس لے اور کرایہ دار کے قبضے میں ہی رہے۔ پھر اس صورت میں اگر ماہوار کرایہ مقرر ہوا ہو تو ہر ختم ماہ پر زید کو دکان چھوڑنے کا اختیار ہو گا۔ جس مہینے کے شروع میں ایک دن گزر جائے گا وہ مہینہ بھر کے لیے اجارہ صحیح ہو جائے گا اور زید کو تنہا فسخ کرنے کا اختیار نہ ہو گا۔ اگر سالانہ کرایہ ٹھہرا تھا تو سال کے ختم ہونے پر زید کو دکان چھوڑنے کا اختیار ہو گا۔ سال دو سال ماہ دو ماہ جس قدر مدت تک دکان کرائے دار کے اجارے میں رہے گی اس قدر ہی کرایہ لازم ہو گا۔[۷]

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ فریقین میں معاہدہ طے کرنے سے قبل گفتگو ہوتی ہے وہ گفتگو خود عقد ہوتی ہے۔ کاغذ پر تحریر محض تائید و توثیق کے لیے ہوتی ہے۔ شرعاً گفتگو کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس طرح اگر عاقدین معاہدہ طے کرتے وقت یہ طے کر لیں کہ مالک اپنا مکان ایک سال کے لیے اتنے کرایہ پر تجھے دیا۔ مستاجر نے قبول کر لیا تو یہ عقد قائم ہو گیا اور مالک اپنے کہنے کے مطابق ایک سال کے لیے ہی مستاجر کو مکان کرائے پر دے۔ لیکن اگر مستاجر بدعہدی کرے اور دو سال کا معاہدہ لکھ لے، آجر ایک سال کے لیے دینے کا پابند ہو گا۔ مستاجر نے جو بدعہدی کی ہے یا یوں سمجھیں کہ وہ فاسق ہے۔ اس بدعہدی کی وجہ سے اور اس کا یہ فسق معاہدے کو ختم کرنے کا سبب نہیں ہو سکتا۔ آجر ایک سال کے لیے دینے سے انکار نہ کرے۔[۸] جیسا کہ ردالمختار میں ہے: مستاجر کا فسق فسخ کے لیے عذر نہیں ہے یعنی اس مستاجر کی بدعہدی کرنا معاہدے کو توڑ نہیں سکتا۔[۹]

اس طرح اگر عقد طے ہونے سے قبل کوئی حتمی بات نہیں ہوئی کہ جس میں عقد کی مدت کا بیان ہو۔ پھر اگر مستاجر کرایہ نامہ لکھوا لے اور مالک قبول نہ کرے تو اس صورت میں مالک، مستاجر کو ایک دن کے لیے بھی مکان کرائے پر دینے کا پابند نہیں ہوتا۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ عقد سے قبل کرایہ دار اور مستاجر کے درمیان اگر حتمی گفتگو نہیں ہوئی مثلاً کرایہ دار مالک سے کہے کہ اپنا فلاں مکان اتنے کرایہ میں اتنے سال کے لیے مجھے کرایہ پر دے اور مالک نے منظور کر لیا۔ کرایہ دار نے مالک کی رضامندی سے کرایہ نامہ دو سال کے لیے لکھوا لیا، مالک نے قبول نہیں کیا۔ اس صورت میں مالک مکان پر لازم نہیں کہ وہ ایک دن کے لیے بھی مکان کرایہ پر

دے کیونکہ عقد نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ کرایہ نامہ مالک کی رضامندی کے بغیر لکھا گیا تھا اور مالک مکان نے وہ قبول نہیں کیا۔[۱۰]

منقولہ اشیا میں مکانات کو اجارے میں لینے کا مقصد بیان کرنا عقد اجارہ میں شرط نہیں ہے۔ مکانات کو کرائے پر حاصل کیا کرایہ دار اس میں خود رہے یا کسی کو کرائے پر دے۔ کرایہ دار مکان میں کوئی ناجائز کام کرے یا حرام طریقے سے روزی کمائے تو ایسے لوگوں کو مکانات کرائے پر دینا جائز ہو گا؟ امام احمد رضا ان تمام مسائل کے بارے سے بیان فرماتے ہیں: مکان، زمین کو اجارے پر دیا جائے۔ مستاجر اس مکان میں جو بھی ناجائز کام کرے جو خلاف شرع ہو یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ مالک پر اس کا کوئی الزام نہیں وہ خود یعنی خود کرایہ دار اس کا ذمہ دار ہے۔

امام احمد رضا اور صاحبین اس مسئلے پر متفق ہیں۔ اگر کوئی ذمی مسلمان سے رہائش کے لیے مکان کرائے پر حاصل کرے۔ وہ مکان میں شراب نوشی کرے یا صلیب کی پوجا کرے یا اس میں کوئی بھی ناجائز کام کرے۔ اس کا بوجھ کرائے پر دینے والے مالک پر نہیں ہو گا کیونکہ اس نے اس ارادہ سے مکان کو کرائے پر نہیں دیا۔ مالک نے رہائش کے لیے اجارے پر مکان دیا ہے۔[۱۱]

امام احمد رضا اپنی اس بات کی تائید میں ردالمختار کی عبارت پیش کرتے ہیں: "کوفہ کی آبادی میں ذمی کو مکان کرایہ پر دینا تاکہ وہ آتش کدہ یا گرجا عبادت خانہ بنائے یا شراب فروخت کرے تو جائز ہو گا؟"[۱۲]

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ اس مالک کے مکان کرائے پر دینے کی وجہ سے اگر مسلمانوں کے عقائد و اعمال میں فتنہ پڑنے کا خدشہ ہو یا مسلمان گمراہی کا رستہ اختیار کرنے لگیں، مالک مکان کو تمام مسلمانوں کی بھلائی کو مدِّنظر رکھنا چاہیے تاکہ وہاں کے مسلمان برائی سے بچ سکیں۔ مسلمان اپنے مکانات کو کرائے پر دیتے ہیں۔ کرایہ دار مکان کو حاصل کرنے کے بعد اُس میں جو بھی ناجائز کام کرے، جو خلاف شرع ہوں۔ وہ مکان ایسی جگہ واقع ہو جہاں پر یہ برائیاں پھیلنے کا خدشہ ہو اور مسلمان اس برائی سے گمراہ ہوں۔ ایسی برائیوں سے فتنہ پھیلنے کا خدشہ ہو۔ ایسی صورتوں میں مکانات کو ان لوگوں کو کرائے پر دینا ناجائز ہو گا۔ ان سب صورتوں میں مالک کی نیت پر منحصر ہے۔ اگر اس نے اس نیت سے کرائے پر مکان نہیں دیا کہ اس میں خلاف شرع کام ہوں، اُس کی نیت صرف اور صرف کرایہ حاصل کرنے کی ہو تو اس کا کرایہ لینا مالک مکان کے لیے حلال ہو گا حالانکہ وہ خلاف شرع کام ہے۔ اُجرت طیب ہو گی اگرچہ سبب حرام ہو۔[۱۳]

الغرض مکانات کو اجارے پر دیا جاتا ہے۔ مالکان کی نیت اگر صرف کرایہ حاصل کرنے کی غرض سے ہو اور یہ نیت شامل نہ ہو کہ اس میں خلاف شرع کام ہوں۔ تب اس صورت میں کرایہ لینا مالکان کو جائز ہو گا لیکن اس کا مالک پر کوئی بوجھ نہیں۔ اگر ارد گرد کے مسلمان ان برائیوں کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہوں یہ باعث فتنہ ہے۔ اس صورت میں تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کو مدِّنظر رکھنا چاہئے۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں: "جس مال کا بعینہٖ حرام ہونا ثابت ہو جیسے چوری، ڈاکہ، زنا، غنا، رشوت وغیرہ۔ ان کا کرایہ لینا حرام ہے۔ اسی طرح زنا، غنا کی اُجرت سے جو کرایہ لیا جائے اس کا لینا حرام ہے جیسے طوائفوں کی کمائی۔ اگر وہ زرِ حلال سے دیں جیسے کسی سے قرض لے کر یا وہ روپیہ انہیں بطورِ انعام ملا ہو تو اس کا لینا حلال ہو گا۔ جس مال سے کرایہ دیا جا رہا ہو، مالک کو جب تک اس مال کے حرام ہونے کے بارے میں علم نہیں اس وقت تک لینا جائز ہو گا۔"[۱۴] ہندیہ میں ہے: "جب تک حرام سے ادائیگی کا علم نہیں اس وقت تک کرایہ لیا جا سکتا ہے۔"[۱۵] فتاویٰ قاضی خان میں ہے: " اس مال کا لینا حلال ہے تاوقتیکہ حرام ہونا واضح نہ ہو جائے۔"[۱۶]

اراضی کو کرائے پر دینا

امام احمد رضا فرماتے ہیں: "زمینوں کے مالک زمینوں کو کرائے پر دیتے وقت غلّہ کی مقدار متعین کر لیں کہ اتنے من سالانہ دینا واجب ہو گا چاہے پیداوار ہو یا نہ ہو۔ ایسا اجارہ فاسد ہوتا ہے۔ اگر مالک یہ کہے کہ نصف، ثلث یا ربع پیداوار پر زمین اجارے پر دی۔ کچھ پیدا ہو یا نہ ہو کرایہ دار پر نصف یا ثلث یا ربع مالک کو دینا لازمی ہو گا۔ یہ اجارہ درست نہیں۔ اگر اجارہ فاسد ہو، فریقین پر فسخ کرنا لازم ہے۔ فسخ کے بعد زمین جتنے دنوں مستاجر کے پاس رہے گی، اس کی اُجرت مثل مالک زمین کو ملے گی اور یہ اجرت اتنی ہی ہو گی جتنی عقد کے وقت طے ہوئی تھی۔"[۱۷]

اس کی تائید میں امام احمد رضا ردالمختار کی عبارت پیش کرتے ہیں: "جب مزارعت فاسد ہو تو پیداوار کا مالک بیج والا ہو گا اور دوسرے فریق کو مثلی اُجرت ملے گی تاہم یہ اُجرت عقد میں طے شدہ سے زائد نہیں ہو گی۔ اگر فاسد ہو مزارعت میں کوئی پیداوار نہ ہوئی تو

اگر بیج عامل ہے تو اس پر زمین کی مثل اُجرت ہو گی۔"[۱۸]

زمین چند لوگوں کی مشترکہ ملکیت ہو۔ ان میں سے ایک نمبر دار جو تمام زمین کا بندوبست اور کرایہ وغیرہ وصول کرتا ہو۔ سب لوگوں کی مشترکہ رائے سے نمبر دار ایک شخص کو اراضی کرایہ پر دے دیتا ہے۔ کرایہ دار نو ماہ بعد کہتا ہے کہ میں نے اراضی خالی کر دی ہے لہٰذا تین ماہ کا کرایہ مجھ سے وصول نہ کیا جائے۔ اس صورت میں اس شخص پر تین ماہ کا کرایہ واجب ہے۔ اگر نمبر دار کو اس کے شریکوں کی طرف سے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی گئی ہو، وہ خود اپنی مرضی سے کرایہ چھوڑ دے اس صورت میں وہ اپنے شریکوں کے حصے کا غاصب ہوا۔ اس صورت میں اس پر لازم ہے کہ اپنے شریکوں کا حصہ ان کو ادا کرے۔

رہن و اجارہ دو الگ صورتیں ہیں۔ جب اُجرت پر زمین دی جائے تو اس صورت میں رہن نہیں رکھوائی جا سکتی۔ اگر رہن رکھوائی تو اُجرت پر نہیں دی جا سکتی۔ مستاجر کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ کرائے پر زمین حاصل کر کے خود کاشت کرے یا کسی دوسرے آدمی کو کرائے پر دے لیکن جب وہ اجارے پر دے گا زائد کرایہ لینا تین صورتوں میں جائز ہو گا۔

۱۔ مستاجر نے جتنے کرائے پر مالک سے زمین حاصل کی اس کرائے سے زائد کسی اور شخص کو کرائے پر دینا چاہے۔ اس صورت میں وہ زمین میں نہر یا کنواں کھدوا دے یا کوئی ایسی زیادت کرے جس سے اس کی حیثیت بڑھ جائے۔

۲۔ پہلے جو کرایہ میں روپیہ طے ہوا تھا اب اس کی حیثت میں تبدیلی کر دے مثلاً اپنے مستاجر کو اشرفیوں پر دے۔

۳۔ یا زمین کے ساتھ کوئی بھی دوسری چیز ملا کر زائد کرائے پر دے۔[۱۹]

زمین کے مالک سے اجازت لے کر کاشت کار زمین کو رہن کے طور پر دوسرے کو دے سکتا ہے اور مرتہن سے یہ شرط کرے کہ اراضی جو تم اپنی کاشت میں رکھو اس کی پیداوار سے لگان اراضی زمین کے مالک کو ادا کرتے رہو۔ اس کے سارے نفع و نقصان کے ذمہ دار تم ہو۔ اس صورت میں مرتہن خود کاشت کرے یا کسی دوسرے سے کرائے، لگان ادا کرنے کے بعد جو بھی منافع ہو، منافع مرتہن کے لیے جائز ہو گا بشرطیکہ زمین کے مالک نے اس رہن کی اجازت دی ہو۔ مرتہن کسی دوسرے سے کاشت کروائے یا خود کرے سب منافع حلال ہے۔ زمیندار نے رہن کی اجازت نہ دی۔ اس صورت میں مرتہن کو نہ خود کاشت کرنا جائز ہے نہ کسی اور کو دینا۔ جو بھی اس زمین سے منافع حاصل ہو گا حرام ہو گا۔ راہن اور مرتہن دونوں غاصب ہیں۔ اگر مرتہن نے زمیندار کو لگان ادا کیا، اُس نے قبول کر لیا تو زمین کاشتکار کے اجارے سے نکل گئی، مرتہن کے اجارہ میں آگئی۔ اب جو بھی منافع ہو اسے لینا حلال ہو گا۔

فاسد عقد کے ساتھ اگر زمین اجارے پر لے لی جائے۔ ایسی زمین پر گورنمنٹ کی طرف سے مقدمہ ہو جائے۔ مستاجر مقدمہ بازی کے بعد زمین خالی کر دے اور جو کچھ مقدمہ میں خرچ کرے، جو بھی جرمانہ دے وہ مالکان سے نہیں لے سکتا۔ کیونکہ عقد اجارہ کا فسخ کرنا دونوں پر ضروری تھا۔ مستاجر نے جتنے دن زمین پر قبضہ رکھا اس کا کرایہ ادا کرے گا۔[۲۰]

اسی طرح ایسی جائیداد جو ابھی اُس کے ورثاء میں تقسیم نہیں ہوئی، ایسی مشترکہ جائیداد میں سے ایک کھیت کو کرائے پر دیا گیا۔ اگر سب ورثاء کی اجازت سے کھیت یا اراضی کو کرائے پر دیا تو سب ورثاء اس کے لگان کے حق دار ہوں گے۔ اگر کسی ایک نے دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر اراضی کو کرائے پر دے دیا تو اس شخص پر لازم ہے کہ وہ دوسرے ورثاء کو اس لگان میں سے حصہ دے، اپنے صرف میں لانا حرام ہے۔[۲۱]

وہ اشیا جن کا اجارہ ممنوع ہے ان کے جواز کی صورتیں

ایسی اشیا جن کا اجارہ ممنوع ہے جیسے چراگاہ کو کرایہ پر لینا تاکہ مویشیوں کو اس کی گھاس چرائی جائے۔ اسی طرح مچھلی پکڑنے کے لیے تالاب کو کرایہ پر لینا۔ ان صورتوں میں منفعت کی اصل شے کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کا اجارہ درست نہیں۔ امام احمد رضا کے دور کے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ تالاب کا اجارہ پر لینا ہے اور تالاب سے مچھلیاں پکڑوانے کا ہے۔ آپ نے ان کے جواز کی صورتیں بیان کیں۔ زمیندار اپنے گاؤں کی حدود میں تالابوں سے مچھلیاں پکڑواتے ہیں اور نصف حق زمینداری سے خود لیتے ہیں۔ زمیندار تالاب کو اپنی مملوکہ جانتے ہیں۔ تالاب وغیرہ سے بغیر جال مچھلیاں پکڑنے پر قادر نہیں۔ کبھی زمیندار تالابوں کی مچھلیاں

فروخت کر دیتے ہیں۔ وہ تالابوں کو مول لے لیتے ہیں اور جس قدر مچھلیاں اس میں ہوتی ہیں وہ جال سے شکار کر کے لے جاتے ہیں۔

امام احمد رضا اس مسئلے کے بارے میں فرماتے ہیں: زمیندار اس صورت میں مچھلیوں کے مالک بن سکتے ہیں کہ اگر انہوں نے وہ تالاب اس غرض سے مہیا کیے کہ برسات کے پانی ندیوں سے جو بھی مچھلیاں بہا کر لائیں وہ ہمارے پاس ہماری مِلک میں آئیں۔ اس صورت میں وہ مچھلیوں کے مالک ہو گئے۔ یا انہوں نے تالاب اس غرض سے مہیا نہیں کیے۔ جب پانی مچھلیاں بہا کر لایا انہوں نے مچھلیوں کو روکنے کے لیے کوئی انتظام کر لیا ہو، کوئی مینڈھا وغیرہ باندھ دیا۔ ان صورتوں میں وہ مچھلیوں کے مالک ہو گئے۔ زمینداروں کی اجازت کے بغیر کوئی ان مچھلیوں کو پکڑ نہیں سکتا۔ اگر ان صورتوں میں کوئی صورت بھی نہ تھی، نہ انہوں نے تالاب اس غرض سے مہیا کیے، نہ اُنہوں نے مچھلیوں کی روک کی۔ تو جو بھی ان مچھلیوں کو پکڑے گا ان کا مالک ہو جائے گا کیونکہ وہ کسی کی ملکیت نہیں ہیں۔ زمیندار مچھلیوں کے مالک ہو گئے۔ اگر وہ مچھلیاں کسی کو ہبہ کر دیں پھر تو یہ جائز۔ اگر زمیندار مچھلیوں کو ہبہ نہ کریں تو جو کوئی ماہی گیر ان مچھلیوں کو پکڑے گا اُس پر لازم ہے کہ وہ تمام مچھلیوں کو زمیندار کے پاس واپس کر دے۔ اگر زمینداروں نے ماہی گیروں کو اُجرت پر رکھا ہے پھر وہ جو بھی اُجرت دیں۔ چاہے وہ اُجرت کی مثل دیں یا اُجرت عین دیں۔ چاہے تو وہ کچھ مچھلیاں اُجرت کے طور پر دیں۔ لیکن ماہی گیر اتنی اُجرت کے حق دار ہوں گے جو نصف مچھلیوں کی قیمت سے زائد نہ ہو مثلاً مچھلیاں ۸ یا اس سے زائد قیمت کی پکڑی گئیں تو یہ پورے ۴ کے مستحق ہیں اور کم کی شکار ہوئیں تو آدھی مچھلیوں کے جو دام ہوں اُس سے زیادہ نہ پائیں گے۔ اگر زمیندار ماہی گیروں کو اُجرت پر رکھ لیں کہ اتنے مقررہ وقت میں تم دوپہر سے شام تک جال ڈالو۔ تو اس صورت میں جتنی مچھلیاں جال میں آئیں گی سب کے مالک زمینداران ہیں، ماہی گیروں کا ان مچھلیوں پر کوئی حق نہیں ہے۔ ماہی گیر اگر ان مچھلیوں میں سے نصف لیں تب ناجائز ہو گا۔ ماہی گیر صرف اُجرت کے مستحق ہوں گے۔ لیکن اگر زمینداروں نے ماہی گیروں کو نہ ہی اُجرت پر لیا نہ ہی وقت معین کیا اُس صورت میں ماہی گیر مچھلیوں کے مالک بن گئے۔ اب اگر زمینداران ان سے مچھلیاں لیں گے، اُن کو اس کا لینا ناجائز ہو گا۔[۲۲]

زمیندار ان مچھلیوں کو اُس صورت میں فروخت کر سکتے ہیں جب وہ مچھلیوں کے مالک ہوں گے۔ لیکن نہ تو انہوں نے تالاب اس غرض سے بنوائے کہ جو مچھلیاں اس میں آئیں اور نہ ہی انہوں نے مچھلیوں کو روکنے کے لیے کوئی انتظام کیا۔ اس صورت میں جو بھی مچھلیوں کو پکڑے گا وہ خالصتاً اس کی ملکیت ہوں گی۔ اس صورت میں زمینداروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مچھلیاں پکڑنے والوں سے ان کی قیمت لیں۔ جو قیمت انہوں نے لی اس کو واپس کر دیں۔ مالک ہونے کی صورت میں ان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مچھلیوں کی قیمت لیں۔ کیونکہ بیع کے لیے چیز کا مالک ہونا ضروری ہے۔ تب زمینداروں کو ان کی قیمت لینا حلال ہو گا جب وہ ان کے مالک ہو گئے۔ مچھلیوں کے مالک نہ ہونے کی صورت میں زمینداروں نے پکڑنے والوں سے قیمت لی۔ اس صورت میں زمینداروں پر قیمت کا واپس کرنا لازم ہو گا اور اگر پکڑنے والوں نے مچھلیاں صرف کر لیں تو ان پر لازم ہے کہ ان کی قیمت بازار کے بھاؤ سے ادا کریں۔ زمیندار مچھلیوں کے مالک تھے۔ انہوں نے بیع کی اجازت دے دی کہ مچھلیاں ان مشتریوں سے خریدنے والوں کے پاس صرف ہو گئیں تو زمیندار مختار ہیں۔ بازاری نرخ کے حساب سے ان مچھلیوں کی قیمت اپنے مشتریوں سے یا خواہ ان کے خریداروں سے جس سے چاہیں وصول کر لیں۔ زمیندار جس سے چاہیں قیمت وصول کر سکتے ہیں۔[۲۳]

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ بنجر زمینوں کی گھاس کی بیع کی جائز صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اگر زمینداروں نے وہ زمین اس غرض کے لیے مہیا کی کہ اس زمین میں جو گھاس پیدا ہو گی وہ بیع کیا کریں گے۔ گھاس کی افراط و عمدگی کے لیے اس زمین کو پانی دلوایا، گھاس کی رکھوالی کرائی، اس کے گرد کھائی کھدوائی، جانوروں سے بچانے کے لیے باڑ رکھوا دی تو ان دونوں صورتوں میں وہ گھاس زمینداروں کی مِلک ہو گئی۔ اس صورت میں اس کی بیع جائز ہو گی۔ اگر ان صورتوں میں کچھ نہ تھا یعنی نہ باڑ رکھوائی نہ گھاس کو پانی دلوایا، پھر وہ گھاس زمینداروں کی مِلک نہیں بلکہ گھاس ہر شخص کے لیے مباح ہے۔[۲۴]

امام احمد رضا اپنی اس بات کی تائید میں فتاویٰ عالمگیری کی عبارت بیان کرتے ہیں: "کھڑی گھاس فروخت کرنا، اس کو اُجرت پر دینا صحیح

نہیں۔ اگر زمین والے نے زمین کو سیر اب کر کے گھاس کے لیے تیار کیا تو یہ گھاس فروخت کرنی جائز ہے کیونکہ وہ اس عمل سے گھاس کا مالک ہوا۔ یا اپنی زمین کے ارد گرد کھائی کھودی اور پیداوار کے لیے تیار کیا۔ وہاں ناڑ اُگا تو وہ اس شخص کی مِلک ہو گا۔"[۲۵] زمینوں کی گھاس کو بیع کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اگر زمینداران گھاس کی رکھوالی کروائیں۔ گھاس کی افزائش کے لیے پانی وغیرہ دیں تب اس صورت میں وہ گھاس اُن کی ملکیت ہو گی اس کی بیع بھی جائز۔ اگر یہ دونوں صورتیں نہیں ہیں اس صورت میں گھاس کو فروخت کرنا یا اس کو اُجرت پر دینا ناجائز ہو گا کیونکہ وہ گھاس کسی کی ملکیت نہیں ہے۔[۲۶]

امام احمد رضا کے دور میں ایک معرکتہ الآرا مسئلہ تالاب کا ہے۔ زید کا ایک تالاب ہے جس کو بعوض بیس روپیہ ایک ماہ کی معیاد مقرر کر کے عمرو کے تصرف میں دیا کہ ان ایام معینہ کے اندر تالاب کے پانی سے انتفاع حاصل کرنا اور اس تالاب سے مچھلی پکڑ سکتے ہو۔ آپ فرماتے ہیں: عین اشیاء کا اجارہ جائز نہیں۔ جو اجارہ عین (شے) کو ہلاک کرنے پر قائم ہو اوہ اجارہ ناجائز ہے۔ جیسے پانی اور مچھلی کو حاصل کرنے پر اور وہ زمین جو تالاب میں پانی کی تہہ ہے وہ پانی کی موجودگی میں قابل انتفاع نہیں جبکہ اجارہ تو جائز ہی اس وقت ہوتا ہے جب کسی شے سے نفع حاصل کیا جا سکتا ہو۔ جب منفعت ہی مقصود نہ ہو بلکہ عین (شے) کو ہلاک کرنے پر منعقد ہو وہ ناجائز ہے۔ اسی طرح جھاڑیوں اور حوض کو اجارہ پر دینا، مچھلی پکڑنے یا کانے اکھاڑنے اور ایندھن کاٹنے یا حوض کا پانی اپنے پینے یا جانوروں کو پلانے کے لیے اور چراگاہ کا اجارہ جائز نہیں ہے۔[۲۷]

امام احمد رضا اس کے جواز کی صورت بتاتے ہیں کہ تالاب کے کنارے کی زمین کرائے پر دی جائے اور تالاب کے پانی سے انتفاع مباح کر دیا جائے۔ اس صورت میں کرایہ، پانی، مچھلی، گھاس سب جائز طریقے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ یا زراعت کو کنارے کی زمین اور تالاب جس سے اس زمین کو پانی پر دیا جائے، سب ملا کر کرائے پر دی جائیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جانور کے باڑہ کے لیے جگہ کو اجارے پر دیا جائے اور حوض وغیرہ کا پانی اور چراگاہ کو جانوروں کے لیے مباح کر دے۔[۲۸]

امام صاحب نے اجارے کے موضوع پر "اَجود القری لطالب الصحۃ فی اجارۃ القری" رسالہ تصنیف فرمایا۔

اَجود القری لطالب الصحۃ فی اجارۃ القریٰ (۱۳۵۲ھ)

اجارہ ایسا عقد ہے جو کسی شے سے منفعت حاصل کرنے پر منعقد ہوتا ہے۔ اس میں شے بدستور باقی رہتی ہے اور اس شے سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ جو اجارہ کسی عین شے کے ہلاک کرنے پر منعقد ہو وہ اجارہ باطل ہوتا ہے جیسے گائے کو دودھ کے لیے اجارہ پر لیا تو وہ ناجائز ہو گا۔ اسی طرح کسی درخت کو پھل کھانے پر اجارے پر لینا ناجائز ہو گا۔

امام احمد رضا کے دور میں ایک معرکتہ الآرا مسئلہ دیہات کے ٹھیکوں کا مسئلہ تھا۔ مسئلے کی نوعیت یوں تھی کہ زمیندار اپنی مملوکہ زمین ایک متعین مدت کے لیے متعین معاوضے کے تحت ایسے شخص کو اجارے پر دے دیتا جو کہ کسانوں کو زمین اجارے میں دینے کا مختار ہوتا۔ جس کا حاصل یہ ہوتا کہ زمین تو کسانوں کے پاس اسی طرح رہتی اور متعین معاوضے کی آمدنی ٹھیکیدار کو ٹھیکے میں دی جاتی کہ اس قدر متعین معاوضے کی زمین اتنے میں تمہیں ٹھیکے پر دی جاتی ہے اور تم قسطوں میں متعین معاوضہ بغیر کسی کمی کے ہمیں ادا کرو گے۔

پھر اگر ٹھیکیدار کو متعین رقم سے زائد منافع حاصل ہوتا یعنی ایک پیسہ، یا ہزار روپے زائد وصول کرتا تو وہ ٹھیکیدار اس زائد منافع کو اپنا حق سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیتا۔ اور اگر ٹھیکیدار کو کم پیسے وصول ہوتے تو اس کمی کو وہ اپنے پاس سے پوری رقم کر کے زمیندار کو دیتا۔ یہ کمی بیشی جو مستاجر کو زائد وصول ہوتی اور کمی ہونے کی صورت میں مستاجر کو اپنے پاس سے رقم پوری کر کے آجر (مالک) کو دینی پڑتی۔ زمیندار اپنی زمینوں کو ٹھیکیدار کے حوالے ایک متعین رقم کے عوض ٹھیکے پر دیتے ہیں۔ ٹھیکے دار آگے کسانوں کو زمین دیتا ہے۔ ٹھیکے دار اور زمیندار کے درمیان یہ جو کمی بیشی ہو رہی یہ کس حد تک درست ہے۔[۲۹]

اجارہ ایک عقد ہے جو خاص منافع پر منعقد ہوتا ہے، جو منافع کے عوض کے بدلے مالک بننے کا نام ہے۔ اس میں ذات شئ مالک کے قبضے میں رہتی ہے اور مستاجر اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ جو اجارہ کسی خاص عین (شے) کے ہلاک کرنے پر منعقد ہو وہ اجارہ ناجائز ہے۔ جس طرح اگر کسی گائے کو دودھ پینے کے لیے اجارے پر لیا تو ناجائز۔ اگر گائے کو لادنے کے لیے اجارے پر لیا تو جائز ہے۔ اگر کسی باغ کو بغرض سکونت اجارے پر لیا تو جائز اگر پھل کھانے پر لیا تو ناجائز کیونکہ سکونت منفعت ہے اور باغ کا پھل عین ہے۔ اسی طرح گائے کو

لادنے پر لیا تو لادنا منفعت ہے اور دودھ عین۔ حوض سنگھاڑے رکھنے کے لیے اجارہ میں لیا جائز، مچھلیاں پکڑنے کے لیے لیا تو ناجائز کیوں کہ سنگھاڑے بونا منفعت ہے اور مچھلیاں عین۔ لہٰذا جو اجارہ کسی شے کو ہلاک کرنے پر قائم ہو وہ باطل ہے۔

یہی اجارہ کہ جو زمین مزارعین کے ٹھیکے میں رہتی ہے اور توفیر مستاجر کو ٹھیکے میں دی جاتی ہے، یہ اجارہ تو کسی منفعت پر وارد نہ ہوا۔ کہ زمین مزارعین کے پاس اور ٹھیکے دار توفیر۔ یعنی زر حاصل یا بٹائی کا غلّہ اجارہ میں دیا گیا۔ یہی غلّہ دانے اور نقد زر سے ان کی ہلاکت کے بغیر نفع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ غلّہ دانے اعیان ہیں۔[۳۰]

اپنی بات کی تائید میں امام احمد رضا فتاویٰ خیریہ کی عبارت پیش کرتے ہیں: ''اگر اجارہ عین چیز کے ضائع کرنے پر قائم ہو تو باطل ہے جیسے گائے کو دودھ کے لیے اجارے پر لیا ناجائز۔ اس طرح جب مستاجر دیہات زمین دکانیں اجارے پر حاصل کرے کہ حصہ کی آمدنی یا مقررہ کرایہ وصول کرے یا دکانوں کا کرایہ حاصل کرے یا دیہاتوں کے باغات کے پھل کھاتے یا اوقاف کی زمینوں کا فصلانہ وصول کرنے کے لیے اجارہ پر لے تو یہ اجارہ باطل ہو گا۔''[۳۱]

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ جو ٹھیکہ رائج ہے کہ زمین تو مزارعین کے پاس رہتی ہے اور ٹھیکے دار توفیر کا ٹھیکہ لیتا ہے یہ حرام ہے۔ یہ ٹھیکہ شرعاً باطل ہے۔ اس کے جواز کی کوئی حلت نہیں۔ ٹھیکے دار اور زمیندار کے درمیان جو کمی بیشی ہوتی ہے، ٹھیکے دار پر فرض ہے کہ اپنے منافع میں سے جس قدر زائد پیسہ وصول ہو وہ سب کا سب مالک کو ادا کرے۔ خواہ وہ منافع متعین کی گئی رقم سے کم ہو یا زائد ہو۔ ٹھیکے دار اس منافع میں سے اگر ایک پیسہ بھی اپنے پاس رکھ لے گا تو اُسے رکھنا حرام ہے۔ اسی طرح مالک کو بھی اتنی ہی رقم لینی حلال۔ کمی کی صورت میں اگر ٹھیکے دار کو اپنے پاس سے دے گا تو مالک کو زائد لینا حرام ہو گا مثلاً ہزار کو ٹھیکہ دیا نو سو وصول ہوئے تو مالک کو نو سو لینا ہی حلال ہو گا، زائد لے گا تو حرام ہو گا۔ ٹھیکے دار کو گیارہ سو وصول ہوئے تو وہ پورے مالک کے ہیں۔ ٹھیکے دار ان میں سے ایک روپیہ بھی اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ جن لوگوں کے پاس کسی دیہات کا ٹھیکہ ہو اُن پر واجب ہے کہ تمام سالوں کی واصلباقی خام بلحاظ تحصیل خام لگا کر ایک دوسرے کے مواخذہ سے پاک ہو جائیں۔ مثلاً زید نے عمرو کو اپنا گاؤں ایک ہزار کے عوض تین برس تک ٹھیکے میں دیا اور تین ہزار روپے وصول پائے۔ اگر عمرو کو ہر سال بارہ سو روپے وصول ہوئے تو اس پر چھ سو روپے زید کے واجب الادا تھے۔ اور ہر سال آٹھ سو روپے ملے تو چھ سو اس کے زید پر رہے۔ اگر ایک سال ہزار روپے وصول ہوئے دوسرے سال آٹھ سو تیسرے سال بارہ سو، تو دونوں بے باق ہیں۔[۳۱]

ٹھیکے دار اور زمیندار کی آمدنی کس طرح سے جائز ہو سکتی ہے؟

امام احمد رضا نے شرعی حدود کے مطابق اس مسئلے کا حل بتایا۔ ناجائز آمدنی کو جائز کرنے کا حل بتایا۔ اس ٹھیکے میں جو جو نقائص ہیں ان کے بارے میں نہ صرف بتایا بلکہ یہ بھی بتایا کہ کس طرح سے ٹھیکے دار اور زمیندار اپنی آمدنی کو حلال کر سکتے ہیں۔[۳۲] امام احمد رضا ٹھیکے کی آمدنی کو مالک اور مستاجر کے درمیان حلال کرنے کی ایک صورت بیان کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مکان یا دکان کو ایک مقررہ رقم کے عوض ٹھیکے دار سے کرائے پر حاصل کرتا ہے تو مستاجر کے لیے جائز نہیں کہ وہ ٹھیکے کی رقم سے زائد آگے کسی کو مکان یا دکان زائد کرائے پر دے یعنی جتنے ٹھیکے میں مستاجر نے حاصل کی ہو اس کرائے کی رقم سے زائد کسی اور کو دے۔ اگر مستاجر اس رقم سے زائد وصول کرنا چاہے تو اس کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ مستاجر نے مکان، دکان یا زرعی زمین جتنے کرائے پر حاصل کی اس کرائے کے مکان یا دکان میں اپنی طرف سے کوئی چیز شامل کر دے جس سے کرایہ میں اضافہ ہو سکے۔ ایسا کرے گا تو اس صورت میں زائد کرایہ لینا جائز ہو گا۔

۲۔ دوسری یہ کہ اس کرائے پر حاصل کی گئی دکان یا مکان میں کوئی اصلاح یا تعمیری کام کروا دے۔ مثلاً دیواروں پر سفیدی وغیرہ کروا دے۔ ٹوٹی ہوئی شے کی مرمت کروا دے یعنی کوئی بھی تعمیری کام کر دے۔ اس صورت میں بھی زائد کرایہ وصول کرنا جائز ہو گا۔

۳۔ تیسری صورت یہ کہ جو جنس کرائے میں طے پائی ہے اس کے بدلے کوئی اور جنس کرایہ میں ادا کی جائے۔ چنانچہ اگر روپے دینے تھے تو اس کے بدلے میں آنے دے۔ یا اپنے ذمے کوئی کام لے جیسے جھاڑو وغیرہ دے یا چیزوں کو ترتیب وغیرہ سے رکھ دے۔ یعنی وہ کام جو اس کی شان کے لائق ہو۔ اگر مستاجر کم کرائے پر دیتا ہے تو یہ اُس کی اپنی مرضی ہے جتنی کمی کرنا چاہے۔ مگر مالک نے جو رقم اس سے

متعین کی ہے یعنی ٹھیکے کی ایک مقررہ رقم جو طے ہوئی تھی، اتنی رقم کا ادا کرنا مستاجر پر لازم ہو گا۔[۳۳]

غیر منقولہ اشیاء کے اجارے پر تحقیق کا عملی اطلاق

امام احمد رضا کے دور میں معرکتہ الآرا مسائل میں سے ایک مسئلہ دیہاتوں کے ٹھیکوں والا بھی تھا۔ جس میں زمین کا مالک اپنی زمین کو مقررہ مدت تک متعین معاوضے کے تحت ٹھیکے میں دے دیتا جس کے نتیجے میں زمین تو مزارعین کے پاس رہتی تھی اور ٹھیکے دار توفیر کا ٹھیکہ لیتا تھا۔ ٹھیکہ دار جتنے میں ٹھیکہ طے ہوتا تھا، اُس معین رقم سے اگر اُسے زائد پیسے وصول ہوتے تھے تو وہ ٹھیکہ دار اپنے پاس نفع سمجھ کر رکھ لیتا، وہ اس کا حق سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح اگر ٹھیکے دار کو ٹھیکے میں کم رقم وصول ہوتی تھی تو اس کم رقم کا اُسے اپنے پاس سے پورا کرنا پڑتا تھا۔ امام احمد رضا نے اس طرح کے ٹھیکے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں: ٹھیکے دار پر فرض ہے اسے جس قدر زیادہ منافع وصول ہو وہ سارے کا سارا مالک کو ادا کرے۔ اگر ٹھیکے دار کو وصول میں کمی ہوئی تو مالک کے لیے بھی اتنا ہی لینا حلال۔ زائد لے گا تو اُس کے لیے حرام ہو گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اجارہ عقد ہے جو نفع حاصل کرنے پر وارد ہوتا ہے اور جو اجارہ کسی عین (شے) کو ہلاک کرنے پر واقع ہو وہ ناجائز ہے۔ یہی اجارہ جس میں زمین تو مزارعین کے ٹھیکہ میں ہے، توفیر زر یا بٹائی کا غلّہ جو اجارہ میں دیا جاتا ہے یہ اجارہ اس کو ہلاک کرنے پر منعقد ہوتا ہے، زر و طعام اعیان ہیں لہٰذا یہ اجارہ باطل ہے۔ آج کل کے دور میں ٹھیکے بھی اسی طرح ہوتے ہیں۔ دیہاتوں میں ٹھیکے اسی طرح سے ہوتے ہیں۔ پارکنگ کا ٹھیکہ، دکانوں کا ٹھیکہ، زمینوں کا ٹھیکہ۔ ان تمام ٹھیکوں میں امام احمد رضا کے احکامات سے مدد لی جاسکتی ہے۔ آپ نے انہی ٹھیکوں کے جواز کی صورتیں بیان کیں کہ کس طرح سے مالک اور ٹھیکے دار اپنی آمدنی کو جائز اور حلال بنا سکتے ہیں تا کہ دونوں ہی حرام سے بچ جائیں۔

حوالہ جات

۱۔ دیکھیے: احمد رضا بریلوی، امام، العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات)، ج ۱۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۴۷۴

۲۔ ابن عابدین شامی، علامہ، ردالمحتار علیٰ در مختار، ج ۵، ص ۵۰

۳۔ در مختار : ۲/ ۱۸۳

۴۔ دیکھیے: فتاویٰ رضویہ : ۱۹/ ۴۸۹

۵۔ المرجع السابق : ۲/ ۱۷۱

۶۔ ایضاً : ۲/ ۱۷۸

۷۔ دیکھیے: فتاویٰ رضویہ : ۱۹/ ۴۹۱

۸۔ دیکھیے: ایضاً : ۱۹/ ۴۹۴

۹۔ ردالمحتار: ۵/ ۵۰

۱۰۔ دیکھیے: المرجع السابق : ۱۹/ ۴۴۱

۱۱۔ ایضاً : ۱۹/ ۴۴۱

۱۲۔ ردالمحتار : ۵/ ۲۵۱؛ فتاویٰ ہندیہ : ۴/ ۴۵۰

۱۳۔ دیکھیے فتاویٰ رضویہ : ۱۹/ ۴۴۲

۱۴۔ ایضاً: ۱۹/ ۴۴۳

۱۵۔ دیکھیے: فتاویٰ ہندیہ : ۴/ ۳۴۲

۱۶۔ دیکھیے: فتاویٰ قاضی خان: ۴/ ۴۷۸

۱۷۔ دیکھیے : فتاویٰ رضویہ : ۱۹/ ۶۸۹

۱۸۔ دیکھیے: در مختار: ۲/ ۲۲۴

۱۹۔ دیکھیے: المرجع السابق :۱۹/ ۴۹۹

۲۰۔ ایضاً : ۱۹/ ۴۹۳

۲۱۔ ایضاً : ۱۹/ ۴۹۲

۲۲۔ ایضاً : ۱۹/ ۴۲۳، ۴۲۴

۲۳۔ ایضاً :۱۹/ ۲۲۶، فتح القدیر: ۶/ ۴۹، فتاویٰ غیاثیہ : ص ۱۴۳، ردالمحتار : ۴/ ۱۱۳

۲۴۔ ایضاً :۱۹/ ۴۳۲

۲۵۔ فتاویٰ عالم گیری : ۳/ ۱۰۹

۲۶۔ فتاویٰ رضویہ : ۱۹/ ۴۸۰

۲۷۔ ایضاً : ۱۹/ ۴۸۱، فتاویٰ بزاری علی ہامش الفتاوی الہندیہ : ۵/ ۴۷

۲۸۔ ایضاً : ۱۹/ ۵۴۲

۲۹۔ ایضاً : ۱۹/ ۵۴۳

۳۰۔ ایضاً : ۱۹/ ۵۴۴

۳۱۔ فتاویٰ خیریہ : ۲/ ۱۲۹

۳۲۔ المرجع السابق :۱۹/ ۵۴۲

۳۳۔ ایضاً : ۱۹/ ۵۶۰

***

فارسی نثر میں مولانا احمد رضا خاں کی خدمات

طاہرہ سلطانہ (ایم فل فارسی، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

فارسی نثر کی تاریخ

ادبیاتِ فارسی کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی بیشتر زبانوں کی طرح فارسی نثر میں بھی شعر پہلے کہے گئے اور نثر بعد میں لکھی گئی[۱] اور نثری ادب کافی تبدیلیوں کے بعد پروان چڑھا۔ فارسی نثر کی تاریخ کو مختصراً بیان کرنے کے لئے ذیل کے ادوار میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔[۲]

۱۔ سامانی دور (۸۲۰۔۹۹۸): شاعری کی طرح نثر میں بھی فارسی دور کو اہمیت ملی۔ فارسی نثر کی اولین کتب کا تعلق اسی دور سے ہے۔ مقدمی شاہنامہ (تالیف ۳۴۲ھ) کو اب تک فارسی نچر کا قدیم ترین نمونہ سمجھا جاتا ہے۔[۳] دورہ سامانی کے تمام کے تمام آثار آج بھی موجود ہیں جیسا کہ کتاب الانبیہ عن الحقائق الادویہ اور ترجمہ تفسیر طبری وغیرہ۔[۴]

۲۔ غزنوی، سلجوقی، خوارزمشاہی دور (۹۹۸۔۱۲۲۰): غزنوی دور شاعری کی طرح نثر میں بھی ثروتمند نظر آتا ہے۔ تاریخ اس دور کی نثر کا دوسرا موضوع ہے۔ اس عہد کے نثر نگاروں کی نثر تکلف سے پاک ہے۔[۵] اس دور کی اہم ترین نثری کتابوں میں عمر خیام کی نوروز نامہ، کشف المحجوب ہجویری اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کی کتب و رسائل شامل ہیں۔[۶] دورہ سلجوق و خوارزمشاہی نثر کا اہم ترین دور ہے۔ موضوع کے اعتبار سے اس عہد کی نثر میں تنوع نظر آتا ہے۔ فارسی کی سادہ و رواں نثر اس عہد مین آہستہ آہستہ پر تکلف ہوتی چلی گئی۔[۷] اس دور کی اہم ترین نثری کتب میں اسرار التوحید محمد بن منور، تذکرۃ الاولیا عطار اور جوامع الحکایات و لوامع الروایات شامل ہیں۔[۸]

۳۔ منگول و تیموری دور (۱۲۲۰۔۱۵۰۲): دورہ منگول ممیں فارسی نثر کو بڑا فروغ ہوا۔ پر تکلف نثر کا رواج اس دور میں اپنے انتہائے کمال کو پہنچ گیا۔[۹] اس دور کی اہم ترین نثری کتب میں گلستانِ سعدی سرِ فہرست ہے۔ جو کہ آغاز انتشار سے آج تک غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب میں نثر مسجع و مقفیٰ کا اس خوبصورتی اور مہارت سے کیا ہے کہ اکثر اسجاع و قوافی مکمل طور پہ قدرتی معلوم ہوتے ہیں۔[۱۰] تیموری عہد میں فارسی نثر چھٹی ساتویں ھجری کے پر تکلف انداز سے کم و بیش آزاد ہو چکی تھی۔ تاریخ و تذکرہ نویسی اس دور میں بھی نثر کا بڑا موضوع رہا۔ اس دور کی اہم نثری کتب میں المعجم شمس قیس رازی اور بہارستان جامی شامل ہیں۔[۱۱]

۴۔ صفوی دور (۱۵۰۲۔۱۷۹۶): اس عہد میں مجلس علما نے شیعہ مذہب اور عقائد پر مبنی کافی کتابیں لکھیں ہیں ان میں سے اکثر کتابوں کی عبار تمشکل اور عربی آمیز ہے۔ اس عہد کی نثر کا موضوع تاریخ و تذکرہ رہا ہے۔ تاریخ عالم آرای عباسی اور تذکرہ ہفت اقلیم اس دور کی معروف کتب ہیں۔

۵۔ برِ صغیر میں غزنوی دور (۹۹۸۔۱۱۸۶): اس دور کی نثر کا زیادہ سرمایہ ہم تک نہیں پہنچا۔ اس دور کے اہم ترین نثر نگار حضرت داتا گنج بخش نظر آتے ہیں اور ان کی کتاب کشف المحجوب آج بھی دستیاب ہے۔

۶۔ خاندانِ غلامان کا دور (۱۲۰۶۔۱۲۹۰): یہ دور ہندوستان میں ایک طرف اسلامی سلطنت کی توسیع اور دوسری طرف اشاعتِ اسلام کا دور تھا۔ اس لیے اس دور میں خالص ادبی موضوعات پر بہت کم لکھا گیا اس دور کی قابلِ ذکر نثری تصانیف میں جوامع الحکایات و لوامع الروایات، تذکرہ لباب الالباب اور تاج المآثر شامل ہیں۔

۷۔ خلجی و تغلق دور (۱۲۹۰۔۱۴۱۴): زیرِ بحث دور میں فارسی نثر کا وسیع سرمایہ ملتا ہے اس عہد میں خواجہ نظام الدین جیسی عظیم ہستی پیدا ہوئی ان کے اثر اور ان کے خلفا اور مریدوں کی کوششوں سے مذہب و تصوف کے موضوع پہ زیادہ لکھا گیا۔ تاریخ نویسی اس دور کا دوسرا بڑا موضوع رہی۔ اس دور کی معروف نثری کتب میں تاریخ فیروز شاہی، خزائن الفتوح اور فوائد الفواد شامل ہیں۔

۸۔ سید و لودھی خاندان (۱۴۱۴۔۱۵۲۶): کتب تصوف اس دور میں

بھی کافی لکھی گئیں اس عہد میں فارسی زبان کے کئی لغت بھی مدون کئے گئے۔ سیر العارفین، تاریخ ناصری اور شرفنامہ منیری اس دور کی اہم نثری کتب ہیں۔ [۱۲]

۹۔ مغلیہ دور (۱۵۵۵۔۱۸۵۷): مغلیہ عہد کے دربارِ دہلی کو ایرانی 'دربارِ ثانی ایران' کہا کرتے تھے۔ چنانچہ ملک الشعرا بہار لکھتے ہیں کہ 'دربارِ دہلی میں زبانِ فارسی اور علوم و ادبیات کا رواج دربارِ اصفہان کی نسبت زیادہ تھا' اس عہد میں جو تاریخیں لکھی گئیں وہ اپنا جواب نہیں رکھتیں مثلا تاریخ الفی، تاریخ فرشتہ، توزکِ جہانگیری اور تاریخ ہمایوں وغیرہ۔ [۱۳]

مشاہیر فارسی نثر نگار

زبان وادب ایران پہ نظر دوڑائی جائے تو بہت سے نامور نثر نگار دکھائی دیتے جن سب کا تذکرہ اس مختصر مقالے میں ممکن نہیں لہذا ان میں سے چند مشہور و معروف کے محض نام ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں: شیخ الرئیس بو علی سینا، ابو ریحان البیرونی، امام ابو حامد احمد بن محمد غزالی، مولانا عبد الرحمٰن جامی، سعدی شیرازی اور نصیر الدین طوسی شامل ہیں۔

برِ صغیر کے معروف فارسی نثر نگاروں میں سید علی ہجویری، سدید الدین محمد عوفی، تاج الدین حسن بن نظامی، قاضی منہاج سراج، امیر خسرو، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، ابو الفضل، خواجہ عبد الباقی نہاوندی، عبد القادر بدایونی، شبلی نعمانی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی شامل ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

آپ کا نام محمد، عرفی نام احمد رضا خان، بچپن کا نام امن میاں، احمد میاں، تاریخی نام المختار ۱۲۷۲، والد کا نام نقی علی خان، القاب اعلحضرت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد اعظم، فاضل بریلوی وغیرہ کی طرح ہیں۔ ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ وقت ظہر محلہ جسولی بریلی (انڈیا) میں ہوئی۔ ابتدائی کتابیں والد اور اساتذہ سے پڑھیں اور چار سال کی عمر میں قرآن ناظرہ ختم کیا۔ اس کے بعد میزان منشعب تک حضرت مولانا غلام القادر بیگ سے پڑھا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد والد ماجد نے آپکی تعلیم اپنے ذمہ لے لی اور آخر تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی دوران شرح چغمینی مولانا عبد العلی رامپوری (ریاضی دان) سے پڑھی۔ [۱۴]

اعلیٰ حضرت نے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن پہلے خود اپنے وصال کی خبر دے کر ایک آیتِ قرآنی سے سالِ وفات کا استخراج فرمایا تھا وہ آیت مبارکہ یہ ہے ۱۵: ''ويطاف عليهم بانية من فضة و اكواب''۔ [۱۶] ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو جمعہ کے دن آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا آپ کا مزار پُر انوار آج بھی بریلی شریف میں زیارت گاہِ خاص و عام بنا ہوا ہے۔ [۱۷]

آپ کو پچاس سے زیادہ علوم و فنون میں تبحر حاصل تھا۔ اور جس فن میں قلم اٹھایا تحقیق انیق کے دریا بہائے۔ آپ نے پچاس سے زیادہ علوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ [۱۸]

امام احمد رضا جہاں ایک عظیم فقیہ و مفتی، محدث و مفسر تھے نیز عمرانی، معاشی، سائنسی و ریاضیاتی علوم و فنون پر حاوی تھے، وہیں آپؒ اردو، فارسی اور عربی زبان و ادب پر بھی یکساں عبور رکھتے تھے۔ عربی زبان و ادب میں تو ان کی مہارت کا یہ عالم تھا کہ ان کی عربی تحریروں کو دیکھ کر اہلِ عرب کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ یہ کسی ہندی نژاد عالم یا ادیب کی تحریر ہے۔ [۱۹]

بایں ہمہ یہی عالم ہمیں میدانِ فارسی میں بھی نظر آتا ہے۔ آپ کی فارسی زبان مین دسترس کا اندازہ ہمیں آپ کے منظوم و منثور کلام سے ہوتا ہے۔ آپ نے فارسی زبان و ادب مین بھی بہت سی خدمات سر انجام دی ہیں جس میں منظوم و منثور دونوں خدمات شامل ہیں۔ نظم میں آپ نے تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی اور اس کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی زبانِ فارسی میں خدمات سر انجام دی۔ ذیل میں آپ کی نثری خدمات کا تعارف پیش کیا جارہا ہے:

مستقل فارسی تصانیف

بحیثیت فارسی نثر نگار آپ کی شخصیت اعلیٰ و ارفعٰ مقام کی حامل ہے۔ آپ نے فارسی نثر نگاری میں انفرادی حیثیت حاصل کی۔ آپؒ کی مستقل فارسی تصانیف آج بھی رشد و ہدایت اور علمی مآخذ کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔ آپ کی مستقل فارسی تصانیف کا تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

تاج توقیت ۱۳۲۰ھ: یہ رسالہ فارسی زبان میں ۱۳۲۰ھ میں علم توقیت کے بارے میں لکھا گیا تھا۔ امام صاحب نے اس رسالہ میں اوقاتِ نماز کے ساتھ ساتھ سحر و افطار کے اوقات نکالنے کے لئے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے باب اول مقدمات پر مشتمل ہے، باب دوم موامرات زیجیہ اور باب سوم میں موامرت جہیدہ اور پھر خاتمہ اور فوائد بیان کئے گئے ہیں۔[20]

البدور فی اوج المجذور: علم ارثما طیقی کے فوائد کے سلسلہ میں ۱۳۲۳ھ میں فارسی زبان میں لکھا گیا تھا۔ جس کے کل ۲۷ صفحات ہیں۔ یہ آپ کی فارسی زبان و ادب اور متعلقہ علم میں مہارت کا بہترین نمونۂ نثر ہے۔[21]

فتاویٰ الرضویہ: فتاویٰ رضویہ چودھویں صدی کا بلا شبہ فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کی علمی گہرائی تک پہنچنا مشکل ہے وہ ایسا بحر بیکراں ہے جس کے ساحل پہ کھڑے رہ کر اس کے مناظرِ قدرت تو دیکھے جاسکتے ہیں لیکن اس کی گہرائی کو ناپنا اور غواصی کر کے موتی بر آمد کرنا ہر کہہ ومہ کا کام نہیں۔[22]

امام صاحب نے فتاویٰ اردو، عربی اور فارسی میں تحریر فرمائے جس زبان میں سوال آتا اسی زبان میں جواب دیا جاتا۔ حتیٰ کے سوال منظوم ہوتا تو جواب بھی منظوم ہی دیا جاتا۔ چونکہ میرے مقالہ کا تعلق فارسی زبان و ادب سے ہے لہٰذا میں یہاں پر فارسی فتاویٰ کا جائزہ پیش کروں گی۔ آپؒ نے اس ضخیم فتاویٰ میں کچھ فتاویٰ مکمل فارسی میں تحریر فرمائے ہیں کچھ میں صرف فارسی اقتباسات لائے گئے ہیں اور کچھ مقامات پر معروف ترین فارسی شعرا کے کلام کو نثر کی زینت بنایا ہے۔

فارسی فتاویٰ

فتاویٰ رضویہ میں تقریباً ۷۰ سے زائد مقامات پر مکمل فارسی فتاویٰ نظر آتے ہیں۔ جس میں مسٔولہ نے سوال فارسی زبان میں کیا ہے تو آپؒ نے جواب بھی فارسی زبان میں دیا ہے۔

اس عظیم کتاب میں امام احمد رضا نے بیشتر مقامات پر علماؑ و بزرگانِ دین کی فارسی عبارات کی مدد سے بھی مسائل کی حقیقت کو واضح کیا ہے مثلاً بیشتر مقامات پہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی کتاب اشعۃ اللمعات سے اقتباسات نقل کئے ہیں۔

فارسی شعرا کے کلام کا بر محل استعمال

نثر میں اشعار کا بر ملا استعمال کرنا بھی انتہائی مہارت کا کام ہے۔ اس کا اظہار آپ کے فتاویٰ میں ہوتا ہے۔ آپ نے اکثر فارسی شعرا مثلاً حافظ، سعدی اور رومی وغیرہ کے اشعار کو نثر کے ساتھ استعمال کیا ہے۔

فارسی حواشی

رضاؔ بریلوی نے کچھ فارسی تصانیف پہ حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں جن میں سے چند کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے:

حواشی اشعۃ اللمعات للشیخ عبد الحق: امام صاحبؒ نے شیخ عبد الحق کی تصنیف اشعۃ اللمعات پہ حواشی بھی فارسی نثر میں تحریر فرمائے ہیں۔ آپؒ نے درج ذیل ابواب کے حواشی تحریر فرمائے ہیں: (۱) کتاب الایمان (۲) کتاب الصلاۃ (۳) کتاب الجنائز (۴) کتاب الزکوٰۃ (۵) کتاب فضائل القرآن (۶) کتاب المناسک (۷) باب المصافحہ (۸) کتاب حفظ اللسان۔ یہ حواشی دس صفحات پر مشتمل ہیں اور ایجاز و اختصار کا عظیم نمونہ ہیں۔

حاشیہ بہادر خانی: امام احمد رضا نے یہ کتاب فارسی زبان میں علم توقیت کے بارے میں لکھی۔ یہ ضخیم کتاب فارسی زبان میں آپ کی دسترس کامل کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ۲۱۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب نسخۂ خطی کی صورت میں جامعہ نظامیہ کے کتب خانہ میں آج بھی محفوظ ہے۔

حاشیہ بر علم توقیت: علمِ توقیت پر یہ مختصر سا حاشیہ فارسی زبان میں لکھا گیا ہے۔

حاشیہ بر جامع الافکار: یہ حاشیہ فارسی زبان میں ہے۔ امام احمد رضاؒ نے جامع الافکار کے صفحہ ۵۳ سے حواشی لکھنا شروع کئے تھے اور اصل کتاب کے صفحہ ۳۵۵ تک حاشیہ لکھا ہے۔ اور حواشی کے کُل ۵۸ صفحات ہیں۔[23]

حوالہ جات

۱۔ محمد ریاض، صدیق شبلی، ڈاکٹر، فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۷

۲۔ کمشاد، ماڈرن پرشین پروز، کیمبرج یونیورسٹی پریس، ۱۹۶۶ء، ص ۵

۳۔ مرجع السابق، ص ۲۶

۴ سعید نفیسی، شاہکارہای نثر فارسی معاصر، کانون معرفت تہران، ۱۳۳۶، ص ۸

۵ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۳، ص ۳۶

۶ سعید نفیسی، شاہکارہای نثر فارسی معاصر، ص ۱۰

۷ المرجع السابق، ص ۵۹

۸ المرجع السابق، ص ۱۲

۹ محمد ریاض، صدیق شبلی، ڈاکٹر، فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ، ص ۸۷

۱۰ المرجع السابق، ص ۱۵

۱۱ المرجع السابق، ص ۹۴

۱۲ ھمان، ص ۱۸۶، ۱۷۵، ۱۶۳، ۱۵۶، ۱۱۱

۱۳ مرزا مقبول بیگ بدخشانی، ادب نامۂ ایران، ص ۶۲۷

۱۴ محمد حنیف خان، جامع الاحادیث، شبیر برادز لاہور، ۲۰۰۱، ص ۳۷۱

۱۵ احمد رضا خان، ملفوظات، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ۲۰۰۸، ص ۲۴

۱۶ سورۃ الدھر: آیت ۱۵

۱۷ المرجع السابق، ص ۲۵

۱۸ احمد رضا خاں، ملفوظات، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ۲۰۰۸، ص ۴۰۴

۱۹ محمود حسین بریلوی، ڈاکٹر، مولانا احمد رضا خان کی عربی زبان و ادب میں خدمات، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ۲۰۰۶، ص ۴۲

۲۰ احمد رضا خاں، تاج توقیت، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ۱۹۹۶، ص ۲

۲۱ احمد رضا خاں، البدور فی اوج المجذور، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ۱۹۹۶، ص ۴

۲۲ مولانا محمد حنیف خان، جامع الاحادیث، شبیر برادز لاہور، ۲۰۰۱، ص ۴۰۴

۲۳ احمد رضا خاں، حاشیہ جامع الافکار، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ۱۹۹۶، ص ۴

***

منقبت

عالم میں چل رہا ہے سکہ میرے رضا کا
ہر سمت بج رہا ہے ڈنکا میرے رضا کا

اللہ نے اسکو بخشی ہیں رفعتیں جہاں میں
اونچا سدا رہے گا جھنڈا میرے رضا کا

ناموس مصطفےٰ ﷺ کی سرحد پہ تا قیامت
ہر دور میں رہے گا پہرہ میرے رضا کا

اعدائے آل واصحاب کے لیے یقیناً
اک قہر آسماں ہے خامہ میرے رضا کا

اسکی جکڑ میں منکر دائم پھنسے رہیں گے
مضبوط ہے کچھ ایسا پنجا میرے رضا کا

سینۂ نجدیت میں ہے غار جس کے باعث
وہ وار کر گیا ہے نیزہ میرے رضا کا

اسکو فقط ملی ہے رسوائی دوجہاں میں
جو بھی ہے بھول بیٹھا رستہ میرے رضا کا

مسلکِ سنیت پر دائم پئے پیمبر ﷺ
رکھے خدا سلامت سایہ میرے رضا کا

محشر کی دھوپ سے ہے خائف زبؔیر کیوں تو
تجھ پر کرے گا سایہ خیمہ میرے رضا کا

(زبؔیر قمر عباسی)

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں کا سفر شام

عامر اخلاق صدیقی شامی (نائب صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا)

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مرشدی مفتی اعظم عالم اسلام محمد اختر رضا خان بن ابراہیم رضا خان بن حامد رضا خان بن امام احمد رضا خان کا سفر شام مجھ سے قبل میرے کچھ شامی ساتھیوں نے اپنے خوبصورت انداز میں تحریر فرمایا لیکن اس کے باوجود دوست و احباب خصوصاً مولانا صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری (دامت برکاتہٗ العالیہ) کے حکم پر کہ آپ اس پورے سفر کے اصل محرک ہیں لہٰذا آپ اسے قلم بند کریں حضرت کے حکم پر میں نے قلم اٹھالیا۔ بہت اختصار کے ساتھ یہ سفر نامہ پیش کر رہا ہوں۔

۲۰۰۳ء میں پہلی مرتبہ ملکِ شام اعلیٰ تعلیم کے لیے جانے کا اتفاق ہوا اور میرے وہاں پہنچنے کے بعد برکاتی فاؤنڈیشن، پاکستان کے زیر اہتمام طلباء کو حصولِ علم کے لیے ملکِ شام کی اسکالر شپ دی گئیں اور پاکستانی طلباء کی ایک کثیر تعداد ملکِ شام پہنچی جہاں انہوں نے ابتدائی تعلیم سے لے کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری تک حاصل کیں۔

عادۃً ہمارے اکابرین کو یورپ اور افریقہ کے کچھ ممالک میں مقیم محبین گھیرے رکھتے ہیں اور انہیں دنیائے عرب میں آنے کا موقع ہی نہیں دیا جاتا۔

یہ ۲۰۰۵ء کی بات ہے کے تاج الشریعہ پاکستان تشریف لائے اور میں بھی ملکِ شام سے آیا ہوا تھا۔ حضرت سے خادم نے ملاقات کی اور میری اہلیہ جو کہ خود ملکِ شام کی ہیں انہوں نے حضرت سے بیعت کی اور حضرت کو ملکِ شام تشریف لانے کی دعوت دی جو حضرت نے قبول فرمائی۔ وقتاً فوقتاً جب بھی اس خادم کی حضرت سے بات ہوتی تو میں گفتگو کے آخر میں شام تشریف لانے کی درخواست کرتا یہاں تک کہ جون ۲۰۰۸ء میں حضرت نے اپنی تشریف آوری کی خوشخبری عطا فرمائی۔ اس پورے سفر میں دو نام ایسے کہ جن کا بہت اہم کردار رہا۔ ایک جناب طارق حسن صاحب جو کہ حضرت کے مرید اور محبِ حضور ہیں اور حجازِ مقدس جدّہ میں مقیم ہیں دوسرا جناب خالد مکی صاحب جو کہ حضرت کے محبِ خاص ہیں اور موطناً حجازی یعنی (سعودی) ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ نے فرمایا آپ طارق حسن سے سفر کے حوالے سے بات کرلیں میں نے ان سے بات کر کہ دن و تاریخ مقرر کرلی۔ طارق حسن نے تقریباً ۲۲ پاسپورٹ کی کاپیاں ویزے کے لیے ای میل کے ذریعے بھیجیں جو کہ حضرت کے ساتھ سفر شام کا شوق رکھتے تھے اور یہ مختلف ممالک پاکستان، ہندوستان، برطانیہ، ساؤتھ افریقہ اور ایک پاسپورٹ سری لنکا کا تھا۔ تمام پاسپورٹ کو ویزے جاری کر دیے گئے سوائے ایک سری لنکا کے پاسپورٹ کو ویزا دینے سے انکار کر دیا گیا کہ ملکی خارجہ پالیسی میں سری لنکا شامل نہیں یہ بات طارق حسن کو بتادی گئی انہوں نے کہا آپ کوشش کریں کیونکہ یہ سری لنکا کا پاسپورٹ حضرت کے محبِ خاص جناب عثمان اختری صاحب کا ہے۔ میں نے ہر طرح سے کوشش کرلی پر ویزہ نہ مل سکا۔ جمعۃ المبارک کی صبح 8 بجے تقریباً حضرت کا جہاز سرزمینِ شام پر اترا اور جمعرات کی رات گئے تک جناب طارق حسن کہتے رہے کہ سری لنکا والے پاسپورٹ کا کچھ ہو سکتا ہے اور میرا جواب نفی میں ہوتا۔ یہاں ایک بات اور عرض کرتا چلوں مجھے یہ فکر کھائی جارہی تھی کہ حضرت کے جہاز سے تشریف لانے کے بعد جو ایمیگریشن وغیرہ کا مسئلہ ہوتا ہے اور کافی دیر تک بسا اوقات کھڑے رہنا پڑتا ہے اور خاص طور پر مذہبی لوگوں کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں یہ کوشش کی کے کسی طرح VIP لونج (قاعۃ الشرف) مل جائے تاکہ حضرت تکلیف سے بچ جائیں جب میں نے دمشق ائیر پورٹ کی انتظامیہ سے بات کی VIP لونج (قاعۃ الشرف) کے لیے تو بتایا گیا کہ ہمارے یہاں VIP لونج (قاعۃ الشرف) صرف ملک کے صدر اور وزیرِ اعظم کے لیے کھولا جاتا ہے۔ لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ میری تھوڑی سی کوشش کے بعد اجازت دے دی گئی اور یہ اجازت صرف حضرت اور استقبال کے لیے آنے والوں میں میرے لیے تھی لیکن ہوا یہ کہ حضرت کے ساتھ آئے تمام حضرات جن کی تعداد دس سے بارہ ہوگی اور استقبال میں آنے والوں کی بھی ایک تعداد VIP لونج (قاعۃ الشرف) میں تھی مثلاً

ابو القاسم ضیائی، شیخ عمر سلیم بغدادی حسینی، طارق حسن، خالد مکی اور بھی لوگ تھے جو میرے ذہن میں اب نہیں ہیں ایسا لگتا تھا کہ ہوائی اڈہ اور اس کا عملہ سب حضرت کے زیرِ دست ہوں۔ ایک زمانے کے بعد حضرت کا نورانی چہرہ میرے سامنے تھا آنکھیں خوشی کے مارے پُر نم تھیں خیر وعافیت دریافت اور حضرت سے دعائیں لینے کے بعد اچانک ایک صاحب گروپ میں سے میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہی مولانا عامر اخلاق ہیں میرے ہاں کہنے پر انہوں نے مجھ سے بہت ہی عاجزانہ انداز میں کہا کہ کسی طرح مجھے بھی دمشق میں داخل ہونے کی اجازت دلوائیں تو مجھے پتا چلا یہ وہ ہی صاحب تھے جو کہ سری لنکا سے آئے تھے اور انہیں شام کا ویزا نہیں دیا گیا تھا۔ اس طرح انہوں نے دمشق ائرپورٹ پر ٹرانزیٹ ٹکٹ بنالیا تھا دبئی کے لیے ان کے بہت زیادہ اصرار کرنے پر میں نے انہیں کہا کہ آپ اپنی اس مشکل کو حضرت کی خدمت میں پیش کریں۔ انہوں نے حضرت کو اپنی مشکل بتائی حضرت نے مجھے حکم دیا کے عامر ان کا ویزا لگوادیں یہ بات ذہن میں رہے کہ آج جمعہ کی صبح ہے اور عام تعطیل ہے۔ ائرپورٹ پر کوئی بااختیار افسر بھی نہیں ہے جو ویزا جاری کرسکے پر میرا دل مطمئین تھا کہ اب یہ کام ہو کر رہے گا کیوں کہ میرے مرشد اللہ کے ولی کی زبان سے جو صادر ہوا میں ان صاحب کو لے کر ایمیگریشن کاؤنٹر پر آیا جہاں ایک کلرک بیٹھا تھا سری لنکن پاسپورٹ اسے دیا جبکہ یہی پاسپورٹ ایمیگریشن کے مرکزی دفتر سے دو مرتبہ ریفیوز ہو چکا تھا لیکن آج عجیب معاملہ دیکھنے میں آیا کہ ایک کلرک جو کہ بے اختیار ہے اس نے بغیر کچھ سوال کیے فوراً چار دن کا ویزا جاری کر دیا۔ حضرت کو خبر دی کہ عثمان بھائی کا ویزا لگ گیا ہے۔

جب حضرت ائرپورٹ کے VIP لونج (قاعة الشرف) سے باہر تشریف لائے اور حضرت کا یہ خادم آپ کی وہیل چیئر تھامے آرہا تھا ائرپورٹ پر آئے شامی لوگوں کی حیرانگی قابلِ دید تھی اور وہ بچوں کو گود میں لے کر دکھارہے تھے کہ دیکھو حسن وجمال کا پیکر جارہا ہے۔ میں نے اس طرح کے الفاظ کئی شامیوں کی زبان سے سنے پھر حضرت کا یہ قافلہ دمشق کے نواحی علاقے سیدہ زینب میں پہنچا اس علاقے کو غوطہ دمشق کہا جاتا ہے جس کے بارے میں سرکار ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا: "شام کا ایک علاقہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں وہ غوطہ دمشق ہے" اسی علاقے میں اس ہستی کا مزار ہے جو کربلا کے میدان میں صبر و تحمل کی پیکر بنی رہیں اور اپنے خاندان کے نوجوانوں کی شہادتوں کو دیکھتی رہیں پر شکوے کا ایک لفظ بھی ان کی زبان پر نہ آیا اور وہ رب کی اور اپنے نانا جان کی رضا پر راضی رہیں۔ یہ مزار سید الشہدا فاتح کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ بی بی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہے۔ باتیں بہت ہیں پر اختصار کے ساتھ اسی دن جمعہ کی رات کو حضرت کی طرف سے علمائے شام کے لیے ایک اجتماع کی دعوت دی گئی تھی اور یہ دعوت ایک دن پہلے یعنی جمعرات کو پیش کی گئی تھی کیونکہ حضرت کی مستقل علالت اور مصروفیات کے پیشِ نظر جب حضرت کی تشریف آوری کی خبر بالکل کنفرم ہوگئی تو میں نے دعوت نامے علماء کی خدمت میں پیش کردیے۔ یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ملکِ شام میں ایک جگہ اگر دو سے تین مولانا حضرات جمع ہوجائیں تو وہاں فوراً خفیہ ایجنسی کے لوگ خبر گیری کے لیے آجاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک چھوٹی سی اجازت حاصل کرلی گئی تھی پر صاحبِ اختیار لوگوں کو یہ پتہ نہ تھا کہ یہاں کون سی ہستی آرہی ہے اور کیا کیا پروگرام ہونے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد علماء تشریف لانے لگے اور عشاء کی نماز تک ایک کثیر تعداد دمشق کے علماء، مشائخ، محققین، محدثین، مفسرین اور اسکالرز کی تھی حضرت کی رہائش گاہ بی بی سیدہ زینب کے مزار کے قریب ائرپورٹ روڈ سے متصل ایک غیر آباد علاقے میں تھی میں ڈر رہا تھا کہ ناجانے یہ عرب کے علماء حضرت کی دعوت پر اس ویرانے میں وہ بھی چھٹی کے دن آئیں گے کہ نہیں کیوں کے علمائے عرب کے مزاج و شان وشوکت سے آپ بھی واقف ہوں گے۔ حضرت نمازِ عشاء کے بعد علمائے عرب کے سامنے جب جلوہ گر ہوئے جو لباس آپ نے زیب تن کر رکھا تھا اور اس کے ساتھ آپ کا جبہ اور عمامہ شریف ایسا لگتا تھا کہ چودھویں کا چاند زمین پر اُتر آیا ہو تمام علماء و مشائخ ہاتھ باندھے باآدب کھڑے ہوگئے اور حیرت و تعجب سے خانوادہ اعلیٰ حضرت کے اس شہزادے کا دیدار کر رہے تھے۔ حضرت ان کے سامنے تشریف فرما ہوئے اور محفلِ میلادِ مصطفےٰ ﷺ کا آغاز ہوا میں نے ابتدائی چند کلمات استقبالیہ کے آنے والے علماء کے لیے کہے بعد ازاں فرائض نظامت کے لیے برکاتی فاؤنڈیشن کے اسکالر علامہ

عرفان شامی کو مائک سپرد کر دیا۔ تلاوتِ قرآن پاک اور نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کے بعد حضرت کچھ بیان فرماتے لیکن اس سے پہلے شام کے مشہور و معروف عالمِ دین شیخ محمد ہشام برہانی نے مائک لے لیا اور حضرت کی مدح میں چند کلمات کہے اور بتایا کے میں اور مفتی اختر رضا خان جامعہ ازہر میں ساتھ پڑھے ہیں۔ پھر کیا تھا شیخ ہشام برہانی کے بعد اب علماء باری باری مائک لے کر حضرت اور اعلیٰ حضرت کی شخصیت پر اپنے الفاظ نوٹ کرانے لگے اور یہ سلسلہ تقریباً ایک گھنٹے سے زیادہ جاری رہا اور وقت کی قلت و تاخیر کے پیشِ نظر حضرت نے ایک دو نصیحتوں اور اپنی تحریر کردہ حمد (الله الله الله هو۔ مافی قلبی الا هو) پر اپنی گفتگو کو مکمل فرمایا دورانِ حمد جب آپ مقطع پر پہنچے اور پڑھا (هذا اختر ادنا کم) ترجمہ: "مولا تیرا یہ ادنیٰ بندہ اختر ہے" ابھی آپ نے شعر کا دوسرا مصرع (ربی أحسن مثواه) ترجمہ: "میرے پرور دگار میری آخری آرام گاہ کو اچھا کر دے" بھی نہ پڑھا تھا کے بلند آواز سے شیخ عبد العزیز خطیب حسنی نے فرمایا: (یا اختر انتَ لستَ ادنیٰ بل تاجُ رأ سنا) ترجمہ: "شیخ اختر آپ ادنیٰ نہیں اعلیٰ ہیں بلکہ آپ ہمارے سروں کے تاج ہیں"۔ وہاں پر موجود علماء کی جو تعداد تھی وہ سو سے تجاوز کر جاتی تھی اور خالد مکی کے صاحبزادے جو علماء کے اسمائے گرامی وغیرہ لکھ رہے تھے انہوں نے بتایا کہ علماء و مشائخ کی تعداد ایک سو چودہ تھی اور ہر شخص مائک حاصل کر کے حضرت کی مدح کرنا چاہتا تھا پر ایسا نہ ہو سکا جس پر بعض علماء نے شکوہ بھی کیا کہ انہیں مائک نہ ملا۔ جن چہروں کو میں یاد رکھ سکا ان میں:

(۱)۔ ڈاکٹر شیخ محمد ہشام برہانی جو کہ صاحبزادے ہیں عارفِ باللہ شیخ محمد سعید برہانی کے اور جامع مسجد توبہ کے خطیب اور دعوتِ دین میں شام سے لے کر امارات اور یورپ تک آپ کے محبین کا ایک بہت بڑا حلقہ ہے اور آپ کی تصانیف کی ایک کثیر تعداد اور آپ کا مکتبہ امام اوزاعی دمشق میں معروف ہے۔ 2007 میں کراچی تشریف لائے برکاتی فاؤنڈیشن پاکستان کے اس پروگرام میں جس میں البرکات اسلامک یونیورسٹی کا سنگِ بنیاد اور معروف نعت خواں الحاج محمد اویس رضا قادری کو فاؤنڈیشن کی طرف سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں چاندی میں تولا گیا تھا مختصراً یہ کہ آپ دارالعلوم امجدیہ، دار لعلوم و قارالعلوم، دار لعلوم مجددیہ نعیمیہ، درگاہ بابا منگو پیر ملاقات شیخ الحدیث علامہ نصر اللہ خان صاحب، دار لعلوم حبیبیہ اور آخر میں Q.Tv پر لائیو ایک گھنٹے کا پروگرام محفلِ میلادِ مصطفےٰ ﷺ کے عنوان سے کیا اور یہ تمام ملاقاتیں اور زیارتیں ٹی وی پروگرام ایک دن میں سب مکمل کیے گئے تھے۔

(۲)۔ ڈاکٹر شیخ عبد العزیز خطیب حسنی جیلانی شافعی دمشقی آپ فقہ شافعی کے معتمد عالم اور شام کے انٹرنیشنل انسٹیٹوٹ "التهذیب" کے پرنسپل اور قدیم تاریخی مسجد درویشیہ کے خطیب جو بازارِ شام سے متصل ہے اور سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور آپ کی کئی تصانیف کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں اور عرب کا معروف "صوفیا" چینل آپ کی بدولت ترقی پذیر ہو رہا ہے اور غالباً 2007ء یا 2008ء میں آپ کو میں نے کراچی آمد کی دعوت دی جو آپ نے قبول فرمائی اور 5 دن کراچی میں جو آپ نے گزارے لوگ آج بھی آپ کے علم و عمل اور حسن و جمال کو بھلا نہ سکے۔ شیخ ڈاکٹر عبد العزیز خطیب صاحب کے تقویٰ کی ایک چھوٹی سی مثال یہ کہ ہم شیخ صاحب کے ساتھ درگاہ سیدنا عبد اللہ شاہ غازی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے حاضری کے بعد حضرت سے کہا کہ سمندر بحر عرب ساتھ ہے جسے کلفٹن یا سی ویو کہتے ہیں کیا خیال ہے سمندر کی سیر کو تھوڑی دیر کے لیے چلیں تو شیخ صاحب نے فرمایا وہاں جانے سے اللہ کے دین کا کوئی کام ہو گا، دین کو کوئی فائدہ پہنچے گا، میں نے کہا کہ یہ ایک سیر و تفریح ہو گی تو آپ نے فرمایا ہمارے نزدیک ہر وہ سفر جس میں دین کی فلاح و بہبود نہ ہو ہمارے نزدیک ایسا سفر مکروہ ہے۔

(۳)۔ ڈاکٹر شیخ عدنان درویش احناف کے معتمد عالم کئی کتابوں کی تحقیق و تخریج فرمائی جن میں سرِ فہرست فقہ حنفی کی چوٹی کی کتاب "ہدایہ شریف" کی شرح کئی جلدوں پر مشتمل ہے اور آپ جامعہ مسجد و مزار سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اُس کے امام و خطیب ہیں اور اسی مسجد میں الفتح اسلامک یونیورسٹی کا ایک کیمپس بھی ہے ہائر ایجوکیشن کا اور آپ کا ایک عظیم کارنامہ کے آپ نے پورے ملکِ شام میں آٹھ سو سے زیادہ مساجد کی تعمیر کا شرف حاصل کیا ہے اور آپ معاونِ مفتی دمشق بھی ہیں اور 2004ء میں ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی سالانہ انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس میں مفتی دمشق ڈاکٹر شیخ عبد الفتاح البزم کے ہمراہ تشریف لائے اور امام احمد رضا کی فقہی

خدمات پر شاندار مقالہ پیش کیا۔ 2005 ماہ ربیع الاوّل میں دوبارہ تشریف لائے اور بارہ ربیع الاوّل کے نشتر پارک میں منعقد جماعتِ اہلِ سنّت کے زیرِ اہتمام جلسے سے خطاب فرمایا اور نمازِ مغرب سے قبل اسٹیج سے اتر کر سامنے کسی صاحب کے گھر میں آپ وضو کے لیے تشریف لائے اور نمازِ مغرب شروع ہی کی تھی کہ نشتر پارک کے اسٹیج کے نیچے خوف ناک دھماکے کی آواز سنی جہاں بعد میں شہادتوں کی تعداد 63 ہوئی اکثر ان میں علماء، فضلاء، مشائخ، قائدین اور کچھ سنی نوجوانوں کی تعداد تھی۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس دھماکے کی گرج میں ہمیشہ اپنے کانوں میں محسوس کرتا ہوں اور شاید کرتا رہوں گا کہ جس میں اتنے عظیم لوگوں کا لہو شامل ہو اور میں نہ بھول سکا اس دہشت گردی کے واقعے کو کہ جس میں میرے استاذِ محترم شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مختار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ جیسے حافظِ حدیث کا لہو بھی ہو۔

(۴)۔ ڈاکٹر عبدالسلام راجح کلیہ شریعہ ازہر (فرع دمشق) کے پرنسپل خطیب جامع مسجد و مزار شیخ اکبر سیدناً شیخ محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ اور شامی قومی اسمبلی کے ممبر بھی ہیں اور شامی حکومت کی طرف سے ہمیشہ میڈیا کی زینت بنتے ہیں۔ الجزیرہ چینل پر لیکچرز وغیرہ کے لیے۔

(۵)۔ شیخ احمد محمد عوف صادق شہید آپ اُس وقت قدیم تاریخی مسجد اموی کے خطباء میں سے ایک تھے۔ فنِ خطابت میں ایک عظیم نام اور وزارتِ اوقاف شام میں معاون افتاء عام بھی تھے اور مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت کی خدمت میں آپ کا ایک عظیم کردار رہا۔ 5 مرتبہ پاکستان تشریف لائے اور پاکستانیوں سے بہت محبت فرماتے تھے اور ہمیشہ کہتے کہ میں نے پاکستانیوں جیسا عشقِ رسول ﷺ کہیں نہیں پایا اور پاکستانیوں کے دلوں میں عشقِ رسول ﷺ کی شمع جلانے والے امام احمد رضا خان ہیں۔ آپ نے کراچی سے کوٹلی آزاد کشمیر تک ہر چھوٹے بڑے شہر خصوصاً لاہور و اسلام آباد میں آپ کے خطابات سے لوگ مستفید ہوئے حق چینل پر آپ نے مزاراتِ شام و صاحبانِ مزار کی سیرت پر پروگرام ریکارڈ کرائے جو عوام میں بہت مقبول ہوئے اور ان تمام خطبات کا فوری ترجمہ میں نے ہی کیا تھا۔ آپ اہلِ سنّت وجماعت کے عقائد و نظریات کا دفاع کرتے رہے یہاں تک کے فروری 2011ء میں باطل پرستوں کے ہاتھوں دمشق میں جامِ شہادت نوش کیا۔ آپ کی تحریر کردہ کتابوں میں جو مجھے یاد ہیں: (۱)۔ حکم السعی فی المسعی الجدید (۲)۔ امریکہ اکبر ارھاب فی العالم (۳)۔ ادعیۃ الحج والعمرۃ (۴)۔ شرح سیر اعلام النبلاء (غیر مطبوعہ)، (۵)۔ من عقائد اہلِ السنۃ لشیخ عبدالحکیم شرف قادری (تحقیق و تخریج، غیر مطبوعہ)، (۶)۔ احکام زکوٰۃ الفکر۔

(۶)۔ شیخ نضال آلہ رشی احناف کے معتمد عالم کئی کتابوں کی تحقیق و تخریج کی اور تقوی وورع میں ایک عظیم مثال ہیں۔

(۷)۔ شیخ محمد اسماعیل زبیبی لغہ عربیہ کے پروفیسر کئی کتابوں کے محقق و مصنف اور دمشق میں منصبِ خطابت میں بہت معروف اور حق گوئی کی اعلیٰ مثال ہیں اور جامع مسجد و مزار سیدناً بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے امام وخطیب اور الفتح اسلامک یونیورسٹی کے آپ سینئر مدرس بھی ہیں۔

(۸)۔ شیخ عبدالہادی خرسہ شام کے عظیم داعی متصوّفین کے استاد کئی کتابوں کے مصنف و محقق محبِ خاص اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دعوتِ دین میں آپ کا پوری دنیا میں ایک عظیم کارنامہ ہے اور آپ جامع مسجد سیدناً جعفر الکتانی کے خطیب ہیں۔ جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان کی انٹرنیشنل کانفرنس ملتان میں آپ از خود اہلِ سنّت کی محبت میں تشریف لائے۔

(۹)۔ شیخ علاء الدین الحایک ممتاز اسکالر معروف خطیبِ شام الفتح اسلامک انسٹیٹوٹ کے سینئر ٹیچر ہیں اور 2010ء میں جب حضرت تاج الشریعہ نے مفتی دمشق کو عرسِ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کے لیے دعوت دی تو اس وقت موصوف نے مفتی دمشق سے درخواست کی کہ میں اپنے ذاتی خرچ سے بریلی جانا چاہتا ہوں آپ شیخ عامر سے کہیں کہ وہ ہندوستان کے ویزے کے لیے میری معاونت کریں کیونکہ میں امام احمد رضا کے عرس میں شریک ہونے کو اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتا ہوں اور میں ان کے فیوض و برکات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مفتی دمشق کے حکم پر میں نے ان کے پاسپورٹ پر بھی ویزا جاری کرادیا اور آپ حضرت کی دعوت پر بریلی شریف عرسِ اعلیٰ حضرت میں شریک ہوئے اور خطاب فرمایا۔

(۱۰)۔ ڈاکٹر شیخ خضر شحرور احناف کے معتمد عالم الفتح اسلامک یونیورسٹی کے پروفیسر نائب وزیرِ اوقاف "Town" دمشق دارالثقافہ والتراث کے ناظم اعلیٰ ہیں آپ ہی کی زیرِ نگرانی فتاویٰ شامی

کو از سرِ نو تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے بنام حاشیہ ابنِ عابدین جس کی ۱۷ جلدیں پاکستان کہ بڑے مکتبوں میں دستیاب ہیں اور آپ اپنے کالج "الشیخ عبد القادر قویدر" کے بانی و پرنسپل بھی ہیں جو کہ دمشق کے علاقے عربین میں واقع ہے۔ دارالعلوم مجدّدیہ نعیمیہ ملیر کراچی کے مہتمم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی دامت براکاتہ العالیہ کی دعوت پر دومرتبہ 10 شوال کو علمائے نعیمیہ کے عرس میں شرکت کی اور اپنے خطابات سے علماء و عوام کو نوازا۔

(۱۱)۔ شیخ فواز نمر جید حنفی عالم الفتح اسلامک انسٹیٹوٹ و یونیورسٹی اور مجمع شیخ احمد کفتارو کے سینئر پروفیسر نائب امام و خطیب مسجدِ اُموی اور آپ کے درسِ فقہ بھی اسی مسجد میں ہوتے ہیں اور آپ شام کے مفتی اعظم عارف باللہ سیدناً شیخ عبد الرزاق حلبی کے شاگردِ خاص اور نائب ہیں۔ تین روزہ اجتماع ملتان زیرِ اہتمام دعوتِ اسلامی کے اِس اجتماع میں بھی شرکت کی اور آج تک اہلِ شام کو پاکستانیوں کے ایمانِ کامل اور تقوی پرہیز گاری اور عشقِ رسول ﷺ کے مناظر و واقعات سناتے ہیں۔

(۱۲)۔ شیخ محمود الدحلا احناف کے معتمد عالم الفتح اسلامک یونیورسٹی اور مجمع الشیخ احمد کفتارو کے پروفیسر اور شام کے اکابر علماء آپ کے شاگرد اور جامع مسجد زملکا الکبیر کے خطیب ہیں۔ اور میں نے آپ سے ہدایہ شریف پڑھی B.A کے پہلے اور دوسرے سال میں اور آپ ہی کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کرتا تھا کیوں کہ آپ ہمارے علاقے کے خطیب بھی ہیں آپ کو فقہ حنفی میں اس قدر مہارت حاصل ہے کہ آپ یونیورسٹی کے طلباء سے فرماتے کہ ہدایہ شریف کا کوئی بھی مسئلہ اگر میں حل نہ کرسکوں تو میں اسی دن سے ہدایہ شریف پڑھانا چھوڑ دوں گا۔

(۱۳)۔ ڈاکٹر شیخ احمد فاضل عرب دنیا میں ڈاکٹریٹ میں آپ نے عظیم تمغہ حاصل کیا اور آپ جامعہ دمشق اور شام کی بڑی یونیورسٹیوں کے سینئر پروفیسر سادگی اور تقوی کی عظیم مثال ہیں۔

(۱۴)۔ شیخ معتصم البزم الفتح اسلامک انسٹیٹوٹ میں فقہ حنفی و میراث کے سینئر مدرس اور آپ مفتی دمشق ڈاکٹر شیخ عبد الفتاح البزم کے صاحبزادے ہیں۔

(۱۵)۔ شیخ وائل البزم آپ الفتح اسلامک انسٹیٹوٹ کے نائب پرنسپل اور سینئر مدرس بھی ہیں اور 2010ء میں اپنے والد مفتی دمشق کے ہمراہ بریلی شریف انڈیا عرسِ اعلیٰ حضرت میں شرکت کی اور جلسے سے خطاب فرمایا۔

(۱۶)۔ شیخ استاد یاثر البرخش نائب پرنسپل مجمع شیخ احمد کفتارو۔

(۱۷)۔ ڈاکٹر انس العص آپ پروفیسر ہیں فرانسی زبان کے اور معاون پرنسپل ہائر ایجوکیشن کلیہ اُم دُرمان الاسلامیہ سوڈان فرع دمشق کے۔

(۱۸)۔ ڈاکٹر محمد فرید الخطیب شام کی بڑی جامعات کے سینئر پروفیسر اور انٹرنیشنل اسلامک انسٹیٹوٹ جو کہ خاص غیر ملکیوں کے لیے ہے آپ اس کے پرنسپل ہیں اور 2011ء میں میری دعوت پر کراچی تشریف لائے اور جس دن آمد ہوئی وہ وقت صبح صادق کا تھا اور پوری دنیا میں جشنِ بہاراں منایا جارہا تھا کیونکہ وہ 12 ربیع الاوّل کی صبح تھی اور ڈاکٹر صاحب کی خواہش تھی کہ پاکستان میں 12 ربیع الاوّل کس طرح منائی جاتی ہے اسے دیکھا جائے۔ کراچی ایئرپورٹ سے لے کر حضرت کو ایک مقامی ہوٹل میں ٹھہرایا اور ان سے کہا کہ ظہر کے فوراً بعد آپ کو 12 ربیع الاوّل کی بہاریں دکھاؤں گا آپ جب تک آرام کرلیں۔ ظہر کے وقت میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں لے کر شہر کراچی کہ مرکز ایم اے جناح روڈ پر مرکزی جلوس میں شامل ہوا یاد رہے کہ ہم ایک گاڑی میں تھے اور حفظِ ماتقدم کے تحت میں نے حاجی رفیق پردیسی برکاتی سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کی سیکیورٹی کے لیے کوئی معقول انتظام کیا جائے جناب حاجی صاحب نے اپنے پرسنل اسکاؤٹ کی گاڑی ہمارے ساتھ روانہ کردی ڈاکٹر صاحب اس عظیم ریلی کو دیکھ کر بہت لطف اندوز ہورہے تھے اور بار بار کہہ رہے تھے کہ میں نے دنیا کے بہت سے ممالک کا دورہ کیا لیکن پاکستانیوں کا جذبہِ ایمان اور حبِ رسول ﷺ سب سے منفرد پایا۔ ہم ایم اے جناح روڈ پر 3 گھنٹے چلتے رہے یہاں تک کے مغرب کی نماز کے بعد نشتر پارک پہنچے جہاں جلسہ عام اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا اور لوگ نمازِ مغرب ادا کرکے واپس جارہے تھے میں نے ڈاکٹر صاحب کی ملاقات جماعتِ اہلِ سنّت کراچی کے امیر علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری صاحب سے کرائی اور شاہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو نشتر پارک آمد پر خوش آمدید کہا اور فرمایا تھوڑا پہلے آجاتے تو ڈاکٹر صاحب کے خطاب سے ہم سب لطف اندوز ہوتے۔ نشتر پارک میں موجود

صحافیوں کی ایک بڑی تعداد نے ڈاکٹر صاحب کا انٹرویو کیا اور میں ایک پُل کا کردار ادا کر رہا تھا یعنی دو زبانوں کے درمیان ترجمے کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ نمازِ مغرب ادا کر کے جب ہم نشتر پارک سے باہر آئے تو نمائش چورنگی پر پاکستان سنی تحریک نے شاندار میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اسٹیج سجایا ہوا تھا ڈاکٹر صاحب نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں میں نے بتایا کہ آپ کے انسٹیٹیوٹ دمشق میں زیرِ تعلیم (احمد قریشی بن سلیم قادری شہید (بلال) اور محمد بلال رضا قادری بن عباس قادری شہید اور عبداللہ بن اکرم قادری شہید)ان طلباء کے والد صاحبان کی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ حقوقِ اہلِ سنّت کا دفاع کیا جاتا ہے اور ان کی تنظیم کا نام سنی تحریک ہے۔ڈاکٹر صاحب نے خواہش کی کہ میں ان کے اسٹیج پر جانا چاہتا ہوں میں ڈاکٹر صاحب کو لے کر اسٹیج پر پہنچ گیا اور سنی تحریک کے سربراہ جناب ثروت اعجاز قادری صاحب کو ڈاکٹر صاحب کے بارے میں بتایا تو انہوں نے مائک میرے ہاتھ میں دے دیا اور کہا آپ عوام کو ڈاکٹر صاحب کا تعارف کرائیں اور ڈاکٹر صاحب کا خطاب بھی ہو جائے آپ کے اردو ترجمہ کے ساتھ تو ہمارا یہ جلسہ انٹرنیشنل ہو جائے گا۔ میں نے سامنے کھڑے سنی جیالوں کو جب ڈاکٹر صاحب کا تعارف کرایا اور بتایا کہ امیر شہداء اہلِ سنّت و قائدین شہداء میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی اولادیں ڈاکٹر صاحب کی زیرِ سرپرستی دین و دنیا کے علوم حاصل کر رہے ہیں تو عوام خوشی سے جھومنے لگی اور ڈاکٹر صاحب بار بار مجھ سے پوچھتے رہے کے ایسی کون سی بات آپ نے کر دی کے ساری عوام بہت مسرور ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے خطاب کیا اور کہا آج پوری دنیا میں سرکار ﷺ کا جشنِ ولادت منایا جا رہا ہے اور میں ملک شام سے جب روانہ ہو رہا تھا وہاں کے لوگ تلاوت کر رہے تھے نعتیں پڑھ رہے تھے اور سرکار کی آمد پر جشنِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں آپ کی مدحت کے نغمے گنگنا رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو میں نے کراچی میں مدارسِ اہلِ سنّت کا دورہ بھی کرایا۔ مرکزی دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ڈاکٹر صاحب نے علماء و طلباء سے خطاب فرمایا اور بعد ازیں مہتمم دارالعلوم امجدیہ صاحبزادہ مولانا ریحان امجد نعمانی و دیگر علماء و اساتذہ سے ملاقات ہوئی جس میں چند اہم فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی اور علمائے عجم و عرب کی رائے سے چند معاملات پر متفقہ نتیجہ صادر ہوا اس کے علاوہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی اور دارالعلوم کے اساتذہ و طلباء سے ملاقات کی اور وہاں پر بھی اسی طرح سے علمی و عملی کئی معاملات پر روشنی ڈالی گئی اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے مرکز دعوتِ اسلامی فیضانِ مدینہ کا بھی دورہ کیا اور دورہ حدیث کے طلباء کو علمِ حدیث پر ایک لیکچر دیا بعد میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے مدنی چینل پر اپنے عمدہ تاثرات دعوتِ اسلامی کے لیے ریکارڈ کرائے اور اسی رات دعوتِ اسلامی کے مرکزی اجتماع میں بھی شرکت کی اور امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار القادری سے ان کی محراب میں ان کے پورے خطاب کو سنا اور بعد میں امیر دعوتِ اسلامی نے انہیں جامعۃ المدینہ اور فیضانِ مدینہ و اجتماع میں شرکت پر خوش آمدید کہا اور بہت زیادہ فرحت و مسرت کا اظہار فرمایا ڈاکٹر صاحب نے شہر کراچی میں بہت سے محفلِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے جلسوں سے خطاب بھی فرمایا جن کا میں نے اردو زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

(۱۹)۔ڈاکٹر احمد حسن آپ جامعہ دمشق اور الفتح اسلامک یونیورسٹی کے سینئر پروفیسر ہیں، فقہ المقارن یعنی چاروں فقہوں کے اور پوری دنیا میں انٹرنیشنل اسلامک کانفرنس کے آپ مہمانِ خاص ہوتے ہیں۔

(۲۰)۔ ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ دیب البغا آپ کا نام ہی پورے عرب میں آپ کی علمی و عملی شخصیت کو بیان کرتا ہے۔ آپ کی مصروفیات کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ آپ دو دن شام دو دن لبنان دو دن اردن ایک دن قطر کی جامعات میں لیکچر دیتے ہیں۔

(۲۱)۔ ڈاکٹر حسن بغا آپ جامعہ دمشق کے سینئر پروفیسر اور کلیہ شریعہ جامعہ دمشق کے پرنسپل اور آپ کے والد شام کے عظیم و معروف فقیہ و تقی ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ دیب البغا ہیں۔

(۲۲)۔ڈاکٹر پروفیسر سلیمان وہبی پرنسپل ہائیر ایجوکیشن کمیشن جامعہ ام درمان اسلامیہ سوڈان فرع دمشق۔

(۲۳)۔ شیخ عمر سلیم بغدادی حسینی جیلانی سابقہ پیش امام جامعہ مسجد سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بعداد۔

(۲۴)۔ شیخ عماد قاروط محقق و مخرج دمشق۔

(۲۵)۔ استاذ اللغۃ والادب ڈاکٹر ایمن الشواعرب دنیا میں علم نحو یعنی عربی گرامر کہ آپ ممتاز عالم ہیں اور اسی حوالے سے عربی

قوائد و ضوابط پر آپ کی بہت سی تحریرات ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کے فضل و کرم سے میں پورے قرآن مجید کے نحوی صرفی (عربی گرامر) قواعد کو کسی بھی نشست میں پیش کر سکتا ہوں۔

(۲۶)۔ شیخ عبد السلام شنّار ممتاز عالمِ دین اور داعی اسلام دمشق میں آپ کا بہت بڑا حلقہ احباب ہے۔

(۲۷)۔ڈاکٹر شیخ عبد الجلیل عطاممتاز عالمِ دین اور عاملِ باکمال محبِ خاص اعلیٰ حضرت اور آپ ہی کی معرفت کتبِ اعلیٰ حضرت جس کی تعریب تحقیق تخریج حضور تاج الشریعہ نے فرمائی شام سے شائع ہوئیں۔

(۲۸)۔ ڈاکٹر شیخ ماہر الہندی عالمِ جلیل اور قرأتِ عشر کے استاذ ہیں۔

اس سفر کو گزرے چار سال ہو چکے آج جب ذہن پر بہت زور دیا تو یہی نام سامنے آئے حالانکہ یاد پڑتا ہے کچھ مشائخِ قادریہ اور پوری دنیا میں جو سادات اکرام کے شجرے کو تحقیق و تدقیق کے ساتھ پیش کرنے والا ادارہ ہے اس کے ناظمِ اعلیٰ اور فلسطین کے مسلمانوں کی ہر طرح سے مدد کرنے والی ویلفیئر کے چیئرمین بھی تشریف لائے تھے۔ بہت سے شعراءوادیب بھی اس اجتماع میں موجود تھے یہ حضرت کی ہی کرامت ہے کہ جنگل میں منگل کا سماں تھا۔ عربی، ہندی، پاکستانی، برطانی، سری لنکا، عراقی، ساؤتھ افریقہ اور نجانے کتنے ملکوں کے افراد ایک فام ہاؤس میں جمع تھے اور خفیہ ادارے سرگرمِ عمل تھے کہ کونسی ایسی ہستی آئی کہ جس کے اعزاز میں اتنی عظیم علمی شخصیات یہاں جمع ہیں۔ محفل اپنے اختتام کو تھی میں نے مفتی دمشق ڈاکٹر شیخ عبد الفتاح البزم کو فون کیا اور اب تک ان کے نہ پہنچنے کی وجہ معلوم کرنا چاہی تو انہوں نے بتایا وہ کسی سرکاری اجتماع کی صدارت میں تھے مجھ سے انہوں نے پوچھا کیا ابھی آجاؤں تو حضرت کو برا محسوس تو نہ ہو گا میں نے انہیں فوراً آنے کی درخواست کی یہ بات ذہن میں رہے کے مفتی دمشق کی حیثیت ایک وزیر سی ہوتی ہے اور مفتی دمشق الفتح اسلامک انسٹیٹوٹ کے پرنسپل اور یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی ہیں اور یہی ایک پورے شہر کے مفتی بھی ہیں اور موصوف اپنے جلال و ہیبت میں پورے شام میں مشہور ہیں بڑے بڑے علماء ان کے استقبال کے لیے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کی دست بوسی کو باعثِ شرف سمجھتے ہیں اور الفتح اسلامک انسٹیٹوٹ و یونیورسٹی وہ ادارے ہیں جہاں پچاس سے زیادہ ملکوں کے طلباء و طالبات زیرِ تعلیم ہیں اور ان کی تعداد ہزاروں میں ہے اس ادارے میں داخلے کے لیے دنیا بھر سے سینکڑوں طلباء آتے ہیں لیکن ادارے کی شروط کے مطابق ایک ملک کے دو طالبِ علم سے زیادہ نہیں لیے جاتے اور وہاں سے فارغ التحصیل طلباء کا یہ کہنا ہے کہ ادارے کا نظام آرمی نظام سے بھی زیادہ سخت ہے برکاتی فاؤنڈیشن کے تحت اسکالر شپ پر پڑھنے والے بہت سے طلباء نے اس ادارے سے چھ سالہ علماء کورس اور چار سالہ گریجویشن مکمل کر کے ڈگریاں حاصل کیں۔ جب مفتی دمشق تشریف لائے دروازے پر میں نے اور مولانا ابو القاسم ضیائی نے ان کا استقبال کیا مفتی صاحب نے پوچھا کہ پروگرام کب ختم ہو گا جس پر مولانا ابولقاسم نے طنز و مزاح میں کہا آپ تشریف لے آئے سب آپ کے ہی منتظر ہیں آپ آگئے سمجھیں پروگرام ختم ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا کون سے حضرت ہند سے آئے ہیں پر انہیں پتا نہ تھا کہ خاندانِ اعلیٰ حضرت کا کیا مقام ہے مخالفین نے اپنے مذموم عظائم مفتی دمشق کو اعلیٰ حضرت کے حوالے سے پیش کیے تھے بہت پہلے سے اس لیے وہ شش و پنج میں تھے کہ نا جانے شہزادہ اعلیٰ حضرت کون ہوں گے میں ان کے پیچھے چلتے ہوئے حضرت کی مسند تک پہنچا اور حضرت کو کہا کہ مفتی دمشق تشریف لائے ہیں۔ اب جو منظر میرے سامنے تھا کہ آج تک جن کے ہاتھوں کو بڑے بڑے علماء چومنا اپنے لیے شرف و عزت سمجھتے تھے آج وہی مفتی دمشق حضرت کا دیدار کرتے ہی اپنے گھٹنے زمین پر ٹیکتے ہوئے حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے تھے اور ان کے چہرے پہ حضرت کے لیے بہت زیادہ اخلاص و یقین و محبت کے آثار جھلک رہے تھے اور ان کے برجستہ جو الفاظ زباں سے نکلے وہ یہ "انتم شرفٌ لبلادِ الشام و أهلها و علمائها" (ترجمہ: آپ باعثِ شرف بنے ملکِ شام، اہلِ شام اور علمائے شام کے لیے) محفل کا اختتام حضرت کی دعا ،سلام و قیام بحضور سرورِ کونین ﷺ و لنگرِ قادری رضوی پر ہوا اور دعا کے وقت علماء و مشائخ و اہلِ شام پر رقت کی کیفیت طاری تھی اور بہت سی آنکھیں پرنم تھیں اور یہ نمایا طور پر نظر آرہا تھا۔ کھانا تناول فرماتے ہوئے میں علماء و مشائخ کے درمیان ان کی آمد کا خیر مقدم اور شکریہ ادا کر رہا تھا اور جن سے بھی میں ملتا وہ دو باتیں مجھ سے پوچھتے کہ حضرت کا قیام دمشق میں کب تک ہے اور کیا حضرت ہمارے ادارے میں، ہماری مسجد میں، ہماری

یونیورسٹی میں تشریف لاسکتے ہیں تو اس کے لیے کیا کرنا ہوگا میں نے ان سب سے کہا کہ میں حضرت سے پوچھ کر کوئی جواب دے سکوں گا تو وہ کہتے شیخ عامر آپ کا احسان ہوگا کہ آپ کسی طرح حضرت کو راضی کرلیں کہ وہ ہمارے یہاں بھی جلوہ گر ہوں۔

دوسرے دن کا آغاز طلبہ سے ملاقات کے لیے رکھا گیا تھا لیکن حضرت کثرتِ علالت اور دنیا بھر کی ذمہ داریاں تالیف و تصنیف اور دنیا بھر سے لوگوں کے ٹیلی فون و دیگر بہت سے امور جو روز مرہ کے آپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ میں نے دیکھا حضرت رات گئے تک ان امور کو بخوبی انجام دیتے ہیں اور رات کا بقیہ حصّہ ربِ ذوالجلال کے حضور حاضر رہتے اور ہر رات ایسی ہی گزرتی۔ صبح فجر اور اشراق کی نماز کے بعد تھوڑا سا آرام فرماتے تھے اس میں بھی کبھی کوئی شخص اور کبھی ٹیلی فون کی گھنٹی مخل رہتی تھی۔ ظہر کی نماز کے بعد طلبہ حضرت کی آرام گاہ پر جمع ہونا شروع ہوئے آنے والے طلبہ مختلف ممالک کے تھے ان میں شامی طلبہ و علماء کی ایک کثیر تعداد تھی یہ طلبہ زیادہ تر الفتح اسلامک انسٹیٹوٹ و یونیورسٹی اور مجمع شیخ احمد کفتارو اور جامعہ دمشق کے تھے۔ ملکِ شام میں بیرونِ ملک سے آئے طلبہ و طالبات تقریباً 80 ملکوں کے ہیں جن کی تعداد تقریباً اسی ہزار (80000) ہے۔ خیر ایک کثیر تعداد تھی حضرت سے ملاقات کرنے والے طلبہ کی محفل کا آغاز تلاوت و نعت سے ہوا اور اس کے فوراً بعد حضرت کا علمی مذاکرہ شروع ہوا جس میں طلبہ کے سوالات اور حضرت کے جوابات تھے۔ مکمل گفتگو عربی زبان میں تھی اور کچھ سوالات انگریزی زبان میں بھی ہوئے طلبہ حضرت کی عربی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر حیران تھے اور ان کی حیرانگی اس وقت دُگنی ہوگئی جب حضرت نے انگریزی کی فصاحت و بلاغت میں گفتگو فرمائی کہ ایک عجمی کی عربی و انگریزی اتنی فصیح و بلیغ کیسے ہوسکتی ہے بعض متنازع مسائل پر بھی گفتگو ہوئی اور حضرت نے نہایت تحمل اور مصلحت سے اتنے شاندار جواب دیے کے مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کی بھرپور تائید ہوئی اور مخالفین کا صدِ باب ہوا اور مذبذبین کو تسلی ہوئی کیونکہ حضرت کا سمجھانے کا طریقہ بہت زیادہ محتاط ہے اور حضرت معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے گفتگو فرماتے ہیں اُس کی صرف ایک مثال میں پیش کرتا ہوں ورنہ بہت سی ہیں کہ طلباء سے علمی مذاکرات کے دوران ایک سوال یہ بھی پوچھا گیا جو کہ مولانا ابوالقاسم ضیائی نے پڑھ کر سنایا کہ "ما رأیکم لشیخ الاسلام ابن تیمیہ" (ترجمہ: آپ کی کیا رائے ہے شیخ اسلام ابن تیمیہ کے بارے میں) عرب میں ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا جاتا ہے حالانکہ وہ علماء جو ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہتے ہیں ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کا علم اس کی عقل سے بڑا تھا اور بہت سے معاملات میں اس نے گمراہ کن نظریات کو جنم دیا ہے مثلاً:

(۱)۔ سب سے پہلے ندائے یا رسول اللہ ﷺ کا منکر بنا اس سے پہلے آج تک اسلاف میں سے کسی نے ندائے یا رسول اللہ ﷺ کا انکار نہ کیا اور یہ صحابہ کا عمل رہا کہ وہ غزوات میں مشکل کی گھڑی میں (یا محمداہ) کی صدائیں بلند کرتے تھے امام بخاری نے ادبِ مفرد میں سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ نقل کیا کہ ایک مجلس میں سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا کسی نے آپ سے کہا جس شخصیت سے زیادہ محبت ہو آپ اس کا نام پکاریں تو سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے پکارا "یا محمد" ﷺ راوی کہتے ہیں کہ آپ کا پاؤں فوراً ٹھیک ہوگیا۔

(۲)۔ ابن تیمیہ نے کہا جو حضور ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی نیت کر کے سفر کرے گا تو وہ سفر معصیت و حرام ہے جب کہ قرآن پاک کی واضح آیت ہے: وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (سُوْرَةُ النِّسَآء، آیت نمبر ۶۴) "ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (ف ۱۷۶) تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں" سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کا متفقہ فیصلہ ہے پوری دنیا میں کہ زائر طیبہ حضور ﷺ کے مزار مبارک کی نیت کر کے ہی سفر کرے گا۔

(۳)۔ ابنِ تیمیہ نے صحابہ اکرام کی شان میں بھی گستاخیاں کی ہیں مثلاً سیدنا علی رضی اللہ عنہ جن کے لیے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت کے سب سے بڑے عالم علی ہیں اور میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ موصوف نے کہا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تقریباً ۱۷ فتوے غلط دیے آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کتبِ و مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ اور خاص طور پر ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ النبویۃ اس

کے علاوہ علمائے عرب نے ضلالات ابنِ تیمیہ کے نام سے کتاب تحریر فرمائی جس میں ثابت کیا کہ اس کے بہت سے نظریات گمراہ کن اور اسلام سے لاتعلق ہیں۔

اب حضرت سے جو پوچھا گیا ابنِ تیمیہ کے بارے میں تو وہاں بجائے شدت کے مصلحت سے حضرت نے اس کا جواب دیا کہ یہ اچھا ہو گا کہ میں اپنی رائے کا اظہار نہ کروں بلکہ ان علماء کی آراء پیش کرتا ہوں جو کہ ابن تیمیہ کے سب سے قریب کے ہیں آپ نے فرمایا ابن تیمیہ حوران کا رہنے والا ہے جو کہ ملکِ شام کا ایک شہر ہے اور علمائے شام نے ابنِ تیمیہ کے بارے میں جو رائے قائم کی ہے میں وہی پیش کیے دیتا ہوں اور حضرت نے علمائے شام کے حوالے سے ابنِ تیمیہ کے گمراہ کن نظریات بیان فرمائے اور جو رائے علمائے شام نے ابنِ تیمیہ کے لیے قائم کی ان کو نہایت آسان الفاظوں میں طلباء تک پہنچا دیا۔ اس طرح طلباء و علماء سارے ہی مطمئین ہو گئے اور حضرت کے سمجھا نے کے طریقے کو بہت زیادہ تحسین نظر سے دیکھا گیا اور یہ وہ علماء و طلباء تھے جو دنیا بھر میں مختلف ممالک سے تعلق رکھتے تھے اور ان میں بہت سے ایسے حضرات تھے کہ جن کی علمی و تحقیقی کارناموں سے دنیا بھر میں شہرت ہے تو میں اپنے ان احباب کو جو کہ حضرت کو متنازع و متشدد سمجھتے ہیں دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ کاش وہ ملکِ شام میں ہوتے تو دیکھتے کہ حضرت نے کتنی محبت و الفت سے لوگوں کے دل جیت لیے اور شریعتِ مطہرہ کا علم بھی بلند رہا۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

میں نے محسوس کیا روس کے کچھ طلباء ایک جانب کھڑے حضرت کو گھور رہے تھے اور ان کی نظروں میں حضرت کے لیے شاید کچھ ناپسندیدگی تھی۔ محفل اختتام کو پہنچی دعا سلام و قیام کے ساتھ حضرت اپنے کمرے میں تشریف لے گئے وہ روسی طلبہ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے اس دوست کے سر میں پیدائشی تکلیف ہے جو ہر وقت ہوتی رہتی ہے بہت علاج کرایا پر کوئی فائدہ نہ ہوا کیا آپ کے حضرت اس کا علاج کر سکتے ہیں میں نے کوشش کر کے حضرت تک یہ بات پہنچائی حضرت نے اس طالبِ علم کو اپنے سامنے بیٹھایا اور اس کے سر پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر کچھ پڑھنا شروع کیا پانچ سے سات منٹ گزرے ہوں گے کے اس طالبِ علم نے اپنے ساتھیوں کو روسی زبان میں زور سے کہا کہ میرے سر کا درد بالکل ختم ہو گیا اور پھر وہ تمام طلبہ بھی دوسرے طلبہ کی طرح حضرت کے دامن سے وابستہ اور طریقہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔

تیسرا دن تمام امور اسی طرح سے حضرت نے انجام دیے اور آج حضرت کو استقبالیہ دیا گیا تھا مجمع شیخ احمد کفتارو میں اس کو مجمع اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں دنیا کی مشہور چھ (6) یونیورسٹیوں کی برانچیں ہیں اہلِ دمشق اسے جامع ابوالنور کہتے ہیں کیوں کہ مجمع کبھی ایک چھوٹی سی مسجد ابوالنور کے نام سے تھا لیکن مفتی اعظم شام ڈاکٹر شیخ احمد کفتارو کے والد امین کفتارو نے مسجد ابوالنور میں ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا تھا اور شیخ احمد کفتارو اور ان کے صاحبزادے ڈاکٹر صلاح کفتارو کی شب و روز کی محنت یہ رنگ لائی کہ مسجدِ ابوالنور مجمع بنا اور یہاں موجودہ جامعات کی فروعات کچھ اس طرح ہیں:

(۱)۔ جامعہ ازہر کلیہ شریعہ (قاہرہ، مصر)

(۲)۔ جامعہ ام در امان اسلامیہ سوڈان برائے طلباء و طالبات ہائیر ایجوکیشن برانچ

(۳)۔ کلیہ الدعوۃ (لیبیا)

(۴)۔ جامعہ طرابلس (لبنان)

(۵)۔ کلیہ امام اوزاعی (لبنان)

(۶)۔ کلیہ آکسفورڈ انگریزی زبان کے لیے۔ (برطانیہ)

اس کے علاوہ یونیورسٹی میں:

(۷)۔ دراسات اسلامیہ و ثقافیہ برائے سفراء ممالک

(۸)۔ لغہ عربیہ نئے آنے والے عجمیوں کے لیے

(۹)۔ چھ سالہ علماء کورس

اس مجمع (یونیورسٹی) میں طلبہ و طالبات کی تعداد تقریباً اسی ہزار ہے ان میں سے غیر ملکی تقریباً چالیس ہزار ہوں گے۔ مجمع کے پرنسپل مفتی اعظم شام شیخ احمد کفتارو کے صاحبزادے ڈاکٹر صلاح الدین کفتارو ہیں۔ ان کا مقام شام میں ان کی یونیورسٹی کی وجہ سے ایک ملک کے صدر کی طرح ہے کہ جن سے ملاقات کے لیے انڈونیشیا کے صدر فرانس کے ویز اعظم اور اسی طرح سے بلادِ اسلام و غیر اسلام کے معروف شخصیات اس مجمع کی علمی صلاحیتوں اور کاوشوں کو دیکھنے آتے

ہیں جب ڈاکٹر صلاح کفتارو کو ان کے نائب نے جو کہ حضرت کی پہلی نشست میں حاضر تھے حضرت کے بارے میں بتایا ڈاکٹر صلاح کفتارو نے درخواست کی کے حضرت کسی طرح تھوڑی دیر کے لیے یونیورسٹی میں قدم رنجا فرمائیں ہمارے لیے عزت وشرف کا باعث ہوگا حضرت نے ان کی دعوت قبول فرمائی۔ حضرت اپنے قافلے کے ساتھ جب یونیورسٹی کے صدر دروازے پر پہنچے تو شاندار خیر مقدم کیا گیا اور آپ کے استقبالیہ کے لیے یونیورسٹی کے (شام آڈیٹوریم) کو مزین کیا گیا۔ ڈاکٹر صلاح کفتارو ایک ایمرجنسی پڑجانے کی وجہ سے وزیر او قاف کے ساتھ تھے اور ان کے نائب مستقل ان سے رابطے میں تھے۔ یہاں تک کے حضرت کی تشریف آوری کے دس منٹ بعد ڈاکٹر صلاح کفتارو بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور وہ پسینے سے شرابور تھے حضرت سے تاخیر کی معافی چاہی اور کہا او قاف کی عمارت سے جب میں آپ کی طرف آرہا تھا راستے میں مجمع سے قریب میری گاڑی خراب ہوگئی تو میں وہاں سے بھاگتے ہوئے آرہا ہوں کہ کہیں تاخیر نہ ہوجائے۔ دونوں شخصیات اور مجمع کے تمام اساتذہ دانشور ڈاکٹرز علماء مشائخ سارے ہی اس شام آڈیٹوریم میں حضرت کے کلمات اور تجلیات سے خوب مسرور ہو رہے تھے۔ وہاں موجود تمام علماء واساتذہ کو ان کی باری پر مائک دیا جارہا تھا کہ وہ حضرت کے لیے اپنے کلمات نوٹ کرائیں ایک عالم بار بار کوشش کر رہے تھے کہ انہیں فوراً مائک دیا جائے ان کی باری سے پہلے خیر مائک ملا اور انہوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ غزوہ بدر میں صحابہ اکرام نے پیلے رنگ کے عمامے سر پر باندھے ہوئے تھے تو میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ وہ پیلے رنگ کے اماموں میں کیسے لگ رہے ہوں گے لیکن آج کہتا ہوں کہ وہ بہت خوبصورت لگ رہے ہوں گے اس لیے کہ جب شیخ اختر رضا پیلے عمامے میں اتنے خوبصورت لگ رہے ہیں تو صحابہ کہ حسن وجمال کا کیا کہنا۔ وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے یہ چالا کی کی کے ان کو پتا تھا کہ حضرت فوٹو، مووی وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں لیکن وہ حضرت کی شخصیت کو اپنے کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کرنا چاہ رہے تھے اور ایک خفیہ کیمرہ پہلے سے ہی نصب کر دیا گیا تھا۔ جناب مولانا ابوالقاسم ضیائی نے آڈیٹوریم کا جائزہ لیتے ہی اس کیمرے کو تاڑ لیا اور وہاں حضرت کے ایک مرید طالبِ علم اجلال طیب کو کھڑا کر دیا دو گھنٹے کی یہ نشست تھی لیکن مووی نہ بن سکی خیر ان لوگوں کو کوئی مقصد نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ حضرت کے اس نورانی چہرے کو اپنے پاس محفوظ رکھ سکیں جس کا اظہار انہوں نے بعد میں شکوے میں کیا۔

تقریباً تین بجے حضرت مجمع سے واپس اپنی آرام گاہ تشریف لائے جہاں پہلے ہی خواتین کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اور جس طرح سے دنیا بھر کے طلبہ جمع کیے گئے تھے آج ملکِ شام اور بیرونِ ممالک سے آنے والی باپردہ طالبات حضرت سے اکتسابِ علم کے لیے یہاں جمع تھیں یہاں ایک بات اور واضح کرتا چلوں کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ملکِ شام میں پردے کا کوئی اہتمام نہیں ہے اور عریانیت بہت زیادہ ہے اصل بات یہ کہ وہاں آنے والے لوگ زیادہ تر زیارت کے لیے آتے ہیں اور زیارت کی جگہوں پر دنیا بھر سے لوگ آتے ہیں اور ہر ایک اپنے تہذیب و تمدن کے دائرے میں ہوتا ہے ہمارے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سارے اہلِ شام ہیں حالانکہ وہ اہلِ شام نہیں دوسری بات اتنا ضرور ہے کہ ملکِ شام پر ایک طویل عرصہ فرانس نے حکومت کی اور فرانس کی تہذیب نے اہلِ شام پر اثر کیا لیکن جو حقیقت ہے کہ سڑکوں پر بے پردہ ماڈرن لباس میں گھومنے والی خواتین میں اکثریت ان کی ہے جو کہ غیر مسلم ہیں یا مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن عقیدتاً وہ مسلمان نہیں ہیں اور ان کے عقیدے اسلام کے خلاف ہیں سنی مسلمانوں کی تعداد ملکِ شام میں ۸۰ فیصد سے بھی تجاوز کر جاتی ہے اور جو سنی مسلمان ہیں ان کے یہاں پردے کا بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے یہاں تک کے دیور بھابی اور اسی طرح کزن بلکہ یوں سمجھیں ہر وہ رشتہ جسے قرآنِ پاک نے نامحرم کہا ہے ان سب سے پردہ کیا جاتا ہے اگر کوئی تجربہ کرنا چاہے تو وہ اہلِ شام کے قریب رہ کر یہ تجربہ کر سکتا ہے۔

آج بالکل اسی طرح طالبات و اہلِ علم خواتین سے علمی مذاکرہ کیا گیا ج جیسے طلباء کے ساتھ کیا گیا تھا طالبات کے سوالوں کے جوابات دیے گئے اور محفل کے اختتام پر خواتین و طالبات نے حضرت سے طریقہ قادریہ میں بیعت حاصل کی اور آج تک علماء و مشائخ تو حضرت کو یاد کرتے ہیں اور وہیں طالبات و خواتین میں بھی حضرت کو بہت زیادہ یاد کیا جاتا ہے۔

چوتھا دن تمام امور اسی طرح سے جاری رہے آج حضرت کو ایک اہم محفل میں جو کہ خاص حضرت ہی کے لیے رکھی گئی تھی اور

محفل کا انعقاد کرنے والے مفتی دمشق ڈاکٹر شیخ عبد الفتاح البزم تھے اور محفل رسم دستار بندی و تقسیم اسناد کی تھی۔ حضرت اپنی ہر محفل کے لیے وقت کی پابندی کا بہت خیال کرتے لیکن حضرت کے ساتھ آئے حضرات اس بات کا خیال نہ کرتے جس کی وجہ سے حضرت کو تاخیر کا سامنا کرنا پڑتا اور یہی ہوا کہ ہم تھوڑی تاخیر سے مفتی دمشق کی مسجد جامع طارق بن زیاد پہنچے وہاں پر بھی کیمرے کی آنکھ خفیہ رکھی گئی تھی۔ یہ حضرت کے جمال کا مظہر ہے کہ لوگ اسے کیمروں میں محفوظ کرنے کے لیے مچلتے تھے خیر اس کیمرے کو بند کرادیا گیا اور حضرت نے طلباء میں تقسیم اسناد کی رسم ادا فرمائی اور وقت کی قلت کے پیشِ نظر مفتی دمشق فوراً آپ کو لے کر اپنے میٹنگ روم میں آئے جہاں اکابر علماء و مشائخ پہلے سے موجود تھے آج ایک عظیم شخصیت کا اضافہ ہوا جو کہ اپنی بے پناہ مصروفیات کو ترک کر کے حضرت کی دست بوسی کے لیے حاضر ہوئے وہ شخصیت ڈاکٹر شیخ احمد سامر القبانی کی تھی جو کہ نائب وزیرِ اوقافِ دمشق (شہر) ہیں شام میں وزیرِ اوقاف کے نائب ہر شہر میں دو دو ہوتے ہیں ایک شہر کا اور دوسرا قصبے کا تو یہ نائب وزیر شہر کے ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے بے پناہ محبت کرنے والے یہاں تک کے انہوں نے اعلیٰ حضرت کا حاشیہ جد الممتار علی رد المحتار کو حاشیہ ابن عابدین میں دو جگہ پر اعلیٰ حضرت کی تحقیق جد الممتار سے استدلال کیا اور ان کے حوالوں کو کوڈ کیا اور یہ عالم کہ جن کی اجازت سے دمشق شہر کی تمام مساجد میں ائمہ، خطباء، موزن و دیگر حضرات مقرر کیے جاتے ہیں۔ دمشق کے تمام مزارات کے امور بھی انہی کے زیرِ نگرانی انجام دیے جاتے ہیں۔ میں جب بھی ان سے ملنے اوقاف دمشق گیا تو بہت جلدی مجھے ملاقات کا وقت دیا گیا یعنی ایک گھنٹے انتظار کے بعد پانچ منٹ کے لیے کیونکہ ایک کثیر تعداد علماء مشائخ کی ان کے دفتر کے باہر ملاقات کے لیے انتظار میں بیٹھی ہوتی ہے اور آج یہ اپنا سارا کام ترک کر کے حضرت سے ملاقات کے لیے حاضر تھے اور ان کے چہرے پر ایسی خوشی تھی جیسے برسوں کا خواب آج پورا ہو گیا۔

بار بار وہ یہی کہتے رہے کہ میری زندگی کی ایک تمنا پوری ہوئی کہ میں نے امام احمد رضا خان کے شہزادے کا دیدار کیا۔ مفتی دمشق صاحب کی اس محفل سے واپسی جب حضرت اپنے آرام گاہ پر پہنچے تو دمشق کے سب سے بڑے اور مشہور کیٹرنگ اور حلویات والے جناب عبد الرحمٰن ابو جدی جن کے مطبخ سے تیار کردہ پکوان دمشق اور شام کی اعلیٰ محافل میں پیش کیے جاتے ہیں یہ صاحب آج پہلے سے ہی حضرت کے آرام خانے پر موجود تھے اور ان کو یہاں لانے کا سبب حضرت کی شہرت جو اب تک پورے دمشق میں ہو چکی تھی اور یہ صاحب کہ جن کے پاس تھوڑی دیر کا وقت بھی فارغ نہ ہو آج حضرت کے سامنے دو گھنٹے تک بیٹھے حضرت کا دیدار اور گفتار سے لطف اندوز ہوتے رہے اسی اثناء میں انہوں نے فون کر کے ایک سوزوکی میں حضرت اور ان کے احباب کے لیے دمشق کی سب سے قیمتی میٹھائی طلب کر لی جو کہ ہم سب کے حصّے میں آئی جاتے وقت انہوں نے کہا کہ میں نے بہت بڑے بڑے علمائے عرب کا دیدار کیا اور حضرت کی شخصیت کو دیکھ کر مجھے اپنے شامی بزرگوں کی یاد تازہ ہو گئی۔ نمازِ عشاء سے فارغ ہوئے تو کیا دیکھتا ہوں کے حضرت سیدناً شیخ سید صباح جو کہ سیدناً امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد اور سیدناً امام موسیٰ کاظم اور امام ابو یوسف کے مزار کے متولی رہے دورِ صدام بغداد میں حضرت سے پر تپاک انداز میں ملاقات کی اور حضرت نے بھی ان کا والہانہ استقبال کیا کے اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیت میں سے ہیں اس سے قبل گفتگو شروع ہوتی میری طرف دیکھ کر حضرت نے فرمایا شیخ عامر آپ نے مجھے حضور تاج الشریعہ کے آنے کی خبر کیوں نہیں دی اور اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ جانتے ہو مجھے کیسے حضرت کی آمد کا علم ہوا میں ابھی اس جگہ سے گزر رہا تھا کہ جہاں بالکل اندھیرا ہو روشنی کا کوئی انتظام نہیں کیوں کے حضرت کی آرام گاہ آبادی سے ہٹ کر کھیتوں و باغات کے درمیان تھی سید صباح نے فرمایا کہ میں نے دیکھا یہ پورا علاقہ روشن ہے اور یہ روشنی ایک گھر سے پھیل رہی ہے تو میں سمجھ گیا کہ یقیناً یہاں کسی اللہ والے نے اپنا ڈیرہ ڈالا ہے اور اس گھر کو اپنا مسکن بنایا ہے جہاں سے روشنی پھوٹ رہی ہے لہٰذا اس سبب کو دریافت کرنے کے لیے میں بے قرار ہوا اور یہاں آپہنچا اور حضرت کا دیدار کر کے میں سمجھ گیا کہ اس علاقے کو روشن کرنے والے اولادِ امام احمد رضا ہیں کہ جن کے دادا نے پورے عالم کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع سے روشن کیا۔

ملکِ شام میں بارشیں جنوری، فروری میں ہوتی ہیں اور اس ملک کے موسم کو ربِ ذوالجلال نے قرآن پاک کی سورہ قریش میں بھی ارشاد فرمایا: "رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ" (ترجمہ: ان کی سردی اور

گرمی کے سفر کو آسان کیا) اہلِ قریش کے لیے دو سفر تھے سال کے گرمیوں میں وہ ملکِ شام کا سفر کرتے تھے کیوں کے یہاں گرمی کی شدّت میں بہت کمی پائی جاتی ہے اور موسم معتدل ہوتا ہے اور ان کا دوسرا سفر سردیوں میں یمن کی طرف ہوتا کیوں کے وہاں سردی کی شدّت کم ہوتی ہے بنسبت شام کے کہ یہاں سردیوں میں سخت سردی کے ساتھ ساتھ بارشیں اور برف باری بھی ہوتی ہے لیکن ایک عجیب بات جو میں نے چھ سالہ ملکِ شام کے موسم میں نہیں دیکھی تھی کہ ابھی جون کا مہینہ ہے اور حضرت تاج الشریعہ کا قیام پانچ دن رہا اور پانچوں دن وقفے وقفے سے موسلا دھار بارش ہوتی رہی علمائے شام کی زبان سے سنا کے مولانا اختر رضا خان اپنی کرامتیں دکھا رہے ہیں یوں حضرت کے چار دن مکمل ہوئے جس میں حضرت سے ملاقات کے لیے آنے والے اکابر علماء شام، ڈاکٹرز، پروفیسرز، جامعات کے چانسلرز، اساتذہ، طلبہ، طالبات، سرکاری افسران، تاجر حضرات اور عام خواتین و حضرات کی ایک بہت بڑی تعداد شامل تھی سب کے سب اپنے مسائل حضرت کی بارگاہ میں پیش کرتے رہے کسی کا علمی مسئلہ تھا تو کسی کا گھریلو جھگڑا کوئی حضرت سے اجازت و خلافت تو کوئی بیعت چاہتا تھا۔ حضرت نے اپنے فیوض برکات سے سب کو متمتع فرمایا۔ اس وقت دمشق میں حضرت کے مریدین و مریدات اور خلفاء حضرات کی تعداد ہزار سے تجاوز کر جاتی ہے۔ آج کی یہ رات حضرت کی آخری رات دمشق میں تھی دوسری صبح حضرت کی روانگی تھی ہم سب نے حضرت کو بہت قریب سے دیکھا اور یہ دیدار بہت ادب و احترام کے ساتھ رات گئے تک جاری رہا۔ پاکستانی ہندوستانی طلبہ حضرت کے گرد پروانے کے مانند چمٹے رہے کچھ آنکھیں بھی اشک بار تھیں کہ نجانے یہ مسرت و شادمانی کا موقع دوبارہ پھر کب ہماری زندگی میں آئے۔

صبح حضرت کی اقتدا میں نمازِ فجر ادا کی گئی اور جب حضرت نے دعا فرمائی تو لوگوں پر رقت طاری ہوگئی آنسوں کے ساتھ بھری آواز میں آمین کی صدائیں سنائی دی جارہیں تھیں مختصر ناشتے کا اہتمام کیا گیا سفر کی تیاری رات ہی میں مکمل کرلی گئی تھی اور ناشتے کے فوراً بعد یہ قافلہ ائیرپورٹ کے لیے روانہ ہوا تمام طلبہ و محبین موجود تھے یہاں تک کے ائیرپورٹ پہنچ گئے میں سوچ رہا تھا کہ حضرت کی تشریف آوری کے وقت سارے معاملات بہت شاندار انداز میں مکمل ہوئے اور حضرت کو جسمانی تھکاوٹ اور پریشانی سے محفوظ رکھا گیا لیکن ابھی واپسی میں بھی اندرونِ ائیرپورٹ بہت سے معاملات ہونے ہیں جس میں پھر پریشانی ہوسکتی ہے حضرت کے لیے خیر حضرت اپنے مریدین و محبین کے ہمراہ ائیرپورٹ کے بیرونی لونج میں تشریف فرما ہوئے میں نے معلوم کیا کے حضرت کی واپسی کون سی ائیرلائن سے ہے بتایا گیا شامی ائیرلائن سے، میں شامی ائیرلائن کے دفتر جو کہ ائیرپورٹ کی پہلی منزل پر واقع ہے وہاں پہنچا صبح کا وقت تھا دفتر کا عملہ چائے نوش کرنے میں مصروف تھا اور میں کسی کو بھی نہیں جانتا تھا خیر میں نے پوچھا یہاں انچارج کون ہے کہا گیا آپ کو کیا کام ہے میں نے کہا میرا کام انچارج سے ہے اور جس انداز سے میں بات کررہا تھا وہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ میں کوئی بہت بااثر شخص ہوں مجھے انچارج سے ملایا گیا اور میں نے اسی انداز میں انچارج کو کہا کہ ہمارے شیخ واپسی تشریف لے جارہے ہیں لہٰذا ائیرپورٹ کے اندر کسی قسم کی کوئی پریشانی اور انتظار کرنے سے حضرت کو دور رکھا جائے۔ اس نے کہا کون سے حضرت، کون سے شیخ کیا وہ سرکاری دعوت پر آئے ہیں تو ہم انہیں پروٹوکول دے سکتے ہیں ورنہ نہیں میں نے کہا آپ میرے ساتھ فوراً آئیں نجانے میری آواز میں کیا رعب تھا کہ ائیرلائن کا جنرل منیجر میری بات پر فوراً میرے ساتھ آگیا حضرت کو لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور آج بھی جانے والے حضرات اور ان کو الوداع کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد حضرت کے گرد دیدار کے لیے جمع ہوچکی تھی میں نے جنرل منیجر کو کہا یہ ہمارے شیخ ہیں۔ جب جنرل منیجر نے حضرت کا دیدار کیا تو وہی بات جو کئی مرتبہ دیکھنے میں آچکی تھی کہ جو حضرت کا دیدار کرے وہ فوراً تمنا کرے کے کسی طرح میں ان کی دست بوسی کرلوں آج جنرل منیجر صاحب جو کہ اپنی وضع قطع کے اعتبار سے بالکل مغربی لگتے تھے۔ حضرت کا دیدار ہوتے ہی آگے بڑھے اور حضرت کی دست بوسی کی اور کہا کہ آپ لوگ بے فکر ہوجائیں یہاں سے جہاز تک اب یہ میرے لیے شرف ہوگا کہ میں حضرت کی خدمت میں چند لمحات گزار سکوں۔ تمام طلبہ محبین اور مریدین نے حضرت سے الوداعی ملاقات کی اور حضرت نے بھی خوب دعائیں فرمائیں ہم سب کے لیے۔ اور جنرل منیجر حضرت کے ہاتھ تھامے ائیرپورٹ کے اندرونی حصے میں داخل ہوگئے اور ہم سب تھوڑی دیر ان یادوں میں جو حضرت کے ساتھ چار دنوں میں ہم نے

گزارے تھے یاد کرتے رہے اور پھر سب لوگوں نے اپنے گھروں کی راہ لی۔ یہ قصہ یہاں ختم نہیں ہوتا کیوں کہ دمشق کے ائیر پورٹ پر حضرت تاج الشریعہ نے واپسی جانے سے قبل ارشاد فرمایا کے ہمیں ملکِ شام بہت پہلے آجانا چاہیے تھا حضرت نے ایسا کیوں فرمایا؟ اس کی وجہ جو میں سمجھا وہ یہ ہے ملکِ شام میں اہلِ شام حضور سرورِ کونین ﷺ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور ملکِ شام میں 80٪ آبادی اہلِ سنّت و جماعت جنھیں ہم عرفِ عام میں یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کی ہے۔ دوسری وجہ علم و علماء ہیں۔ تیسری وجہ اِس ملک سے ہمارے آقا و مولیٰ حضور سرور کونین ﷺ نے محبت فرمائی ہے۔ جیسا کہ میرے سرکار ﷺ نے فرمایا: ''اللھم بارك لنافی شامنا ویمننا'' (ترجمہ: اے اللہ ہمارے لیے ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکتیں عطا فرما) (بخاری شریف)۔

ملکِ شام میں اہلِ شام کے معاملات کیا ہیں:

(۱)۔ اللہ عزوجل اور نبی کریم ﷺ کی محبت تمام چیزوں سے اہم اور افضل ہے۔

(۲)۔ اُٹھتے بیٹھتے سرکار ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا اور ان کو پکارنا ہر مشکل میں یارسول اللہ ﷺ اور یا محمد ﷺ اور بجاہِ محمد ﷺ ان صیغوں کے ساتھ خواہ وہ وسیلہ پکڑنے والا مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا جوان، عالم ہو یا غیر عالم سب ہی اس کے قائل ہیں۔

(۳)۔ پیدائش سے لے کر موت تک خوشی ہو یا غم اہلِ شام اپنی ہر تقریب میں محفلِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد کرتے ہیں۔

(۴)۔ ۱۲ ربیع الاوّل عید سے بھی اہم دن ہے اہلِ شام کے نزدیک سرکاری سطح پر تعطیل اور محفلِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد اور اس محفل میں ملک کے صدر کے ساتھ ساتھ تمام وزراء، علماء، فضلاء، ڈاکٹرز، اسکالرز، جرنلز، شرکت کرتے ہیں اور یہ محفل تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہتی ہے جس کا اختتام قیام و سلام و دعائے ختام پر ہوتا ہے۔

(۵)۔ ربیع الاوّل کا پورا مہینہ سرکار ﷺ کی نعتوں اور علماء کے خطابوں سے ملکِ شام گونج اُٹھتا ہے۔

(۶)۔ پانچوں وقت کی اذان کے بعد تقریباً دو سے تین منٹ سرکار ﷺ پر درود و سلام ان کلمات میں ''الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ) ہر مسجد سے ملکِ شام میں پیش کیا جاتا ہے اور بہت سی مساجد میں آذان کے ساتھ صلاۃ و سلام اور نعتیہ اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں مثلاً سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مشہورِ زمانہ نعتیہ شعر:

اجمل منك لم ترقط عين
واکمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأً من كل عيبٍ
كأنك قد خلقت كما تشاء

ترجمہ:

میری آنکھوں نے آپ جیسا جمیل دیکھا نہیں
اور آپ جیسا مکمل آج تک کسی ماں نے جنا ہی نہیں
اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عیبوں سے پاک پیدا کیا
اور آپ کو ایسا پیدا کیا جیسا آپ نے چاہا

اور سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کی ترجمانی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح فرماتے ہیں:

وہ کمالِ حسن حضور ہیں
کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے
یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

(۷)۔ انبیاء اکرام، صحابہ اکرام، اہلِ بیت عظام، اولیاء اللہ، علماء و مشائخ کے مزارات کا ان کی اصل حالتوں میں پایا جانا ان کی حفاظت اور تعمیر و ترقی میں وزارتِ او قاف و آثارِ قدیمہ شام بھرپور کردار ادا کرتے ہیں اور بعض اہلِ ثروت شام کی وزارتِ او قاف و آثارِ قدیمہ کی اجازت سے مزارات کی تعمیر و ترقی میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں میں ان حضرات کا نام یہاں ذکر نہیں کر سکتا کیونکہ وہ حضرات نام و نمود کو پسند نہیں کرتے۔ پاکستان کے بہت بڑے تاجر اس کارِ خیر میں آج تک اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اور ملکِ شام میں جن مزارات کی تعمیر و ترقی و توسیع کی گئی سر فہرست حضرت بی بی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللہ بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، شہدائے کربلا کے سروں کا مدفن، سیدنا عبد الجبار جیلانی رضی اللہ عنہ (شہزادہ غوثِ اعظم)، سیدنا شیخ محیٰ الدین ابنِ عربی المعروف شیخ اکبر، بابِ صغیر قبرستان میں سیدہ فضہ خادمہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، سیدہ سکینہ بنتِ امام حسین رضی اللہ عنہما، سیدہ

حفصہ بنتِ سیدنا عمر رضی اللہ عنہا وزوجہ رسول اللہ ﷺ، علامہ ابنِ عابدین شامی المعروف علامہ شامی، سیدنا ابایزید البسطامی رضی اللہ عنہ، بابِ صغیر قبرستان میں کہ جہاں صحابہ اکرام واہلِ بیت عظام وعلمائے اسلام کہ مزارات ہیں پورے قبرستان میں زائیرین کے لیے ٹائلز لگا کر راستے بنائے گئے تاکہ بارشوں میں پیدا ہونے والی کیچڑ سے زائرین محفوظ رہیں یہ مختصر طور پر کچھ نام اور کام تحریر کر دیے ہیں۔

(۸)۔ ہزاروں کی تعداد میں مزارات ہیں اور زائرین کی کثیر تعداد زیارت کے لیے ملکِ شام آتی ہے۔

(۹)۔ علماء اہلِ سنّت کا اہم کردار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اجاگر کرنا لوگوں کے دلوں میں۔

(۱۰)۔ طریقہ قادریہ، رفاعیہ، شاذلیہ، بدویہ، نقشبندیہ، کسنزانیہ، سہروردیہ و دیگر طرقاتِ صوفیہ موجود ہیں ہر طریقے والا اپنے اوراد وظائف پڑھتا ہے اور ان کے مشائخ ان کی رہنمائی فرماتے ہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ احمد کبیر رفاعی اور شیخ بدوی ودیگر بزرگوں کا نام ذِکر کی نشستوں میں لیا جاتا ہے اور انہیں مدد کے لیے پکارتے ہیں جیسے یاسیدی عبدالقادر جیلانی مدد، یاسیدی رفاعی مدد اس ذِکر کو اہلِ شام "حضرہ" کہتے ہیں جو کہ ہر جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد دمشق کی اور شام کے دوسرے شہروں میں جو مرکزی مساجد ہیں وہاں اس ذکر کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں عوام کے ساتھ ساتھ اکابر علماء، محدثین، مفسرین اور محققین شامل ہوتے ہیں۔

(۱۱)۔ نذر و نیاز کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے ایامِ خاص میں مثلاً ۱۰ محرم الحرام یومِ عاشورہ، ۱۲ ربیع الاوّل، ۱۱ ربیع الثانی (گیارہویں شریف)، یومِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ، معراج شریف، شبِ براَت اور ماہِ رمضان المبارک خاص طور پر شامل ہیں۔

(۱۲)۔ اہلِ نجد اور ان کے ماننے والے (سعودی) جو کہ نظریاتِ اہلِ سنّت کے خلاف اور حضور ﷺ کو اپنے جیسا کہنے والوں سے سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں یہاں تک کے بعض اہلِ شام کم علمی میں یہ کہہ جاتے ہیں "أطہر أرض أنجس قوم" معنی سب سے پاک زمین (حجاز مکۃ المکرمہ کی) سب سے ناپاک لوگ (عقیدے کے اعتبار سے)۔

(۱۳)۔ اہلِ شام سعودیہ کو سعودیہ کہنا پسند نہیں کرتے بلکہ میں نے علمائے شام سے سنا وہ فرماتے ہیں یہ حجازِ مقدس ہے سعودیہ نہیں۔

(۱۴)۔ سعودی نجدی کتابوں پر سرکاری سطح پر پابندی اور اہلِ شام کا ان سے نفرت کرنا صرف اس وجہ سے کہ وہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور انہوں نے تمام انبیاء، صحابہ، اہلِ بیت، علماء و اولیاء کے مزارات کو بلڈوزر سے روند ڈالا اور آلِ سعود کے نام سے کعبے کے تمام دروازے منسوب کیے جیسے بابِ ملک فہد، باب عبدالعزیز وغیرہ جو کہ ان کی غاصبانہ حکومت سے پہلے صحابہ اکرام کے نام سے منسوب تھے۔

(۱۵)۔ مدرسوں کے علاوہ اسکول، کالج، یونیورسٹی میں تمام مضامین کے ساتھ درسِ تصوف کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔

باتیں بہت ہیں مختصراً حضرت تاج الشریعہ نے جب علماء و اہلِ شام کو ایسا پایا تو فرمایا ہمیں ملکِ شام بہت پہلے آجانا چاہیے تھا۔ دوسری بات اس سفر میں زیادہ تر لوگ آپ سے ملاقات کے لیے آپ کے پاس آئے تھے اور ان لوگوں نے آپ کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی تھی لیکن وقت کی قلت کے پیشِ نظر آپ نا جاسکے تو ان میں سے کچھ علماء نے شکوہ کیا۔ حضرت نے ان لوگوں کی دل جوئی کے لیے اور علمائے شام اور اہلِ شام کی عقیدت و محبت اور خصوصاً عقائد و نظریات میں یکسوئی کی وجہ سے ابھی سال بھی پورا نہ ہوا تھا اور علماء و عوام کی زبانوں سے آپ کا ذکر اور ان کی آنکھوں سے آپ کا چہرۂ انور محو بھی نہ ہوا تھا کہ ہمیں دوبارہ یہ خوشخبری سننے کو ملی کے حضرت دوبارہ تشریف لا رہے ہیں۔

دوسرا سفر میں بالکل مختصر کر کے پیش کر رہا ہوں بس یوں سمجھ لیں کے جس طرح حضرت کے پہلے دورے میں محافل اور علمی مذاکرات، بیعت و خلافت اور مختصر زیارات ہوئی تھیں ایسا ہی دوسری مرتبہ بھی ہوا لیکن اس دفعہ کچھ پہلے سے اچھا ہوا اور وہ یہ کہ حضرت کی تشریف آوری کے بعد جب علماء پہلے دن آپ سے شرفِ ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو آج تمام سلسلے پچھلی مرتبہ ہی کی طرح رہے لیکن اس دفعہ محفل کے اختتام پر حضرت نے امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب "الامن والعلی لنعتی المصطفی فی دفع البلاء" اور "ھادی الکاف فی حکم الضعاف" اور "قوارع القھار فی الرد علی المجسمۃ الفجار" جو کہ دمشق کے مکتبہ دارالنعمان سے شائع ہوئیں اُن کتابوں کی تعریب تحقیق تخریج خود حضرت نے فرمائی اور آج اپنے دستِ مبارک سے علمائے شام کو پیش کیں آج علمائے عرب حضرت کی

تعریب تحقیق و تخریج کو دیکھ کر اس انداز میں مدح سرائی فرمارہے تھے جیسے کبھی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت کی کتابوں کو پڑھ کر علمائے حرمین طیّبین فرماتے تھے خصوصاً مکۃ المکرّمہ حرم شریف کی لائبریری کے انچارج شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔(واللہِ أقول والحق أقول أنه لو رأى ابوحنيفة النعمان لأقرت عينه و لجعل مؤلفها من جملة الأصحاب)"ترجمہ: قسم خدا کی میں حق و سچ کہتا ہوں کہ اگر امام ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ اعلیٰ حضرت کی کتابوں کو پڑھتے تو ان کی انکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور وہ آپ کو اپنے اصحاب میں شامل فرمالیتے" جیسا کے میں نے پہلے کہا کہ حضرت کا دوسرا سفر بالکل پہلے سفر ہی کی طرح تھا اس میں جو چند باتیں قابلِ ذکر ہیں وہ میں پیش کیے دیتا ہوں سب سے اہم حضرت کی ملاقات شام کی سب سے بڑی علمی و روحانی شخصیت حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق حلبی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے کاشانے پر ہوئی سیدنا شیخ عبدالرزاق حلبی رحمۃ اللہ علیہ کو مختصر آپ سمجھ لیں کہ علمائے شام آپ کو ثانی ابو حنیفہ کہتے ہیں آپ الفتح اسلامک انسٹیٹیوٹ ویونیورسٹی کے سرپرست اعلیٰ ہیں اور دمشق کی تیرہ سو سال قدیمی مسجد "بنی امیہ الکبیر یا مسجدِ اموی" کہ جس میں سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا مزار اور حضرت خضر علیہ السلام کی بیٹھک امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ انور مدفون ہے اور چاروں فقہ کے اماموں کی محرابیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو دمشق کے مشرقی مینارے پر آپ کا نزول ہوگا اس کے بعد آپ اس مینارے سے ملحق مسجد میں نماز ادا فرمائیں گے (ابوداؤد شریف)۔ تو یہ مسجدِ اموی اسی مینارے سے ملحق ہے۔ موجودہ وقت میں ملکِ شام کے اکابر علماء آپ ہی کے شاگرد ہیں چاہے وہ مفتی دمشق ہوں یا جامعہ دمشق کے پروفیسرز یا اسکالرز ہوں یا مفتی اعظم شام ہوں سارے ہی کسی حوالے سے حضرت کے شاگرد ہیں۔ آپ قدیمی تاریخی مسجد اموی کے رئیس اور ایک طویل عرصے تک امام و خطیب رہے اور اسی مسجد میں آپ نے فجر کی جماعت بلاناغہ ساٹھ سال تک ادا فرمائی علماء فرماتے ہیں کہ یہ حضرت کی کرامت ہے بعد نماز فجر درسِ فقہ دیتے جس میں فتاویٰ شامی دسیوں مرتبہ مکمل کرائی گئی اور سینکڑوں کی تعداد میں طلبہ و علماء نے آپ سے درسِ فقہ کی اجازت حاصل کی اس کے ساتھ سینکڑوں طلباء نے قرآن مجید تجوید و قرأت کے ساتھ حفظ کیا آپ اللہ کے برگزیدہ بندے جو الفاظ آپ کی زبان سے نکل جائے حدیثِ قدسی کے مصداق (وإن سألني لأعطينه، رواہ البخاری) جب وہ سوال کرے تو میں ضرور عطا کرتا ہوں ہزار بار دیکھا گیا کہ جو بات آپ کی زبان سے نکلی وہ بات پوری ہو کر رہی اور میں خود بھی اپنے اور دوسروں کے لیے حضرت سے دعا کرائی اور آپ کی دعا میرے اور ان سب کے حق میں قبول ہوئی خیر حضرت تاج الشریعہ کی یہ ملاقات کافی طویل رہی اور دونوں صاحبانِ کشف اپنے مبارک ہاتھوں سے ایک دوسرے کو اور امتِ مسلمہ کے حق میں دعائیں فرماتے رہے۔ پوری دنیا سے لوگ آپ کی زیارت اور حصولِ فیض و برکت کے لیے آتے ہیں اور بڑے بڑے علماء دنیا کے آپ کی نعلین کو اٹھانا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں اور انہیں ۷،۵ منٹ سے زیادہ ملاقات کا وقت نہیں دیا جاتا میں کئی مرتبہ محفلِ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر میں ذِکر اللہ "حضرہ" کی نشست میں حضرت کے ساتھ شامل ہوا اور جب بزرگانِ دین کے نام آئے اور اہلِ شام ان سے استغاثہ کر رہے تھے اس انداز میں مدد یار فاعی مدد، مدد یا سیدی عبد القادر مدد تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق حلبی پر ایک وجد کی کیفیت طاری تھی اور انکھوں سے آنسوں جاری تھے اور آپ دونوں ہاتھوں کو فضاء میں لہرا رہے تھے۔ اسی سفر میں حضرت نے شام کے نوجوان عالمِ دین جو کہ ساداتِ اکرام میں سے اور بڑے ہی نورانی چہرے والے شریعتِ مطہرہ کے پابند حق گوئی کی نشانی یہاں تک کہ ایک مرتبہ سرکاری مفتیِ اعظم شام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر ڈالی اور کوئی اس کو جواب دینے والا نہ تھا کیونکہ وہ حکومت کا آدمی ہے اور ہر ایک حکومت سے ڈرتا ہے اس وقت انھوں نے منمبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سرکاری مفتیِ اعظم کو للکارا اور بھرپور طریقہ سے اس کا رد کیا اور اس گستاخی و گستاخ کے لیے حضرت تاج الشریعہ سے بریلی شریف رابطہ کیا اور فتویٰ بھی حاصل کیا اور آپ کے اس خطاب کے بعد آپ کو منمبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریوں سے برطرف کر دیا گیا ان کا نام حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر شیخ ابو الھدی یعقوبی ہے۔ حضرت ان کے کاشانے پر ملاقات کے لیے تشریف لائے شیخ ابو الھدی یعقوبی بار بار حضرت سے یہی فرماتے رہے کہ مجھے آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہونا چاہیے تھا آپ نے آنے کی زحمت کیوں فرمائی میں آپ کے سامنے شرمندہ ہو رہا ہوں کہ امام احمد رضا خان کا

شہزادہ میرے غریب خانے پر آیا لیکن حضرت چونکہ ساداتِ اکرام کا بہت زیادہ احترام فرماتے ہیں اسی وجہ سے حضرت خود چل کر ان کے فلیٹ جو کہ تیسری منزل پر واقع ہے سیڑھی چڑھ کر وہاں تک پہنچے شیخ ابو الھدی یعقوبی دمشق کے ممتاز عالمِ دین کئی کتابوں کے مصنف و محقق اور خطیبِ باکمال اور حق گوئی کی عظیم مثال ہیں عربی، انگریزی اور فرنچ میں بلا تکلف خطاب فرماتے ہیں دنیائے عرب سے لے کر یورپ ممالک کی مساجد و جامعات میں آپ کے خطابات سے اب تک بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ جس میں فقیر خود بھی حصولِ برکت کے لیے حاضر ہوا اور وہ کارنامہ یہ کہ ایک آدھے دن میں حدیث شریف کی مشہور کتاب "ابو داؤد" آپ نے مکمل فرمائی اور ہزاروں کی تعداد میں علماء و عوام نے تمام حدیثیں بغور سماعت فرمائیں اور یہ مجلس دمشق کی جامع مسجد و مزارِ شیخ اکبر جہاں سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے جو کہ صوفیوں کے سلطان اور علمِ تصوّف کی تحقیق کا سمندر اور آپ کی شہرۂ آفاق کتبِ تصوّف عالم کے لیے رشد و ہدایت اور مشعلِ راہ ہیں جیسے "فتوحاتِ مکیہ" وغیرہ اور اہلِ شام واکابر علمائے شام فرماتے ہیں کہ حضرت کا مزار دعا کی قبولیت کے لیے مجرب ہے اور میں خود اس بات کا سینکڑوں مرتبہ مشاہدہ کر چکا ہوں میری یونیورسٹی (مجمع شیخ احمد کفتارو) آپ کے مزار سے بہت قریب ہے اور امتحانوں کے دنوں میں شامی و دیگر ممالک کے طلباء کی کثیر تعداد آپ کے مزار پر نظر آتی ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ جو کتاب آپ کے مزار شریف پر صرف ورق گردانی کر لی جائے تو امتحان دیتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ کتاب آپ کی نظروں کے سامنے ہے اور میں بھی انہیں طلباء میں سے ایک ہوں اور مجھے اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر شیخ ابو الھدی یعقوبی نے درسِ حدیث کی محفل کے اختتام پر طلبہ کو اجازتِ حدیث عطا فرمائی اس شرط کے ساتھ کہ جو سنی صوفی عقیدے والا ہے وہ اس اجازت کی برکتوں کو حاصل کرے گا اور جو اس کے خلاف ہے وہ اس کی برکتوں سے محروم رہے گا اور آپ اپنے درس کے آغاز میں فرمادیتے ہیں کہ جو غیر سنی ہے وہ ہر گز ہمارے درس میں نہ بیٹھے کیونکہ اُسے کوئی روحانی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اب تک حدیثوں کی کئی کتابوں کو آپ اپنے ایک آدھے روزہ درس میں مکمل فرما چکے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ آپ کے درس میں بہت سے غیر سنی صحیح العقیدہ اہلِ سنّت ہو گئے۔ قبلہ تاج الشریعہ کی گفتگو آپ سے مکمل انگریزی زبان میں ہوئی اور چند منٹ فصیح و بلیغ عربی زبان میں رہی شیخ آپ کی علمی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ امام احمد رضا کی علمی صلاحیتوں کو میں بخوب جانتا ہوں اور آج خانوادئے امام احمد رضا کو بھی جان لیا حضرت کے ساتھ شیخ نیچے گاڑی تک الوداع کہنے کے لیے حاضر ہوئے اور بار بار دعاؤں کی درخواست کرتے رہے۔

ایک یادگار ملاقات عرب کے سب سے بڑے فقیہ و محدث، منطقی و فلسفی جو کہ خود پوری دنیا کے لیے آج یادگار بن گئے وہ ہیں علامہ استاذ التفسیر والحدیث والفقہ والعقیدہ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ان سے بھی ملاقات کے لیے ان کے آرام خانے پر پہنچے جو کہ دمشق کا علاقہ صالحیہ جسے رکن الدین کہا جاتا ہے وہاں واقع ہے یہاں پر بھی حضرت دوسری منزل پر لفٹ کے ذریعے پہنچے بوطی صاحب آپ کے استقبال کے لیے پہلے ہی نیچے تشریف لا چکے تھے اور ملاقات کے وقت فقیر سے فرمایا کہ شیخ عامر آپ نے مجھے حضرت کی تشریف آوری کے بارے میں کیوں نہیں بتایا ورنہ میں خود حضرت سے شرفِ ملاقات کے لیے حاضر ہوتا اور وہ ہی میرے لیے سعادت ہوتی۔ قبلہ بوطی صاحب حضرت کے ہاتھ تھامے گھر میں داخل ہوئے اور پوری ملاقات کے دوران حضرت تاج الشریعہ کے نورانی چہرے کو تکتے رہے اتنی عظیم شخصیت شام کی حضرت کے سامنے اتنے ادب سے نرم آواز میں گفتگو کر رہے تھے کہ ہم نے اپنے ان بزرگوں سے آج صحیح درسِ ادب سیکھا کئی علمی و فقہی معاملات پر روشنی ڈالی گئی۔ حضرت تاج الشریعہ نے بعض کتب اعلیٰ حضرت کہ جس کی تعریب تحقیق تخریج آپ نے فرمائی حضرت بوطی صاحب کی خدمت میں پیش کیں۔ قبلہ تاج الشریعہ نے اپنی تحریر کردہ عربی حمد نظم میں پڑھ کر سنائی جس سے سامعین بہت لطف اندوز ہوئے فقیر نے بھی ایک واقعہ جو کہ قبلہ بوطی صاحب کے جلالِ علمی اور بد عقیدہ کی سرکوبی پر تھا وہ سنایا جس پر بوطی صاحب بہت مسکرائے اور فرمایا بد عقیدۂ اور گستاخ کے ساتھ ایسے ہی پیش آنا چاہیے اور غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ پر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا دفاع کیا ہے اور کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ملاقات اپنے اختتام کو پہنچی اور حضرت بوطی صاحب الوداع کرنے کے لیے حضرت کی گاڑی تک تشریف لائے۔ دعاؤں اور معانقہ کے ساتھ

رخصت فرمایا یہ وہی ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی ہیں کہ جو ۲۱ مارچ ۲۰۱۳ء کو جامع مسجد الایمان میں نمازِ مغرب پڑھانے کے بعد جب درسِ تفسیر و تصوّف دینے کے لیے اپنی مسند پر جلوہ گر ہوئے تو ایک ازلی بدبخت نے خودکش بم حملے سے آپ کو اور آپ کے ساتھ ۴۲ ر افراد جن میں اکثر تعداد علماء اکرام کی تھی سب نے جامِ شہادت نوش فرمایا کیا اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے علوم و فنون سے رہتی دنیا کو مستفید رکھے۔ حضرت بوطی صاحب کے حوالے سے ایک مقالہ فقیر نے اپریل ۲۰۱۳ء کے "معارفِ رضا" میں "شہیدِ محراب و منمبر کے نام سے" پیش کیا ہے جو کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

قبلہ تاج الشریعہ کے پہلے سفر میں ایک عظیم شخصیت کا نام آیا تھا اور وہ ہیں شیخ محمد ہشام البرھانی جو کہ جامعہ ازہر میں حضرت کہ ہم مکتب رہے۔ انہوں نے پہلے سفر میں حضرت کو اپنی مسجد میں آنے کی دعوت دی تھی اور وقت کی قلت کے پیشِ نظر حضرت نا جاسکے جس کا انہوں نے شکوہ بھی کیا تھا لیکن اس مرتبہ حضرت نے پہلے ہی فرمادیا کہ مجھے شیخ محمد ہشام برھانی سے ملنے جانا ہے وقت اور جگہ متعین کرلی گئیں بعد نمازِ عشاء جامع مسجد توبہ جو کہ قدیم دمشق کا علاقہ "عمارہ" سوق حمیدیہ سے متصل جسے بعض لوگ بازارِ شام بھی کہتے ہیں وہاں واقع ہے اور اس مسجد کا نام توبہ اس وجہ سے رکھا گیا کہ یہاں کبھی ایک قمار خانہ (جوئے کا اڈہ) ہوا کرتا تھا جہاں جوئے کے ساتھ ساتھ برائی اور فحاشی کے کام ہوتے تھے شیخ ہشام برھانی کے والد عارفِ باللہ سیدنا شیخ محمد سعید البرھانی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے اس جگہ کو اپنے مالِ خاص سے خریدا اور اس برائی کی جگہ کو جڑ سے اکھاڑ کر وہاں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور اس مسجد کا نام "التوبہ" رکھا کہ اب بہت ہو چکا لہٰذا گناہ کے دلدل سے نکل کر توبہ کرلی جائے۔ حضرت جس وقت اس مسجد میں تشریف لائے چونکہ یہ قدیم دمشق ہے اور وہاں کی گلیاں بہت تنگ ہیں گاڑی بہت مشکل سے ہی اندر جاسکتی ہے لہٰذا یہاں حضرت کو تھوڑا پیدل بھی چلنا پڑا ایک جمِ غفیر جو کہ پہلے سے وہاں پر تھا بازار کی وجہ سے اور حضرت کی آمد سے اس میں اور اضافہ ہوگیا سب ہاتھ باندھے بغیر لب ہلائے حضرت کا دیدار کر رہے تھے اور جب حضرت آگے بڑھ جاتے تو پیچھے آنے والوں سے وہ لوگ پوچھتے کہ یہ ہستی کون ہیں۔ حضرت جس وقت مسجد میں تشریف لائے مسجد کا ہال پہلے سے بھرا ہوا تھا شیخ ہشام برھانی نے بڑے پرتپاق انداز میں آپ کا خیر مقدم فرمایا اور اپنی مسند پر آپ کو بٹھایا حسبِ معمول یہاں پر بھی کیمرے جو کہ شام کی مساجد میں باقاعدہ نصب ہوتے ہیں وہ چل رہے تھے حضرت نے فقیر کو حکم دیا کہ اعلان کر دیا جائے کہ حضرت مووی تصویر ہرگز نہیں بناتے لہٰذا فوراً کیمرے بند کر دیے جائیں اور کوئی بھی اپنے کیمرے یا موبائل کیمرے سے تصویر بنانے کی کوشش نہ کرے اور اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اس کام کا خود ذمے دار ہوگا خیر میں نے حضرت کے حکم پر اعلان کر دیا لیکن اس کے باوجود ہر شخص یہ چاہ رہا تھا کہ کسی طرح اس نورانی چہرے کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کیا جائے اور بارہا منع کرنے کے لوگ بعض نہیں آرہے تھے۔ اس پوری نشست میں کہ جہاں عربی میں سرکارے دوعالم ﷺ کی خوب مدحت سرائی کی گئی محفل کے اختتام پر حضرت نے دعا فرمائی اور جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو پہلے سے موجود لوگ جو آپ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے وہ اور مسجد کے شرکاء کی ایک بہت بڑی تعداد تھی اور ایک جلوس کا سماں بن گیا تھا۔ حضرت نے اپنے پہلے سفر میں مزاراتِ مقدسہ کی زیارات کی تھیں جو کہ دمشق میں واقع تاریخی قبرستان بابِ صغیر میں ہیں مثلاً:

(۱)۔ محدث و مورخِ اعظم شام سیدنا ابنِ عساکر رضی اللہ عنہ اور اس علاقہ کا نام بھی ابن عساکر ہے اہلِ شام کی عادت ہے کہ وہ اپنے علاقوں کو اپنے بزرگوں کے نام سے منسوب رکھتے ہیں۔ ابن عساکر کی تاریخ دمشق کئی جلدوں پر مشتمل پورے عالم میں شہرۂ آفاق کو پہنچی ہوئی ہے۔

(۲)۔ کاتبِ وحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

(۳)۔ موذنِ رسول ﷺ سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ذکر سورہ "عبس وتولی" میں بیان کیا گیا ہے۔

(۴)۔ سیدنا عبد اللہ بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما یہ امام زین العابدین کے شہزادے ہیں۔

(۵)۔ شہدائے کربلا کے سرِ انور کی زیارت

(۶)۔ سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا جو کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی چھوٹی شہزادی اور میدان کربلا میں آپ کے ساتھ تھیں۔

(۷)۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہزادی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔

(۸)۔ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ وہ عظیم صحابی کہ جو چلتے دنیا میں ہیں لیکن ان کے قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے اور فجر کی ازان نہ کہیں تو صبح بھی نہیں ہوتی تھی۔

(۹)۔ عارفِ باللہ ابدالِ شام سیدنا شیخ احمد الحبال الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال چند سال پہلے ہوا آپ کی زبان سے کسی کینسر کے مریض کے لیے کہ جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا ہو کہ وہ اپنے دن گن رہا ہو اور حضرت اس کے لیے فرمائیں کہ تمہارا کینسر چلا گیا سو وہ چلا گیا آپ کے دو لفظ ہی بڑی سے بڑی مصیبتوں کے لیے کافی ہوتے ہیں جسکا میں نے کئی مرتبہ مشاہدہ کیا ہے۔

(۱۰)۔ محدثِ اکبر شام سیدنا شیخ بدرالدین الحسنی رحمۃ اللہ علیہ شام کے عظیم محدث ہیں۔

(۱۱)۔ ہمشیرہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بی بی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا۔

(۱۲)۔ سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی المعروف شیخ اکبر رضی اللہ عنہ۔

اور یہ وہ زیارتیں ہیں جو کہ شارع عام پر واقع ہیں داخلی علاقوں میں گاڑی نہیں جاسکتی تھی اور حضرت کی علالت کی وجہ سے چلنے میں دشواری ہوتی تھی لہٰذا مزار شریف سے کچھ فاصلے پر ہی فاتحہ خوانی اور دعا کرلی جاتی تھی۔

دمشق سے باہر کی زیارات کا بھی پروگرام بنایا گیا پر وہ پائے تکمیل کو نہ پہنچا لیکن اس دفعہ حضرت نے فرمایا کہ ہم لازمی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی حاضری کے لیے جائیں گے۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ حضرت کا مزار دمشق سے کتنی دور اور کیا طریقہ ہو گا وہاں حاضری کا، میں نے بتایا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مزار دمشق سے ڈھائی سے تین گھنٹے کی مسافت پر ہے اگر گاڑی سے جائیں، تو یہی پروگرام طے پایا اور ہم سب حضرت کے ہمراہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے روضہ شریف پر پہنچے جو کہ شام کے شہر (حمص) میں واقع ہے میں نے اس مسجد و مزار کے خطیب و متولی جناب سیدنا شیخ محمد سعید الکحیل حفظہ اللہ کے بیٹے شیخ فاتح الکحیل کو فون پر حضرت کی تشریف آوری کی خبر دے دی تھی اس وجہ سے جب حضرت مزار شریف پر پہنچے تو وہاں دمشق کی طرح حمص میں بھی حضرت کا والہانہ استقبال کیا گیا اور عوام کے ساتھ نوجوان علماء کی ایک بڑی تعداد تھی حضرت نے فرمایا کہ ہم پہلے نمازِ ظہر ادا کریں گے اور پھر مزار شریف کی زیارت کریں گے لیکن میزبانوں نے کہا کہ ابھی نمازِ ظہر کا وقت ہونے میں کچھ وقت باقی ہے اور آپ اتنی دور سے گاڑی میں تشریف لائے ہیں لہٰذا شیخ محمد سعید الکحیل گھر پر آپ کا انتظار فرمارہے ہیں جو کہ اس جامع مسجد و مزار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے تھوڑے فاصلے پر تھا حضرت نے شیخ صاحب کے فرمان کے مطابق پہلے ان کے گھر تشریف لائے تو شیخ الکحیل نے بہت گرم جوشی کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور شیخ الکحیل اس وقت حمص کے سب سے بڑے علم و عمل اور عمر میں سمجھے جاتے ہیں قبلہ تاج الشریعہ سے گفتگو ہوتی رہی اور آپ نے بھی مجھ سے یہی فرمایا کہ اچانک اس طرح حضرت کو کیوں لائے اگر ہمیں پہلے سے خبر ہوتی تو ہم خود حضرت کے پاس آتے اور انہیں اپنے ساتھ دمشق سے حمص لے کر آتے علم و فضل کی یہ نشست تناولِ ماحضر کے ساتھ اختتام کو پہنچی اور پھر تمام حضرات حضرت کی قیادت میں قائد الاسلام والمسلمین سیف اللہ المسلول سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے آئے آپ کی مسجد سے متصل ایک بہت بڑا پارک ہے اور اس پارک کے وسط میں آپ کا مزار ہے آنے والے زائرین اس پارک کو عبور کر کے حاضری دیتے ہیں وہاں ایک مرکزی دروازہ ہے جو صرف اہم شخصیات کے لیے کھولا جاتا ہے تاکہ وہ اس پارک کی مسافت گاڑی کے ذریعے طے کرلیں خیر جب دمشق ائیرپورٹ پر VIP لونج کا دروازہ جو کہ خاص ہے صدر اور وزراء کے لیے وہ کھل سکتا ہے تو یہ دروازہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے جو کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے ایسے عاشق تھے کہ اپنی جنگی ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ کچھ موئے مبارک (بال مبارک) سجائے ہوئے تھے اور آپ فرماتے ہر جنگ میں خالد کو کامیابی انہیں موئے مبارک (بال مبارک) کے طفیل ہوتی ہے جہاں آپ کا مزار واقع ہے اس جگہ کو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے جہاد کے بعد آزاد کرایا تھا وہ دیکھ رہے تھے کہ آج میرے مزار پر وہ شخصیت آئی ہیں کہ جن کہ جدِ اعلیٰ نے پوری دنیا میں لوگوں کے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کی۔ تو وہ دروازہ بھی حضرت کے لیے کھول دیا گیا اور اس طرح حضرت گاڑی میں مزار شریف کے دروزے پر ہی اترے اور حاضری دی تمام احباب نے حضرت کی اقتدا میں پہلے نمازِ ظہر ادا کی بعد میں مزار شریف پر حاضری دی وہاں موجود نوجوان علماء نے مجھ سے کہا

کے آپ کا احسان ہو گا کہ ہمیں علمِ حدیث کی اجازت اگر آپ حضرت سے دلوادیں میں نے انہیں اطمنان دلایا انشاء اللہ مل جائے گی جو کہ بعد میں ان کے ناموں کے ساتھ اجازتِ حدیث ارسال کر دی گئیں۔

حمص سے واپسی پر جس فام ہاؤس میں حضرت نے سکونت اختیار فرمائی تھی اس فام ہاؤس کے مالک نے حضرت کے ساتھ ہم سب کو بھی عشائیے پر مدعو کیا تھا جہاں انواع واقسام کے طعام ہمارے منتظر تھے حالانکہ یہ فام ہاؤس ایک اچھی خاصی رقم کے عوض یومیہ پر حاصل کیا گیا تھا اور گرمیوں کے موسم میں ان کا کرایہ بہت زیادہ بڑھادیا جاتا ہے فام ہاؤس کے مالک نے کرائے میں کمی اس وجہ سے نہ کی کہ کہیں حضرت برانہ مان جائیں لیکن وہ صاحب تقریباً روزانہ ہی حضرت کی دست بوسی و خیریت معلوم کرنے کے لیے آتے اور مجھ سے وقت مانگتے کہ میرے لیے سعادت ہوگی اگر ایک وقت کے کھانے کی دعوت حضور قبول فرمالیں پہلے سفر میں بھی بہت اصرار کے بعد آخری رات انہیں وقت دیا گیا اور اسی طرح دوسری مرتبہ میں بھی بہت اصرار کے بعد دعوت کا وقت دیا گیا اور یہ دعوت حضرت کے فام ہاؤس ہی میں ہوئی حضرت نے کیا کھانا تھا حضرت کے طفیل مریدوں اور محبین نے خوب دعوت سے مزے اُٹھائے باتیں ابھی بھی بہت ہیں اور ہر روز کوئی نہ کوئی نئی بات یاد آجاتی ہے جسے میں محفوظ کرلیتا ہوں اور آئندہ کسی شمارے میں ان باتوں کو شائع کروں گا اب تک کے لیے اتنا ہی یاد پڑتا ہے اور یہ سفر نامہ بھی میں نے تقریباً ایک ہفتے میں سوچ سوچ کر لکھا ہے اور یہ میری غلطی ہے کہ میں فوری طور پر سفر کے بعد اسے قلم بند نہ کرسکا جس کی وجہ سے بہت سی باتیں میری یاداشت سے محو ہو گئیں اور میرے مرشد حضور تاج الشریعہ فوٹو اور مووی کے سخت مخالف ہیں ورنہ ان دونوں سفر کو اگر کیمرے میں محفوظ کیا جاتا اور آپ دیکھتے تو یہی کہتے کہ مولانا عامر اخلاق صاحب آپ نے تو اس سفر نامے کو آدھا پیش کیا اور نہ حقیقت تو اس سے کئی گناہ بڑھ کر ہے اور تاخیر کی وجہ یہ بھی رہی کہ مجھ جیسے کمزور انسان پر ملکِ شام میں طلبہ کی خدمت ہر اعتبار سے جو کہ پاکستان یا ہندوستان سے آئے ان کے تمام معاملات ویزے اقامے کالج یونیورسٹی میں داخلے ایمبیسی ایمیگریشن یہاں تک کے ان کے ملک میں

خواہ پاکستان ہو یا ہندوستان تمام کاغذات کو تیار کرانے کی ذمہ داری فقیر ہی کی ہوتی تھی اس کے علاوہ خود اپنی پڑھائی و دیگر معاملات بھی تھے اور ہماری ان چھوٹی چھوٹی کاوشوں کا نتیجہ یہ نکلا کے آج ایک بڑی تعداد طلبہ وطالبات کی پاک وہند میں نظر آتی ہے جو کہ فارغ التحصیل ہیں بی اے۔ ایم اے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی ﷫ کے فتاویٰ رضویہ پر پی ایچ ڈی کی گئی اور ان طلبہ نے ملکِ شام میں علمی حلقوں میں ایک نام پیدا کیا اور کتبِ اعلیٰ حضرت و علماء اہلِ سنّت کی ترویج واشاعت میں ایک بہت بڑا کام کیا یہی وجہ ہے کہ آج ملکِ شام وبلادِ عرب یہاں تک کے ایشیاء ویورپ روس تک یہ کتابیں پہنچی اور ملکِ شام میں کتبِ اعلیٰ حضرت کا درس آج مساجد میں دیا جاتا ہے انہی دنوں میں علمائے شام کے رابطے پاک وہند کے علماء سے کرائے گئے جس کی چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے زیرِ اہتمام سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کراچی میں مفتی دمشق ڈاکٹر شیخ عبد الفتاح البزم اور ہدایہ شریف کے شارح ومحشی ڈاکٹر شیخ محمد عدنان درویش تشریف لائے اور یہی مفتی دمشق بمعہ اپنے تین تلامذہ کے (۱) شیخ محمد خیر الطرشان۔ (۲) شیخ علاء الدین الحایک۔ (۳) شیخ وائل البزم۔ سالانہ امام احمد رضا کانفرنس بریلی شریف بھی تشریف لائے اور جو کلمات ان حضرات نے امام احمد رضا ﷫ کے لیے پیش کیے وہ پڑھنے کے لائق ہیں اور اعلیٰ حضرت کی گراں قدر شخصیت کو پیش کیا اور پاک وہند میں عرب علماء سے رابطے اور کتب کی نشر واشاعت اور طلبہ وطالبات کہ حصولِ علم کا بہت بڑا ذریعہ بنا آج بھی وہاں کے علماء ان طلبہ کو یاد کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان طلبہ کا ذکر اگر نہ کروں تو یہ امانت میں خیانت ہوگی کہ جنہوں نے ہر علمی محاذ پر میرا ساتھ دیا سرِ فہرست جناب احمد رضا قادری عطاری (استاذ الحدیث جامعۃ المدینہ مرکز فیضانِ مدینہ)، جناب ڈاکٹر محمد مہربان باروی (محققِ اعلیٰ سیلانی ریسرچ سینٹر)، جناب محمد عرفان قادری عطاری (پروفیسر عربی لینگوئیج)، جناب مفتی محمد عمران قادری عطاری (استاذ الفقہ شیخ زاید اسلامک سینٹر)، جناب علامہ مفتی محمد ثاقب اختر القادری (شیخ الحدیث و مفتی)، جناب محمد فرقان خان قادری عطاری (نائب نگران دعوتِ اسلامی سوڈان)، جناب محمد اجلال طیب اختر القادری، جناب فرقان احمد قادری عطاری (ناظم شعبہ

تحقیقات، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا)، جناب وقار مصطفےٰ اختر القادری بن حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالعزیز حنفی قادری رضوی دامت برکاتہٗ العالیہ، جناب سید خالد شاہ برکاتی (معاون محقق سیلانی ریسرچ سینٹر)، مولانا محمد کوثر اختر القادری (انڈیا)، مولانا محمد عمار اختر القادری (جامعہ اشرفیہ مبارک پور، انڈیا)، مولانا ریاض المصطفےٰ قادری بن حضرت علامہ مولانا مفتی عطا المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہٗ العالیہ (معاون محقق سیلانی ریسرچ سینٹر)، مولانا احمد قریشی معروف بلال قادری بن محمد سلیم قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ، محمد بلال رضا قادری بن عباس قادری شہید، مولانا عبداللہ اکرم بن اکرم قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد جواد رضا برکاتی بن علامہ مولانا مفتی احمد میاں برکاتی دامت برکاتہٗ العالیہ، مولانا سید رحمت اللہ الہاشمی (صاحبِ تالیف رد علی البریلویہ)، مولانا محمد ابراہیم خان (محقق اجل الاعلام لان الفتویٰ علی قول الامام) و دیگر حضرات بھی تھے اور خواتین میں عالمہ نصرت فاطمہ صاحبہ اور عالمہ سیدہ آمنہ صاحبہ جو کہ زوجہ ہیں علامہ مفتی عابد مبارک صاحب کیں کہ جنہیں حضور تاج الشریعہ نے اجازتِ حدیث بھی عطا فرمائی اس کے علاوہ فقیر کی زوجہ جو کہ ملکِ شام کی پہلی عربی خاتون ہیں کہ جنہوں نے حضرت تاج الشریعہ سے شرف بیعت حاصل کی اور حضور تاج الشریعہ نے ان کی کتابِ تصوّف "مراحل الوصول إلى حضرة الإهيه" پر تقریظ تحریر فرمائی اور حضرت کے دونوں سفر میں خواتین اور طالبات کو جمع کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ میں اپنے دو محسنوں کا یہاں خاص طور پر ذکر کررہا ہوں کہ جن کہ طفیل ہم سب ملکِ شام پہنچے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور حصولِ علم کے ساتھ ساتھ دینِ متین کی خدمت کا موقع ملا وہ ہیں (۱) حضرت مولانا شیخ ابوالقاسم ضیائی (مؤسس سیلانی ریسرچ سینٹر) (۲) الحاج محمد رفیق پردیسی برکاتی (چیئرمین برکاتی فاؤنڈیشن ٹرسٹ، پاکستان و ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، انٹرنیشنل) کے ان دونوں حضرات نے طلبہ کے اس عظیم مشن کا آغاز کیا جو کہ آج پورے بلادِ عرب میں مختلف حوالوں سے پھیلا ہوا ہے مجھے یہ سب کام کرنے کا بہت بڑا صلہ ملا اور وہ یہ کہ میرے مرشد حضور سیدی تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان حفظہ اللہ نے اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا اور آج تک میرے سر پر میرے مرشد کا دستِ شفقت ہے جس کے سبب ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے مرشد کی دعائیں میرے لیے دنیا و آخرت میں ذخیرہ آخرت و نجات ہیں اب کوئی بات یا کوئی ذکر مجھ سے رہ گیا ہو تو مجھے وہ یاد دلا دیں تاکہ اگلے کسی شمارے میں اس کا ذکر کر دیا جائے۔ ملکِ شام اس وقت بظاہر تباہی کے موڑ پر نظر آرہا ہے اور جب ملکِ شام میں فساد ہو گیا تو میرے سرکار ﷺ کے فرمان کے مطابق "اذا فسدت الشام فلا خير فيكم" (جب شام میں فساد ہو گیا تو پھر تمہارے لیے خیر کہیں نہیں) اور خارجی و طاغوتی قوتیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں چاہے پاکستان ہو شام ہو عراق، لیبیا، برما یا اور کوئی مسلم دنیا ہو بڑے ہی سازشی انداز میں مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا طریقہ رائج کر دیا گیا ہے اور مسلمان ان یہود و نصاریٰ کی اس خطرناک سازش کو نہیں سمجھ پا رہے اور آپس میں ایک دوسرے کہ جان و مال پر حملے کر رہے ہیں آج پوری عرب دنیا میں کہ جہاں دو سال پہلے تک مسلمان بہت خوش و خرم اور بہترین زندگی گزار رہے تھے آج وہاں پانی سے سستا خون ہو گیا ہے نا جان نا مال نا عزت محفوظ ہے اور وہ مسلمان جو اس سازش کو سمجھتے ہیں اور نادان لوگوں کو سمجھاتے ہے ان کو کسی سیاسی ہتھکنڈے میں پھنسا کر راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے اور یہی سازش تونس سے شروع ہوئی اور بڑھتے بڑھتے اس نے یمن، لیبیا، مصر، بحرین، اردن اور آخر میں ملک شام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہزاروں کی تعداد میں جوان بوڑھے بچے عورتیں اب تک شہید ہو چکے ہیں بلند پایہ عمارتیں مٹی کا ڈھیر بن چکی ہیں اور صحابہ اکرام و اہلِ بیت عظام کے مزارات بے دردی سے تباہ کر دیے گئے اور نا جانے یہ سلسلہ کب تھمے گا اور مسلمانوں کو کب ہوش آئے گا کہ وہ اس ناپاک سازش کو سمجھیں اور اپنے ہاتھوں سے اپنے پیاروں قتل کرنے کے بجائے گلے لگائیں تاکہ مسلمانوں کی قوت و عظمت اور وہ ہیبت جو صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی کے دور میں تھی وہ دوبارہ لوٹ آئے صلاح الدین ایوبی و نور الدین زنگی دونوں کے مزارات دمشق میں ہیں اور آج ملکِ شام اور دنیا کا سب سے قدیم شہر شام کا دار الخلافہ ارضِ محشر دمشق ایسے شجعان و ابطالِ اسلام کا انتظار کر رہا ہے۔

***

مکتوباتِ سید محمد ریاست علی قادری بنام محمد مرید احمد چشتی

پیشکش: علامہ مرید احمد چشتی
ترتیب: رضوانہ سحر

مولانا سید ریاست علی قادری ولد سید واجد علی قادری رضوی بریلوی ۲۷ جون ۱۹۳۲ء کو محلہ شاہ آباد بریلی شریف کے ایک علمی سعادت گھرانے میں پیدا ہوئے سید صاحب کی پیدائش کے بعد، آپ کی والدہ جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں، آپ کو اعلیٰ حضرت کے مزار کے احاطہ میں لے گئیں اور اپنے مرشد کے وسیلے سے دعا کی کہ "یا اللہ میرا یہ بیٹا بڑا ہو کر تیرے دین کی تبلیغ اور اشاعت میں نام پیدا کرے۔" اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا "تعلیمات رضا" کے فروغ کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمالیا۔

سید ریاست علی قادری نے ابتدائی تعلیم محلے کے ایک قریبی مکتب میں حاصل کر کے اسلامیہ ہائی اسکول بریلی سے میٹرک امتیازی نمبروں سے پاس کیا آپ کی خوش نصیبی کہ اسی زمانے میں اسلامیہ ہائی اسکول میں فارسی زبان کے عظیم استاد حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۹۶ء) بھی مدرس تھے جن سے آپ نے نہ صرف فارسی زبان پڑھی بلکہ ان کی محبت میں رہ کر علم و ادب کے جوہر سیکھے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ ۱۹۴۸ء میں پاکستان ہجرت کر کے شہر کراچی تشریف لے آئے۔ یہاں آکر پہلے آپ نے انٹر کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کیا، پھر کراچی پولی ٹیکنیک سے الیکٹریکل انجینئرنگ میں ڈپلومہ حاصل کیا اور ۱۹۵۹ء میں سید صاحب نے ٹیلیفون انڈسٹری ہری پور ہزارہ میں ملازمت اختیار کرلی۔ اور مزید تربیت کورس کے لیے کمپنی کی جانب سے جرمنی چلے گئے۔ ۱۹۷۴ء میں محکمہ کی جانب سے سید صاحب کا تبادلہ کراچی کر دیا گیا۔

سید ریاست علی قادری بریلوی ۱۹۶۱ء میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے اس سے قبل آپ ۱۹۵۶ء میں بریلی شریف تشریف لے گئے تھے وہاں آپ نے حضرت مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی (م ۱۹۸۱ء) سے شرف بیعت حاصل فرمائی اس کے بعد ۱۹۷۸ء میں سید صاحب پوری فیملی کے ساتھ بریلی تشریف لے گئے اور سب کو بیعت کرائی اور ایک ماہ اپنے پیر و مرشد کی نظر میں رہنے کا یہ اثر ہوا کہ آپ کی دنیا ہی بدل گئی چہرے پر داڑھی شریف سج گئی۔ اور لباسِ مغربی کو رخصت کر دیا اور بریلی سے نہ صرف علمی خزانے لے کر لوٹے بلکہ روحانی خزانہ بھی پیر و مرشد سے خلافت و اجازت کی صورت میں لے کر واپس ہوئے۔ اسی سفر کی واپسی کے بعد آپ کے اندر اپنی والدہ ماجدہ کی دعا کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔

۱۹۷۹ء میں بریلی شریف سے واپسی پر اپنے ساتھ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے تقریباً ۴۰ عدد مخطوطات (جن میں اکثر فقہ و حدیث کی کتب پر حواشی تھے) لے کر آئے اور پھر جلد از جلد ان کی اشاعت و طباعت کے انتظام میں لگ گئے اس سلسلے میں سید ریاست علی قادری صاحب نے اپنے ہم عصر اہل قلم کاروں سے رابطے شروع کر دیئے اور بہت ہی قلیل عرصۂ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر امام احمد رضا کی کتب کی اشاعت کے لیے ایک ادارہ ۱۹۸۰ء میں قائم کر دیا۔ ابتداء میں اس ادارہ کا دفتر خود سید ریاست علی قادری صاحب کا گھر 11-C-1/37-B سرسید ٹاؤن، نارتھ کراچی میں قائم کیا گیا۔ پھر کمیٹی ممبران کے مشورہ سے ہی ادارہ کا نام "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا" رکھ دیا گیا۔ اس تمام عرصۂ میں سید ریاست علی قادری کی جہد و جہد ادارے کے حوالے سے عروج پر پہنچ چکی تھی۔

سید ریاست علی صاحب نے امام احمد رضا کی تصنیفات و تالیفات کی اشاعت کا سلسلہ کس طرح شروع کیا اور کون سی تالیف سید صاحب نے سب سے پہلے شائع کیں اس کی تفصیل آپ کے ممتاز ہم عصر اور عظیم اسکالر اور شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے قلم سے پڑھیے۔

"۱۹۷۹ء سے قبل سید (ریاست علی قادری صاحب) کے نام سے کوئی تعارف نہ تھا البتہ وہ غائبانہ فقیر سے واقف تھے۔ سن مذکورہ میں وہ بریلی شریف حاضر ہوئے اور وہاں سے امام احمد رضا کے ۴۰

قلمی شروح و حواشی اپنے ساتھ لائے۔ یہ ایک نادر و نایاب علمی ذخیرہ تھا جو وہ سب سے پہلے فقیر کو دکھانا چاہتے تھے۔ انہوں نے ۱۹۷۹ء کے اواخر میں فقیر کو کراچی سے سکرنڈ (نواب شاہ سندھ) خط لکھا اور آنے کی اجازت چاہی، فقیر خود ان علمی خزانوں کا متلاشی تھا، کراچی آیا اور سید ریاست صاحب یہ علمی ذخیرہ لے کر خود میرے غریب خانے پر تشریف لائے، یہ تھی پہلی ملاقات، مل کر خوشی پر خوشی ہوئی۔ سید صاحب سے ملاقات کی خوشی اور علمی نوادرات کی زیارت کی خوشی ان علمی نوادرات میں منقولات سے متعلق عربی، اردو، فارسی زبانوں میں امام احمد رضا کے ۴۰ شروح و حواشی اور تعلیقات تھے۔ سید صاحب نے ان حواشی میں "حاشیہ رسالہ لوگارثم" کو چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا اور مقدمہ لکھنے کی فرمائش بھی کی۔ مقدمہ لکھا گیا اور یہ حاشیہ ۱۹۸۰ء میں چھپ کر اہلِ علم میں تقسیم ہوا"۔

امام احمد رضا محدث بریلوی کا یہ رسالہ پہلی مرتبہ کراچی پاکستان سے شائع ہوا اور سید ریاست علی قادری صاحب کی مسلسل جدوجہد اور کاوش کا نتیجہ تھا۔

سید صاحب نے ادارے کے قیام کے بعد ایک مجلّہ بنام "معارفِ رضا" صفر المظفر ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء میں شائع کیا۔ اور اس رسالے کے مرتبین میں سید ریاست علی قادری اور مولانا اطہر نعیمی شامل تھے۔ سید صاحب نے ۱۹۸۲ء میں معارف کا دوسرا مجلّہ خود مرتب کیا تھا اس میں ملک اور بیرون ملک کے ممتاز اسکالرز حضرات کے مقالات شائع ہوئے۔

سید ریاست علی قادری صاحب کی انتہائی کوششوں سے ۱۹۸۲ء میں ادارے کی جانب سے "امام احمد رضا کانفرنس" کی ابتدا کی گئی اور سب سے پہلی کانفرنس کراچی شہر کے مشہور "تھیوسوفیکل ہال میں ۱۸ دسمبر ۱۹۸۲ء" میں منعقد کی گئیں۔

۱۹۸۸ء میں سید ریاست علی قادری صاحب کا تبادلہ اسلام آباد ہوگیا تو آپ نے اسلام آباد میں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کی داغ بیل ڈالتے ہوئے ۱۹۸۸ء میں پہلی امام احمد رضا کانفرنس منعقد کی اور تاحیات اسلام آباد میں بھی سالانہ کانفرنس کا انعقاد فرماتے رہے۔

آپ ایک بہترین صحافی نامور ادیب مقرر، مضمون نگار، مقالہ نگار، محقق و مبصر تھے۔ آپ جس زمانے میں اسلام آباد رہے وہاں "مسجد الحسین" میں خطیب کے فرائض بھی ادا فرمائے۔

۲۷/ دسمبر ۱۹۹۱ء کو ایک اہم میٹنگ میں شرکت کی غرض سے کراچی گئے ۳ جنوری ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۷/ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ کو بذریعہ ٹرین راولپنڈی/ اسلام آباد پہنچے، دورانِ سفر دل کا دورہ پڑا۔ یہ دورہ جان لیوا ثابت ہوا۔ والدہ ماجدہ کے خواب کی تعبیر مکمل ہوئی اور سید صاحب اشاعت دین میں مصروف عمل رہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اسی دن جسد خاکی کو کراچی لے جایا گیا۔ حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب نے نماز جنازہ ادا کی اور سخی حسن کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

معروف محقق اور قلم کار علامہ مرید احمد چشتی (جہلم) کے نام سید ریاست علی قادری کے مکاتیب ادارہ علامہ چشتی مدظلہ کے شکریے کے ساتھ پیش کر رہا ہے۔ اس سے قبل سید صاحب کے سید نور محمد قادری کے نام مکاتیب ماہنامہ معارفِ رضا کی زینت بن چکے ہیں۔ (مرتب)

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸/ جولائی ۱۹۸۱ء

محترم و مکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت سے ہوں آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ آپ نے "معارفِ رضا" پر تبصرہ کر کے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی، جس کے لیے ہم آپ کے بیحد ممنون و مشکور ہیں، نیز آپ کے مفید اور کارآمد مشوروں کی روشنی میں انشاء اللہ العزیز اگلا پرچہ بہتر سے بہتر نکالنے کی کوشش کریںگے۔ آپ جیسے مخلص اور ہمدرد حضرات کی دُعاؤں ہی کا فیض تھا، کہ ہم معارفِ رضا نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد سے بھی اکثر آپ کے متعلق گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اپنی کچھ یادداشتیں یا نگارشات "معارفِ رضا" کے لیے عنایت فرمادیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے بڑی کوشش اور محنت سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر مختلف علماء، فضلاء و

دیگر دانشوروں کے خیالات کو یکجا کیا ہے، جو یقیناً ایک مستحسن اور قابل ستائش اقدام ہے کیا امید کی جائے کہ آپ "معارفِ رضا" کے لیے کچھ علمی تعاون فرما کر ہمارے ساتھ ملکر اس نیک کام میں ہماری رہنمائی فرمائینگے۔

فقط والسلام

سید ریاست علی قادری

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴/ستمبر ۱۹۸۱ء

محترم و مکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ دو ایک روز میں چند رسائل کے فوٹو اسٹیٹ روانہ کر رہا ہوں برائے مہربانی کسی ریاضی کے پروفیسر کو دیکھا کر اس سے معارفِ رضا کے لیے مضمون لکھوالیں۔ پروفیسر ابرار حسین صاحب "اسلام آباد علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی" کو بھی اپنی رسائل کی فوٹو اسٹیٹ روانہ کر رہا ہوں۔ ان کا مضمون بھی معارفِ رضا میں آیا تھا آپ بھی مخلص اور اچھے انسان ہیں ان سے کافی امیدیں وابستہ ہیں۔ ۵۸/ غیر مطبوعہ حواشی پر حضرت شمس بریلوی صاحب مضمون لکھ رہے ہیں جس کی فہرست معارفِ رضا میں آجائے گی اس کے علاوہ دوسری کتب ورسائل کی List عنقریب بھیجنے کی کوشش کرونگا۔ معارفِ رضا نکالنے کے سلسلے میں کافی مصروف ہوں ارادہ ہے کہ "معارفِ رضا" عُرس کے موقع پر نکالا جائے انشاء اللہ پروفیسر مسعود احمد صاحب، حضرت شمس بریلوی، مولانا خالد فاخری الہ آبادی، سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ، مولانا طاہر شاہ صاحب، پروفیسر ابرار حسین صاحب کے علاوہ پروفیسر ایوب قادری، مفتی شجاعت علی قادری صاحب، مولانا علامہ شاہ تراب الحق صاحب کے مضامین بھی شامل ہونگے۔

مولانا کوثر نیازی کا پتہ درکار ہے میں نے ان کو ایک خط اخبار جنگ راولپنڈی کے پتہ پر روانہ کیا ہے پتہ نہیں کہ ملا یا نہیں۔ اگر آپ ان کو راضی کر سکیں تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر ایک مضمون لکھوائیں۔ حضرت ابوالاثر حفیظ جالندھری صاحب کو بھی خط لکھا ہے لیکن لفافہ پر پتہ نہیں لکھا صرف نام اور شہر یعنی لاہور لکھا ہے پتہ نہیں ان کو یہ خط ملا کہ نہیں۔ اگر آپ ان کا پتہ بھیج دیں تو ان کو دوبارہ خط لکھا جائے۔ آپ اپنے طور پر ان سے رابطۂ قائم کر کے اگر معارفِ رضا کے لیے کچھ لکھوالیں تو بہتر ہوگا۔ ڈاکٹر حنیف احمد اسعدی صاحب کو رسالہ معارف رضا پوسٹ کر دیا ہے اور ایک خط بھی لکھا ہے جس میں درخواست کی گئی ہے کہ ایک مضمون عنایت فرمادیں۔ بادشاہ بیگم قطب النساء صاحبہ کراچی میں قیام پذیر ہوں، تو ان کا پتہ تحریر فرمائیں اسلام آباد کا پتہ تو آپ نے اپنے گذشتہ خط میں لکھ دیا تھا۔ دعائیں فرمائیں کہ معارفِ رضا بخیر وخوبی منظر عام پر آجائے۔

فقط والسلام آپکی دعاؤں کا محتاج

ریاست علی قادری

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ۷/اکتوبر ۱۹۸۱ء

محترمی و مکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

نوازش نامہ موصول ہوا۔ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہوں۔ انشاء اللہ معارفِ رضا میں ان قلمی وغیر مطبوعہ رسائل کی فہرست ضرور شائع کی جائے گی۔ مولانا کوثر نیازی صاحب کو اسلام آباد ایک خط جنگ کی معرفت بھیجا تھا پتہ نہیں موصول ہوا کہ نہیں، حفیظ جالندھری صاحب کو معارفِ رضا کے مجلہ کے ساتھ ساتھ ایک خط بھی روانہ کر رہا ہوں جس میں ان سے درخواست کی ہے، کہ وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر ایک مضمون لکھ دیں۔ پتہ بھیجنے کا شکریہ، آپ جس لگن اور جانفشانی سے معارف رضا کے لیے کام کر رہے ہیں یقین جانئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے، علم ریحان کی دولت سے مالا مال کرے، اگر ہو سکے تو نومبر کے دوسرے ہفتہ تک (زیادہ سے زیادہ) مضامین مل جائیں تاکہ کتابت وغیرہ ہو کہ معارفِ رضا میں شامل ہو جائیں۔ آپ کا اور عبدالغنی صاحب کا مضمون کتابت کے لیے چلا گیا ہے۔ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کی

کوشش و وساطت سے ریٹائرڈ جسٹس خان عبد الحکیم خان صاحب اور سید غلام مصطفیٰ گیلانی صاحب وغیرہ سے مضامین ملنے کی امید ہے۔ ڈگری کالج پنڈ داد نخان کے پروفیسر صاحب "اعلیٰ حضرت کی فارسی شاعری" پر مضمون لکھ رہے ہیں بڑی خوشی ہے کہ یہ مضمون اپنی نوعیت کا انوکھا ہوگا۔ اللہ کرے کہ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی صاحب اور ڈاکٹر عبد الغنی صاحب مقالے لکھ دیں۔ جلیل قدر وائی صاحب کا مضمون کتابت کو چلا گیا ہے۔ انشاء اللہ جوں کا توں ہی شائع ہوگا۔

سید محمد فاروق القادری صاحب کو میں انشاء اللہ لکھوں گا۔ اور ڈاکٹر محمد انور (شعبہ فلکیات) راضی ہو جائیں تو ان کو کچھ فوٹو اسٹیٹ روانہ کی جاسکتی ہیں۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی (اسلام آباد) سے، لائبریرین صاحب کا خط آیا تھا جس میں آپ کے حوالے سے رسائل کے فوٹو اسٹیٹ کے بارے میں طریقہ کار دریافت کیا تھا میں نے لکھ دیا ہے کہ اگر مجھے ہوئی جہاز کا دو طرف ٹکٹ بھیج دیں تو میں اس خزانے کو ساتھ لے کر وہاں ایک ہفتہ کے لیے خود حاضر ہو سکتا ہوں قیام وطعام کا انتظام میں خود ہی کر دونگا۔ ممکن ہیں کہ ان رسائل کو میں بذریعہ پوسٹ وہاں بھیج دوں، پر وہاں رہتے ہوئے وہ جن رسائل کی فوٹو اسٹیٹ چاہے بنوائیں پھر یہ بات باعث اطمینان ہوگئی۔ لیکن میں ان رسائل کو کسی بھی ذریعہ سے بھیج نہیں سکتا۔ یہ بہت بڑی امانت ہے اور ساری ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ رسائل کافی بوسیدہ ہو چکے ہیں، بار بار فوٹو اسٹیٹ کرانے سے ان کے خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ مولانا اصغر درس صاحب سے میں اور پروفیسر مسعود صاحب پچھلے دو سالوں سے کہتے کہتے تھک گئے لیکن مکتوبات کے فتاویٰ حاصل نہ ہو سکے۔ فقیہِ اسلام کتاب مولفۂ مولانا حسن رضا خاں پڑھی بہت پسند آئی۔ کاش پاکستان میں بھی کوئی اس ٹکر کی کتاب لکھ سکے اس کتاب کو دیکھ کر بڑی طبیعت خوش ہوئی۔ جیسے جیسے مضامین آتے رہیں بھیجواتے رہیں تاکہ کتابت ساتھ ساتھ ہوتی رہے۔ پاشا بیگم سے ملنے کی کوشش کرونگا علامہ نور احمد قادری کو مولانا اطہر نعیمی صاحب نے خط لکھا ہوا ہے لیکن اب تک جواب نہیں آیا۔ دوبارہ لکھوں گا۔ شاد گیلانی شور کوٹ نے علم جعفر اور اعلیٰ حضرت پر ایک مقالہ بھیجا ہے کیا آپ ان صاحب کو جانتے ہیں "رسالہ فلکیات" نکالتے ہیں اور علم جعفر میں کافی معلومات رکھتے ہیں۔ جواب سے نوازیئے۔

فقط والسلام

سید ریاست علی قادری بریلوی

(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۲؍نومبر ۱۹۸۱ء

محترم و مکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب

گورنمنٹ ہائی اسکول، پنڈ داد نخان، ضلع جہلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہوں۔ آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ کی رحلت یقیناً ایک عظیم سانحہ اور اہلِ سنّت کے لیے ناقابل برداشت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین) دُعا فرمایئے کہ مجلّہ معارفِ رضا و عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر نکل آیئے۔ کتابت ہو رہی ہے اور دو ہفتوں میں ختم ہو جائے گی اگر کوئی امر مانع نہ ہوا تو انشاء اللہ دسمبر کے تیسرے ہفتہ میں مجلّہ منظر عام پر آجائیں توقع ہے۔

فقط والسلام

سید ریاست علی قادری بریلوی

(۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳؍مارچ ۱۹۸۲ء

محترم و مکرمی جناب قبلہ محمد مرید احمد چشتی دامت برکاتہم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

"تجلیات معارف رضا" امید ہے انشاء اللہ اپریل میں آجائے گا۔ "فقیہُ السلام" میں نے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کے پاس دیکھی تھی میرے پاس نہیں ہے انڈیا سے منگوائی ہے۔ "فتاویٰ رضویہ" کی گیارہویں جلد بریلوی سے شائع ہوگئی ہے، جس کو میں کراچی سے طبع کرا رہا ہوں، انشاء اللہ دو ماہ میں منظر عام پر آجائے گی۔ فتاویٰ رضویہ چھٹی جلد مبارک پور سے چھپ گئی ہے جو پاکستان میں

قاری رضا مصطفیٰ صاحب ''مکتبہ رضویہ'' سے جلد چھپوا کر منظر عام پر لارہے ہیں۔ دسویں جلد بھی پاکستان میں ایک صاحب کے پاس ہے ان سے رابطہ کیا ہے اگر مل گئی تو اس کو بھی یہاں چھپوادیا جائے گا۔

''امام احمد رضا اور عالم السلام'' مولفۂ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، پریس میں ہے جلد شائع ہوجائے گی۔ ''دائرہ المعارفِ امام احمد رضا'' مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب بھی پریس میں ہے ۳جلد آجائیگی۔ یہ دونوں کتابیں۔

''ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا'' کے تعاون سے مدینہ پبلیشنگ شائع کررہا ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کے غیر مطبوعہ چھ حواشی کا تعارف اور ان کے اشاعت کا انتظام ہوگیا ہے جس پر مقدمہ حضرت شمس بریلوی کا ہے بہت جلد منظرِ عام پر آجائے گا۔ مجھے اجازت ابھی نہیں ملی ہے۔ اجازت ملتے ہی انشاء اللہ اپریل، مئی میں بریلی تشریف جانے کا ارادہ ہے۔ مفتی اعلیٰ ہند قبلہ کے چہلم پر حاضری نہ ہوسکی۔ ''فوز مبین'' کے ۹۶ صفحات مل گئے ہیں جن پر کام ہورہا ہے بقیہ صفحات کی تلاش جاری ہے۔

اسد نظامی صاحب کا مکمل پتہ تحریر فرمائیں تاکہ ان سے رابطہ قائم کیا جائے۔ جناب شمس صاحب نے ''جہانِ رضا'' دکھایا بہت ہی عمدہ ہے اور آپ نے بیحد محنت وجانفشانی سے اس کو نکالا ہے میری طرف سے مبارکباد قبول فرمایئے مضامین بہت معیاری ہیں۔ اب تک جتنے رسائل پاکستان میں اعلیٰ حضرت احمد رضا پر دیکھنے میں آئے ان میں ''جہانِ رضا'' منفرد و ممتاز نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزء عظیم عطا فرمائے اور دوسرے عقید تمندوں کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

فقط اللہ خیر

سید محمد ریاست علی قادری بریلوی

(۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰/دسمبر ۱۹۸۲ء

محترم و مکرمی جناب قبلہ محمد مرید احمد چشتی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ!

بڑی کاوشوں اور نامساعد حالات سے گذر کر ''معارفِ رضا'' اور دوسری کتاب ''دائرہ المعارف امام احمد رضا'' پیش کرسکا ہوں۔ آپ جیسے مخلص حضرات کی دعائیں اور تعاون حاصل نہ ہوتا تو ہرگز میں اس قابل نہ تھا کہ یہ کتابیں منظر عام پر لا سکتا۔ رضویت کے راگ الاپنے والے تو بہت ہیں، لیکن اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی، علمی اور مذہبی کارناموں کی اشاعت کرنا شاید ان کے اغراض و مقاصد میں شامل نہیں۔ امام احمد رضا کانفرنس ۱۸/دسمبر کو منعقد ہوئی، جس میں ملک کے مشہور و معروف اہلِ علم و قلم اور دانشوروں نے خوب خوب مقالے پڑھے۔ جسٹس قدیر الدین احمد مہمانِ خصوصی تھے، کانفرنس بیحد کامیاب رہی اہلِ علم و فن، دانشور اور اعلیٰ حضرت کے عقید تمندوں کی بڑی تعداد کانفرنس میں نظر آئی تھی لیکن ہمارے علمائے کرام میں سے ماسوا چند ایک کے کوئی موجود نہ تھا۔

جس سے ہم سب کو بہت مایوسی ہوئی خیر! اللہ کا شکر ہے کہ جن کے لیے کانفرنس کی گئی تھی وہ سب موجود تھے ہاں! بریانی اور حلوے کا انتظام نہ تھا شاید یہی وجہ ہو کہ علماء حضرات تشریف نہ لائے۔ اعلیٰ حضرت کے نام سے دکانیں چمک گئیں، اب کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کا نام لیا جائے اور ان کی کتابوں کو شائع کیا جائے، سب کچھ ہورہا ہے لیکن وہ نہیں جس کی فی زمانہ انتہائی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رد کی غیر مطبوعہ کتب کو شائع کیا جائے یا پھر اعلیٰ حضرت پر کتابیں لکھیں جائیں۔ تاکہ جدید طبقہ حقائق جان سکے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری دامت برکاتہم آپ کی ذات والاصفات، پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب اور دوسرے کرام فرما اور مخلص حضرات اپنی سی کوششیں کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کی کوششوں کو بار آور کرے اور صحت، استقامت عطا فرمایئے (آمین) آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ خیابان رضا اور جہان رضا جیسے مجلّے لکھ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان مساعئی جمیلہ کو قبول فرمائے میری دعا ہے کہ آپ کے درجات عالیہ میں ترقی ہو اور دنیائے رضویت آپ پر نازاں ہو۔ امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہونگے۔

والسلام

سید ریاست علی قادری

(۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ۱۰/ دسمبر ۱۹۸۳ء
چک جانی، پنڈ داد نخان، ضلع جہلم (پنجاب)
محترم و مکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب مدظلہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بروز بدھ کسی صاحب کے ذریعہ جنرل افضل خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ دورانِ گفتگوں میں نے آپ کا ذکر کیا تو کہنے لگے کہ مرید صاحب نہ تو حج پر جاتے ہوئے اور نہ ہی واپسی پر ملنے آئے، جس کا بقول ان کے، انہیں بہت ملال رہا۔ جنرل صاحب بہت ہی اچھے انسان ہیں اسلام کا درد اپنے سینے میں بے پناہ رکھتے ہیں اور اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ قوم و ملک کی خدمت کے لیے وقف کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ان سے کافی طویل گفتگو رہی، میں نے جو اندازہ لگایا اسکی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنے اوپر کسی خاص فرقے کا ٹھپا لگانا نہیں چاہتے ہر مکتب فکر کی کتب مطالعہ کرتے ہیں، ہر مکتب فکر کے لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ ان کے دفتر میں جابجا قرآنی آیات آویزاں ہیں۔ انہوں نے اپنے دفتر میں ایک مسجد بھی بنائی ہے، جس میں وہ دفتری اوقات کے دوران اکثر و بیشتر اگر وہ دفتر میں ہوں ظہر اور عصر اور کبھی کبھی مغرب، عشاء کی نمازیں بھی ادا کرتے ہیں۔ ''تعلیم القرآن'' کے سلسلے میں بہت کوشاں ہیں اور یہاں ان کے آگے پیچھے وہ لوگ لگے ہوئے ہیں جو تعلیم القرآن کے سلسلے میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ ان کی پوزیشن سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور کیوں نہ اٹھائیں جبکہ جنرل صاحب دوسروں کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور اپنا زیادہ وقت دینِ متین کی خدمت میں صرف کر رہے ہیں وہ ایک ایسی روشنی ہیں جن سے ہر شخص استفادہ کر سکتا ہے۔ ہمارے لوگ پتا نہیں کیوں انکو اپنا نہیں سمجھتے ہیں اور دوسری طرف جنرل صاحب خود بھی اپنے آپ کو کسی خاص گروہ یا فرقے سے وابستہ رکھنا نہیں چاہتے، ہو سکتا ہے کہ وہ جس عہدے اور پوزیشن پر ہیں اس کا تقاضہ بھی یہی ہو۔ بہر حال وہ ایک نیک، عمدہ باشعور اور تقویٰ شعار انسان ہیں ان کی باتوں میں مذہبی رنگ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ان کے خیالات پاکیزہ ہیں اور وہ قول سے زیادہ عمل کے گرویدہ ہیں اور اس کا پرچار کرتے ہیں۔ میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت پر کتب مطالعہ فرمائیں جو میں نے ان کو پیش بھی کر دی ہیں ان کی میز اور الماریوں میں ہر قسم کا لٹریچر موجود ہے۔ مجھے انہوں نے تنہائی میں بلا کر کہا تھا کہ آپ کو ایک خط لکھدوں جس میں درخواست کروں کہ جنرل صاحب نے جن صاحب کو تعلیم القرآن کے واسطے، آپ کے یہاں کسی مسجد میں تعینات کیا ہے برائے مہربانی ان کو آپ کے مسجد کے امام صاحب وہابی نہ کہیں۔ کیونکہ وہ صاحب صرف قرآن کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کو جنرل صاحب نے واضح ہدایات دیں ہیں کہ صرف تعلیم اور قرآنی تعلیم سے کام رکھیں۔ کسی ملک کی نہ تو برائی کریں اور نہ کسی ملک کا پرچار کریں اور اخلاقی مسائل نہ چھیڑیں میرے خیال میں ان کی یہ ہدایات نہایت واضح اور عمدہ ہیں۔ بہتر ہو کہ ان پر پورا عمل ہو رہا ہو مجھے خبر نہیں کہ وہاں صورت حال کیا ہے یہ آپ بہتر طور پر جانتے ہونگے اگر وہ صاحب قرآنی تعلیم ہی دیتے ہیں تو امام صاحب انہیں وہابی نہ کہیں اور انہیں یہ نیک کام کرنے دیں وہاں بصورت دیگر وہ اس کی اطلاع جنرل صاحب کو دے سکتے ہیں جس کا ازالہ کر دیا۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ میں جنرل صاحب کو اپنے جلسوں، تقاریب وغیرہ میں بلاؤں اور کاش وہ ہمارے ہو جائیں۔

فقط والسلام
سید ریاست علی قادری

(۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱۷/ دسمبر، ۱۹۸۳ء
محترم و مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

بفضلہٖ اللہ تعالیٰ ہم لوگ سب بخیریت ہیں۔ آپ کا نوازش نامہ بروز جمعرات بتاریخ ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۳ء کو موصول ہوا اور عجب اتفاق ہے کہ بروز بدھ ۱۴/ دسمبر میجر جنرل افضل خان صاحب سے پہلی ملاقات ہوئی اور آپ کا ذکر خیر رہا اور میں خود ہی آپ کو خط لکھنے والا تھا کہ آپ کا خط ملا، ہم لوگوں نے جیسا کہ آپ

نے فرمایا تھا ۲۸؍ تاریخ کو بہت انتظار کیا لیکن آپ تشریف نہ لائے۔ امام احمد رضا کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔ ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں کراچی کے مشہور اور مصروف اسکالرز، محقق، پروفیسرز، ڈاکٹرز، ادیب، قلمکار، شہر کے معززین نے بڑی تعداد میں شرکت فرمائی، ہال کچھا کھچ بھر گیا تھا، پانچ سو افراد کا انتظام کیا تھا اور تقریباً چھ سو افراد تشریف لائے۔ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں اتنی بڑی کامیاب اور عدیم المثال کانفرنس اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔

اخبارات نے جلی سرخیوں سے خبریں لگائی، کانفرنس کی صدارت کراچی پورٹ ٹرسٹ کے چیئر مین ریٹر ایڈ مرل جناب ایم۔ آئی ارشد صاحب نے کی۔ مہمانِ خصوصی کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب تھے۔ مقالہ نگاروں میں سید انور علی ایڈوکیٹ، پروفیسر اسلم فرخی، پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتحپوری، پروفیسر ڈاکٹر منظور احمد، پروفیسر ڈاکٹر سید ابو خیر کشفی، ڈاکٹر بشارت علی وغیرہ نے اپنے بصیرت افراز مقالے پڑھے، کانفرنس میں آخر میں صلاۃ وسلام ہوا اور دعا خیر کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ کانفرنس کے موقع پر چند نئی مطبوعات پیش کی گئی، جن کا افتتاح ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب نے کیا، کتابیں یہ ہے (۱)مصارف رضا، (۲)امام احمد رضا (۳)عالم اسلام، (۴)اُجالا (۵)مقدمہ فوزمبین در ردحرکتِ زمین (۶)امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری (۷)فتاویٰ رضویہ کی گیارہویں جلد بھی، مدینہ پبلی کیشنز کمپنی نے شائع کی جس کا افتتاح کانفرنس میں ہوا، کانفرنس میں افسوس، کہ ڈاکٹر ایوب قادری کی کمی بڑی شدت سے محسوس کی گئی، اس کانفرنس کے سلسلے میں انہوں نے بے پناہ اور بے لوث خدمت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ کانفرنس میں ان کے لیے دعامغفرت کی گئی۔

میں بہت جلد ایک ایک کاپی مندرجہ بالا کتب کی آپ کو بھیج دونگا۔ حضرت شمس آپ کو سلام کہتے ہیں اور پوچھ رہے ہیں۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب اور مولانا اطہر نعیمی صاحب ۱۷؍ دسمبر کو اسلام آباد سیرت کانفرنس میں شرکت کے لیے جارہے ہیں۔ شمس صاحب اپنی بیگم کی علالت کے سبب شرکت نہ کرسکے یںگے۔ آپ کا سلام سب حضرات کو پہنچادیا ہے اور تمام ہی حضرات آپ کی خیرت کے طالب ہیں۔ برائے کرام مجھے بتائیں کہ (انہیں کس طرح اپنے ملک لایا جاسکتا ہے، ان کو اپنا بنانا برادر آپ کا دینی فرض ہے کاش میں انہیں اپنا بنانے میں کامیاب ہو جاؤ تو یہ ایک بہت بڑا دینی کام ہو گا) میرا مطلب جنرل افضل خان سے ہے۔

نوٹ: جنرل صاحب نے ایک کتاب بعنوان "ایک نو مسلم کے قبول اسلام کی داستان" یعنی غازی احمد کرشن لال پڑھنے کے لیے عنایت فرمائی ہے۔ صدیقی ٹرسٹ کی طرف سے چھپی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ صدیقی ٹرسٹ پر جنرل صاحب بہت مہربان ہیں اور جنرل صاحب پر صدیقی ٹرسٹ والے۔ ہم سب کی طرف سے حرمین شریفین میں آپ کی حاضری کی سعادت پر دلی مبارک باد قبول فرمائے اور آپ نے ہم سب کے لیے جو دعائیں مانگی ہیں وہ انشا اللہ قبول ہو نگی اور بعض تو قبول ہو بھی چکی ہیں۔

۳۷۔بی۔ ایلون، سی، ون نارتھ کراچی۔

(۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ کریم

۱۰؍ جنوری ۱۹۸۴ء

جناب محمد سہیل القادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ بڑی خوشی ہوئی کہ آپ "انوار اعلیٰ حضرت" اور "سیرت رضا" لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت وحوصلہ عطا فرمائے۔ "اس سلسلے میں آپ حضرت مولانا محمد مرید احمد صاحب چشتی مد ظلہ سے رجوع فرمائیں، جو آپ کے آپنے شہر میں موجود ہیں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے سچے عاشق، عقیدت مند ہیں۔ علم کی دولت سے مالا مال ہیں اور اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کے افکار پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں وہ آپ کو بہتر اور اچھا مشہورہ دے سکتے ہیں ان ہی سے کتابوں کے نام معلوم ہو جائینگے۔

مفت کتابوں کے لیے اس پتہ پر لکھیں:

جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب
پنڈ داد نخان ضلع جہلم۔

مرکزی مجلس رضا، نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن، لاہور۔
یہاں سے آپ کو بیشتر کتابیں فری میں مل جائیں گی۔ چار پانچ روپے کے ٹکٹ بھجوادیجئے۔ میں آپ کو اپنے ادارے کی چند کتب بذریعۂ بک پوسٹ بھیج رہا ہوں۔ مضمون انشاءاللہ دو، تین ماہ بعد حاضر کرسکوں گا اس وقت فرصت بالکل نہیں امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہونگے۔
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا پتہ یہ ہے۔

Professor. Dr. Mohammed Masud Ahmed
Principal Govt. since Degree College,
Thatta (Sind)

فقط والسلام
سید ریاست علی قادری

(۱۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳۱؍ جنوری ۱۹۸۴ء
محترم و مکرم جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب مدظلہٗ
سلام مسنون!

بفضلہٖ تعالیٰ ہر طرف خیریت ہے۔ آپ کا اس سے قبل بھیجا ہوا خط موصول ہوگیا تھا۔ اس لڑکے کے متعلق آپ نے جو تحریر فرمایا ہیں میں انشاء اللہ محتاط رہونگا۔ میں انشاء اللہ العزیز الحاج محمد زبیری مارھروی سے معلوم کرونگا، کہ وہ حضرات پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم کے متعلق کچھ بتائیں۔ معارفِ رضا کے اگلے شمارے کے لیے آپ جلد از جلد مضمون تیار کرلیں تاکہ کتابت ابھی سے شروع کردادی جائے۔ جسٹس قدیر الدین صاحب آج کل امریکہ میں ہیں، جیسے ہی تشریف لائے ان سے رابطہ کرونگا اور اعلیٰ حضرت کی فقاہت پر مقالہ لکھوانے کی کوشش کرونگا۔ آپ کی مطلوبہ کتب دو تین دن میں روانہ کردوں گا۔ دراصل میرا تبادلہ کراچی سے حیدرآباد ہوگیا ہے۔ میں جمعرات اور جمعہ کراچی ہوتا ہوں، بقیہ دن حیدرآباد میں بیچ میں اگر کوئی دفتری کام ہو تو کراچی چلا جاتا ہوں۔ آپ کا سلام جناب شمس بریلوی۔ جناب مولانا اطہر نعیمی صاحب کو پہنچا دیا ہے وہ بھی ان ہی جذبات کا اظہار فرمارہے ہیں۔ اس سال جمال میاں فرنگی محلی کو میں نے بذاتِ خود دعوت دی تھی لیکن وہ شاید اپنی مصروفیات کی بناپر شرکت نہ کرسکے پروفیسر مسعود احمد صاحب سے ملاقات ٹیلیفون پر اکثر رہتی ہے۔

فقط والسلام
سید ریاست علی قادری

(۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

S. Riasat Ali Qadri
22-C, Unit 5, Latifabad, Hyderabad.

۴؍ اپریل ۱۹۸۴ء
محترم و مکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

خیریت کا طالب، بخیریت ہے۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ حالات سے آگاہی ہوئی، الحاج زبیر مارہروی صاحب سے انشاء اللہ فون پر رابطۂ کرونگا اور آپ کی خط کی روشنی میں ان سے گفتگوں کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز اس دفعہ بھی کانفرنس شایان شان طریقہ پر ہوگئی۔ جناب جسٹس قدیر الدین احمد صاحب امام احمد رضا کی قانونی، بصیرت پر ایک جامع مضمون لکھ رہے ہیں اور اسی مضمون کی تلخیص مقابلہ کے طور پر کانفرنس میں پڑھے گئے۔ آپ بھی ان کو ایک خط ارسال کردیں۔ اپنی پچھلی کانفرنس کے مقالے پر مبارک باد بھیج دیں تاکہ انہیں مذید حوصلہ ہو، وہ آپ کا خط وصول کرکے خوش ہونگے انہیں اعلیٰ حضرت کی کافی کتابیں فراہم کردی ہیں۔ ڈاکٹر سرضیاء الدین مرحوم کی صاحبزادی ''اعجاز فاطمہ'' ڈاکٹر سرضیاء الدین ہسپتال علامہ رشید ترابی روڈ نارتھ ناظم آباد کراچی میں پریکٹس کرتی ہیں۔ اسی پتے پر ان سے رابطۂ ہوسکتا ہے۔ آپ خود ایک مضمون آئندہ معارفِ رضا کے لیے اور دوسرے ذی علم حضرات سے لکھوا کر دو چار ماہ میں روانہ فرمائیں۔ مولانا اطہر نعیمی صاحب، حضرت شمس بریلوی اور دوسرے حضرات بھی آپ کو سلام عرض کررہے ہیں۔ جنرل محمد افضل صاحب سے کبھی کبھی ملاقات ہوتی ہے۔ ان کی وساطت سے میں نے

راولپنڈی میں G.H.Q میں معارفِ رضا امام احمد رضا اور عالم اسلام اور اجالا، پچاس آرمی کی تمام یونٹوں کے لیے بذات خود پہنچادی تھیں پچھلے ماہ ہری پور ہزارہ جاتے ہوئے اس کام کے لیے ایک دن کے لیے راولپنڈی ٹہر گیا تھا۔
جناب جسٹس قدیر الدین احمد صاحب۔

22-B, South Sea Arenac,

Defense, Housing Society, Karachi

فقط والسلام
سید ریاست علی قادری

(۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ۹/ اپریل ۱۹۸۴ء
چک جانی، پنڈ دادنخان، ضلع جہلم (پنجاب)
محترمی ومکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب مدظلہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ امید ہے آپ بھی بخیریت وعافیت ہونگے، معارفِ رضا کے لیے آپ ایک مضمون ضرور بھجوائیں اس کے علاوہ کسی پروفیسر یا اسکالر یا محقق سے بھی مضمون بھجوائیں، اعلیٰ حضرت کی شاعری پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اعلیٰ حضرت کی سیاسی بصیرت، علمی وادبی کارنامے اعلیٰ حضرت اور رموز طریقت اور دوسرے موضوعات پر مقالے معافِ رضا میں چھپنا چاہیں۔ایک فہرست عنوان کی بھیج رہاہوں اس کو ملاحظہ کریجئے۔

فقط والسلام
سید ریاست علی قادری

(۱۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۲/ اکتوبر ۱۹۸۴ء
محترم ومکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں آپ کا خط میں، مضمون موصول ہوا دوسرے دونوں مضامین بھی مل گئے آپ کا مضمون ماشاء اللہ بہت ہی خوب ہے آپ کا کوئی خط مجھے موصول نہیں ہوا۔

انشاء اللہ العزیز کانفرنس ۲۵/نومبر کو کراچی میں ہوگی۔ اس دفعہ وسط نومبر ۱۹۸۴ء میں ایک کانفرنس اسلام آباد میں بھی ہوگئی۔ آپ کو مطلع کیا جائے گا آپ ضرور تشریف لائیں۔ شمس صاحب خیریت سے ہیں مولانا اطہر نعیمی صاحب عمرہ کے لیے رکے ہوئے ہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔

والسلام
سید ریاست علی قادری

(۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰/ جنوری ۱۹۸۵ء
محترم ومکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ انشاء اللہ العزیز بروز بدھ بتاریخ ۲۳/ جنوری ۱۹۸۵ء بوقت چار بجے سہپر امام احمد رضا کانفرنس اسلام آباد میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ وہاں ملاقات ہوگی شرکت فرمائیں، شکریہ۔

فقط السلام
ریاست علی قادری

(۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸/ ستمبر ۱۹۸۵ء
محترم ومکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ آپ کا خط موصول ہوئے کافی وقت گزر گیا جواب دیر سے دینے کی معافی چاہتا ہوں، اعلیٰ حضرت کے نام علامہ اقبال کے خطوط حاصل کرنے کی کوشش برابر جاری ہے ابھی کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ معارفِ رضا اس مرتبہ بھی انشاء اللہ چھپے گا۔ اگر کوئی مضمون پندرہ بیس روز کے اندر اندر روانہ کردیں تو ممکن ہے کہ شامل اشاعت ہوجائے گا۔

۱۴؍ ستمبر سے ۱۹ ستمبر تک انشاء اللہ اسلام آباد میں رہونگا وزارت مذہبی امور میں سید آل احمد رضوی صاحب سے علم ہو جائے گا۔ دعا فرمائیں کہ اس دفعہ بھی اسلام آباد میں کانفرنس شایان شان طریقے سے ہو جائے۔

والسلام فقط
سید ریاست علی قادری

(۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۶؍ ستمبر ۱۹۸۵ء
محترم و مکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

نوازش نامہ سید آل احمد رضوی صاحب کی معرفت موصول ہوا برائے مہربانی جلد از جلد اپنا مضمون کراچی کے پتے پر روانہ کر دیں تاکہ معارفِ رضا میں شائع ہو جائے ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی صاحب سے انشاء اللہ ضرور رابطہ کرونگا۔

فقط والسلام
سید ریاست علی قادری

(۱۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ۲۵؍ دسمبر ۱۹۸۵ء
محترمی و مکرمی جناب قبلہ محمد مرید احمد چشتی دامت برکاتہم صاحب
چک جانی تحصیل، پنڈ دادنخان، ضلع جہلم (پنجاب)
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا تیسرا خط موصول ہوا۔ واقعی پچھلے دونوں خطوط کے جواب نہ دینے کا مجرم ہوں چند مصروفیات کی بنا پر معزور رہا۔ معافی چاہتا ہوں۔ آپ کا مضمون ''امام احمد رضا کے چند خلفاء'' جب ضیائے حرم میں چھپ جائے تو اس کی ایک کاپی مرحمت فرمادیجئے گا۔ تاکہ آئندہ معارف میں شامل کیا جاسکے۔ ''ردّ بدعات و منکرامت'' چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے جس کو ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی نے شائع کیا ہے۔ کتاب کے مصنف مولانا یسین اختر مصباحی مبارکپوری ہے کتاب لاہور سے مولانا حکیم شرف قادری صاحب کے پاس سے مل جائے گی۔ حضرت صاحبزادی پاشاہ بیگم صاحبہ سے ملاقات ابھی تک نہیں ہو سکی۔ ایڈریس مولانا اطہر نعیمی صاحب سے معلوم کر کے لکھوں گا۔ کراچی میں امام احمد رضا کانفرنس میں عراقی کونسل جنرل مہمان خصوصی تھے ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے صدارت فرمائی۔ پروفیسر طاہر القادری نے مقالہ پڑھا تھا جو بہت ہی عمدہ تھا بیحد پسند کیا گیا۔ ڈاکٹر فرمان فتحپوری، سید حسن منش ندوی، ڈاکٹر اسلم فرخی، ڈاکٹر بشارت، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی اور ڈاکٹر منظور احمد صاحبان نے مقالات نہیں پڑھے تھے بلکہ تقاریر کی تھیں۔ انشا اللہ کبھی ویڈیوں کیسٹ سے ان تقاریر کو سن کر ضبط تحریر میں لا کر چھپوا دیا جائے گا۔ یہ کام کافی دقت طلب اور صبر آزما ہے بہر حال ہو جائے گا۔ انشاء اللہ ڈاکٹر مبین الحق، محشر بدایونی، جمال میاں فرنگی محلی، راغب مراد آبادی، سید ہاشم رضا شاعر لکھنوی اور انیس امروہوی کو بھی آئندہ کانفرنس میں بلایا جائے گا۔

اگر حالات سازگار رہے اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو فروری کے پہلے ہفتہ ہی اسلام آباد میں کانفرنس ہو نگی۔ دعا کیجئے کہ حاجی محمد حنیف طیب صاحب اس سلسلے میں معاونت فرمائیں۔ آپ کا مضمون ''حسن رضا خان کی شاعری'' بہت دیر سے موصول ہوا تھا اس لیے شاملِ اشاعت نہ ہو سکا۔

فقط والسلام
سید ریاست علی قادری

(۱۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۵؍ مئی ۱۹۸۶ء
محترم و مکرمی جناب مرید صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہ تعالیٰ بخیرت ہوں۔ آپ کا خط کافی عرصہ سے آیا رکھا ہے لیکن جواب نہ دے سکا۔ معذرت خواہ ہوں۔ آپ بہت جلد امام احمد رضا

کے چند خلفاء کے ۵۰ صفحات پر مشتمل مسودہ بھجوادیں تاکہ کوشش کر کے اس کو کتابی شکل میں شائع کرنے کے انتظامات کیے جائیں۔

عید بعد ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے اراکین کی مٹینگ میں یہ طے کیا جائے گا کہ "معارفِ رضا" کے علاوہ اور کون کون سی کتب شائع کی جائیں۔

والسلام
ریاست علی قادری

(۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ۲۴؍جون ۱۹۸۶ء

محترم جناب مرید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

"مسودہ خلفائے اعلیٰ حضرت" موصول ہوا۔ ماشاء اللہ کافی محنت کی ہے بقیہ حصہ بھی جلد روانہ کردیں تاکہ کتابت میں دیدیا جائے اسی مسودہ میں سے "معارفِ رضا" کے لیے کسی بھی ایک خلیفۂ اعلیٰ حضرت پر مضمون دیدیا جائے گا۔

انشاء اللہ اسلام آباد میں کانفرنس منعقد کرنے سے قبل آپ کو ضرور مطلع کیا جائے گا۔ اس دفعہ لاہور میں بھی کانفرنس کروانے کا خیال ہے۔ حیدرآباد میں، انشاءاللہ جولائی میں امام احمد رضا کانفرنس ہوگی۔

حضرت شمس بریلوی صاحب آج کل بیمار ہیں۔ آپ کا سلام پہنچادیا ہے۔ مولانا محمد اطہر نعیمی صاحب بخیرت ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں۔

فقط
سید ریاست علی قادری

(۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۸؍جون ۱۹۸۶ء

محترم ومکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

خلفائے اعلیٰ حضرت کا مسودہ موصول ہوا۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی مجلس عاملہ کے اگلے ہفتہ اجلاس میں یہ مسودہ ایجنڈے میں دیکھا جائے گا اور بعد منظوری کتابت کے لیے دے دیا جائے گا باقی صفحات بھی جلد فرمادیں۔ اسی مسودے میں سے کسی بھی خلیفۂ اعلیٰ حضرت سے متعلق ایک مضمون "معارفِ رضا" میں بھی شائع ہوگا۔ جب کہ ہمارا دستور ہے کہ ہم ہر سال مجلّہ میں اعلیٰ حضرت کے کسی خلیفہ پر مضمون ضرور شائع کرتے ہیں۔ حضرت شمس بریلوی اور مولانا اطہر نعیمی صاحبان بخیریت ہیں۔

فقط
سید ریاست علی قادری

(۲۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۱؍اگست ۱۹۸۶ء

محترم ومکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب مدظلہٗ

سلام مسنون!

بفضلہٖ اللہ بخیریت ہوں۔ پچھلے ماہ صاحبزادی کی شادی کی وجہ سے بہت مصروف تھا اس لیے خط نہ لکھ سکا، آپ کے دونوں مسودات مل گئے ہیں۔ انشاء اللہ کتابی صورت میں ان کو شائع کیا جائے گا لیکن عرس اعلیٰ حضرت کے بعد، آپ نے سید قناعت بریلوی، سید ایوب بریلوی وغیرہم کو خلفاء میں شمار کیا ہے حالانکہ وہ خلفاء نہ تھے۔ اس سلسلے میں کچھ نام اور بھی ہیں جن کے لیے آپ سے گفتگو کرنا ہے۔ اسلام آباد میں انشاء اللہ ۱۱؍اکتوبر کو امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوگئی تو خلفائے اعلیٰ حضرت پر تفصیل سے بات چیت ہوگی۔ آپ سینیٹر احمد رضوی صاحب سے رابطہ رکھیں۔ میں انشاءاللہ اوئل اکتوبر میں اسلام آباد جاؤں گا۔

فقط السلام
سید ریاست علی قادری

(۲۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ۲۹؍مارچ ۱۹۸۷ء

محترمی ومکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہوں۔ جناب کا ۱۷؍مارچ کا خط موصول ہوا۔ جواب میں تاخیر کی معافی کا خواستگار ہوں، جہان رضا مل گیا تھا بہت بہت شکریہ! پروفیسر محمد مسعود صاحب، جناب اسد نظامی صاحب کو خط لکھ رہے ہیں۔ "دائرہ المعارفِ امام احمد رضا" دراصل

ایک انسائیکلوپیڈیا کا خاکہ ہے جو پندرہ جلدوں پر مشتمل ہوگا جن کے لیے تقریباً پندرہ سال درکار ہوئینگے۔ ہم نے موضوعات، عنوانات اور ضروری ہدایت وغیرہ اسی خاکہ میں پیش کردیں ہیں۔ تاکہ اعلیٰ حضرت پر آئندہ کام کس ضابطہ اور کس تنظیم کے تحت عمل میں آئے۔ اعلیٰ حضرت کی زندگی کے وہ گوشے جن پر ابھی تک کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی اسکالرز کو اس طرف متوجہ کیا جائے گا۔ یہ خاکہ تقریباً ۲۷ صفحات پر ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس کو آپ پسند فرمائیں گے۔ مئی میں انشاء اللہ تجلیات رضا دائرہ المعارف "امام احمد رضا اور عالم اسلام" چھ حواشی کا تعارف منظر عام پر آجائینگے۔

پاشا بیگم صدیقی سے ملاقات نہ ہوسکی۔ مولانا اطہر نعیمی صاحب کے گھر کے قریب رہتی ہیں اور مولانا نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان سے ملنے جائیں گے لیکن ابھی تک نہ مل سکے۔ فتاویٰ رضویہ دہم جلد ایک صاحب کے پاس ہے ان سے فوٹو اسٹیٹ کرائی ہیں اور حالات نے اجازت دی تو انشاءاللہ اگلے پروگرام میں وہ سرفہرست ہے۔ جلد ہشتم مبارک پور میں چھپ گئی۔ جس کو پاکستان میں قاری رضا المصطفیٰ صاحب شائع کروا رہے ہیں بہت جلد بازار میں آجائے گی۔ گیارھویں جلد بھی بریلی سے چھپ کر آگئی ہے جس کو فقیر مدینہ پبلی کیشنز کے ذریعہ چھپوا رہا ہے اور یہ جس پر شمس صاحب نے مقدمہ بھی لکھا ہے۔ پریس چلی گئی ہے جلد آجائے گی پروفیسر ایوب قادری صاحب "علماء روھیلکنڈ" غالباً لکھنا چارہے ہیں کوشش کی جائیں گی کہ اپنی طرف کھینچا جائے۔ تمام احباب کی طرف سے اسلام علیکم۔

فقط

سید ریاست علی قادری

(۲۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم و مکرمی جناب مرید احمد صاحب
گورنمنٹ ہائی اسکول، پنڈ داد نخان، ضلع جہلم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا میں پچھلے ماہ اسلام آباد اور ہری پور ہزارہ دفتری کام کے سلسلے میں گیا ہوا تھا کل ہی واپس آیا ہوں۔ تاخیر کی معافی چارہا ہوں۔

"معارفِ رضا" کتابت کے مراحل سے گذر کر اب پرنٹنگ کے مراحل میں آگیا ہے مضامین کے دیر سے ملنے کی وجہ سے تاخیر ہوئی اس دفعہ ۲۲ بائیس مضامین موصول ہوئے امید ہے صاحبان علم وفن کو ہماری یہ پیش کش پسند آجائے گی یہ مجلّہ بہترین، اعلیٰ اور معیاری مضامین پر مشتمل ہوگا آپ کی دعائیں ہمارے کام آئیں اور جس خلوص و محبت اور تعاون کا بھرپور مظاہرہ آپ نے کیا میں تہہ دل سے مشکور ہوں۔ "امام احمد رضا اور عالم اسلام" اور "معارفِ امام احمد رضا" یہ دونوں کتابیں بھی انشاءاللہ عنقریب منظر عام پر اجائیں گی۔ ادارۂ تحقیقات اسلامی (اسلام آباد) کو لکھا تھا کہ اگر وہ دو طرفہ ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھیج دیں تو یہ فقیر تمام کتب و رسائل لے کر اسلام آباد حاضر ہوجائے تاکہ اپنی موجودگی میں یہ کام ہوجائے۔ لیکن اس کے بعد وہاں سے کوئی خط وغیرہ نہیں آیا۔

والسلام علیکم، سید محمد ریاست علی قادری بریلوی

(۲۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید محمد ریاست علی قادری
معارفِ رضا، CI 11/B-37، نارتھ کراچی ۳۶

محترمی و مکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا محبت نامہ موصول ہوئے ایک ہفتہ گذر گیا اور جواب آج دے رہا ہوں۔ دراصل پچھلے ہفتے دفتر کے کام سے ہری پور ہزارہ گیا ہوا تھا اس لیے تاخیر ہوئی معذرت چاہتا ہوں۔ مختلف حضرات کے تاثرات موصول ہوئے پڑھ کر خوشی ہوئی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کا مختصر مضمون موصول نہیں ہوا بہت جلد انشاء اللہ دو چار ریاضی کے رسائل کے فوٹو اسٹیٹ روانہ کرونگا تاکہ آپ ڈاکٹر طٰہٰ رضی الدین صدیقی کو ارسال کرسکیں حضرت شمس بریلوی کا پتہ یہ ہے:

61/B-11, F.B. Area, Karachi. Phone: 682184

مولانا اکبر درس اور مولانا اصغر درس صاحبان کو آپ اس پتہ پر خط روانہ کرسکتے ہیں: کونسلر مولانا اصغر درس صاحب، مدرسہ درسیہ صدر، کراچی

ڈاکٹر حنیف صاحب احمد اسعدی سے ۵۔ ای۔ ۱۹/۴۔ ناظم

آباد اور پاشاہ بیگم قطب النساء صاحبہ سے میں رابطۂ قائم کر دونگا۔ میں آپ سے کلی متفق ہوں کہ چھپا ہوا مواد اس دفعہ معارفِ رضا میں پیش نہ کیا جائے۔ اور علامہ عبد المصطفےٰ صاحب ان سے کہہ دونگا لیکن امید نہیں ہے کہ وہ کچھ لکھا کر دیں۔ بہت مصروف لوگ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا خط آنے پر تفصیل سے خط لکھوں گا۔

فقط

سید ریاست علی قادری بریلوی

(۲۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید محمد ریاست علی قادری
معارف رضا
CI 11 / 37-B,، نارتھ کراچی 36۔

محترم ومکرمی

السلام علیکم

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا بیحد شکریہ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کے تاثرات مجھے ابھی تک موصول نہیں ہوئے کہیں ایسا تو نہیں کہ ڈاک خانہ والوں کی بھٹ چڑھ گئے ہو۔ دراصل آپ جب بھی پتہ لکھیں تو اس پر نارتھ کراچی ۳۶، تحریر فرمادے نا کہ نارتھ ناظم آبا ان دونوں میں بہت فرق ہے اور اکثر ڈاک نہیں ملتی، آپ کے اس لفافہ پر بھی ڈاک خانے والونے کاٹ کر نارتھ ناظم آباد کی جگہ، نارتھ کراچی لکھ دیا تھا اس وجہ سے آپ کا لفافہ مجھے مل گیا اگر زحمت نہ ہو تو دوبارہ ان تاثرات کو روانہ فرمائیں کراچی میں انشاء اللہ اہلِ علم وذکر علمائے کرام اور دوسرے مقتدر ہستیاں معارف رضا سے مضامین، بھیج رہی ہیں۔ امید ہے اچھاخاصہ ذخیرہ، عمدہ مضامین کا حاصل ہو جائے گا۔ اگر آپ معارفِ رضا کے اراکین کی حوصلہ افزائی فرمائیں اور اپنے ارشادات بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ روانہ فرمائیں تو یہ بات ہمارے لیے یقیناً قابل مسرت واطمینان ہو گی۔ شمس صاحب کو آپ کے کہنے کے مطابق یاد دہانی کرادی ہے۔ ویسے دو مضامین اعلیٰ حضرت پر لکھ رہے ہیں۔ جو معارفِ رضا میں انشاء اللہ چھپ جائے گے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تقریباً غیر مطبوعہ رسائل مختلف علوم پر مبنی، فقیر کے پاس موجود ہیں جن میں تقریباً پچاس رسائل ایسے ہیں جو علوم عقلیہ پر ہیں۔ مثلاً ہیت، فلسفہ، ریاضی، نجوم، جعفر، سائنس پر عبور رکھتے ہیں تو ان کی خدمت میں ان رسائل کی فوٹو اسٹیٹ حاضر کی جاسکتی ہیں معارفِ رضا کے لیے سندھ یونیورسٹی کے دوسرے پروفیسر ز صاحبان مقالات لکھ رہے ہیں۔ آپ برائے مہربانی جلد منقبت، مقالہ اور تاثرات روانہ فرمائیں۔ آپ کے حکم کے مطابق اس دفعہ ایک اچھا اور نیا کاتب مل گیا ہے۔ امید ہے انشاءاللہ آئندہ کتابت کی غلطیاں نہیں دہرائی جائینگی۔ آپ نے صحیح فرمایا تھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کام جتنا خوبصورت و دلنشین ہے اس کو ایسے ہی احسن اور دلنشینی کے ساتھ پیش کرنا چاہیے۔ آپ کے قیمتی مشوروں کا بیحد شکریہ امید ہے اپنے ان بے لوث اور قیمتی مشوروں سے اکثر ہم کو نوازتے رہینگے۔

واللہ فقط

فقیر سید ریاست علی قادری بریلوی

(۲۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم ومکرمی جناب محمد مرید احمد چشتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ دفتری کام کے سلسلے میں تقریباً پانچ ماہ سندھ میں رہا، کراچی واپس آیا ہوں۔ اس عرصہ میں کافی خطوط جمع ہو گئے تھے جن کا جواب دیناواجب تھا۔ میں ڈاکٹر عبد الغنی صاحب اور راجارشید محمود صاحب کے مضامین و تاثرات کا منتظم ہوں۔ معارف رضا جلد ۴ کی کتابت کا کام شروع ہو چکا ہے اور جیسے جیسے مضامین آرہے ہیں کتابت ہو رہی ہے، آپ کا مضمون ''اعلیٰ حضرت کے چند خلفاء'' کا بھی انتظار ہے پروفیسر علی عباس شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے، اعلیٰ حضرت اور محبت سعادت۔ پر مضمون ملا یا نہیں۔

مولانا جلال الدین نوری صاحب
ورلڈ اسلامک مشن C/O
مولانا شاہ احمد نورانی صاحب، یونی ٹاور، آئی۔ آئی چند یگر روڈ، کراچی

حضرت مولانا فضل الرحمن مدنی صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی لہٰذا جو باتیں آپ نے ان سے دریافت کرنے کو کہا تھا دریافت نہ کر سکا۔

اس دفعہ ایک کانفرنس کراچی میں اور دوسری اسلام آباد میں کرنے کا خیال ہے۔ اسلام آباد والی کانفرنس میں تو انشاء اللہ راولپنڈی اسلام آباد سے پڑھے لکھے حضرات کی ایک اچھی خاصی تعداد کانفرنس میں آجائیگی ۔ کراچی میں گذشتہ سال کی طرح پروفیسرز صاحبان اور دوسرے حضرات اس مرتبہ بھی آئیں گے۔ دہلی یونیورسٹی سے آجکل یہاں کئی پروفیسرز آئے ہوئے تھے۔ جن میں ڈاکٹر تنویر علوی صاحب، ڈاکٹر اسلم جمال الدین صاحب۔ ڈاکٹر محمد امین صاحب۔ ان حضرات نے بھی مضامین بھیجنے کو کہاہے۔ مارہرہ شریف سے صاحب سجادہ نشین حضرت حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہ آجکل یہاں آئے ہوئے ہیں، انہوں نے اعلیٰ حضرت کے تقریباً ۲۰۰ خطوط بھینے کو کہاہے۔ اس کے علاوہ سلطنت مصطفےٰ فی ملکوتِ کل الوری مصنفہ بھی اعلیٰ حضرت عرصے سے نایاب تھی۔ اسکا ایک نسخہ بھیجنے کو کہاہے۔ فوز مبین مصنفہ اعلیٰ حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب دامت برکاتہم اس دفعہ اپنے ساتھ لے آئے تھے اس پر کام ہو رہا ہے۔ یہ کتاب چونکہ رد حرکت زمین پر ہے اور خط شکستہ میں ہے لہٰذا اس کو پڑھنا اور اس کی کاپی کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ پروفیسر ابرار حسین صاحب کو اس کی ایک نقل روانہ کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر سر شاہ سلیمان کا ایک انگریزی میں مقالہ ہاتھ آگیا ہے جس کا تقابل فوز مبین سے کیا جارہا ہے۔ ایک فرید الحق صاحب ہیں۔ جو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے رشتہ میں پوتے ہیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت کے بڑے عقیدت مند ہیں ان کے پاس اعلیٰ حضرت کے نام علامہ اقبال کے آٹھ خطوط ہیں انہوں نے دینے کا وعدہ کیاہے۔ ان کے پاس مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا اور مولانا انور شاہ کشمیری کے "غیر مطبوعہ خطوط و فتاویٰ ہیں"۔ جو کافی اہم و نادر ہیں میں اور شمس صاحب ان کے پاس اکثر جاتے ہیں پیشہ کے لحاظ سے وکیل ہیں اور کافی ذی علم آدمی ہیں وہ اعلیٰ حضرت کی قانونی بصیرت پر ایک مقالہ لکھ رہے ہیں۔ ان کو اعلیٰ حضرت کا وہ فتویٰ جو گیارھویں جلد میں ہے دیدیا ہے جو چیف کورٹ بہاولپور کے چیف جج جناب محمد دین صاحب نے اعلیٰ حضرت کو بھیجا تھا۔

اعلیٰ حضرت نے اس کا جواب ٦٦ صفحات پر تحریر کیاہے۔ اس سال انشاء اللہ العزیز مندرجہ ذیل کتب منظر عام پر لانے کا خیال ہے۔

(۱)۔ امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری
(۲)۔ نور و نار
(۳)۔ امام احمد رضا کے نثری شہ پارے
(۴)۔ معارفِ رضا نمبر ۴
(۵)۔ گناہ بے گناہی
(٦)۔ دائرہ المعارف امام احمد رضا یہ دونوں، دوسری بار چھپ رہی ہیں۔

اس مرتبہ راجا محمد افضل خان، جنرل ڈی۔ ایم۔ ایل صاحب کو کانفرنس میں بلانا ہے ان سے اکثر و بیشتر ملاقات ہو جاتی ہے۔ ان کی وساطت میں خود ڈائریکٹوریٹ آف مذہبی امور کو دے آیا تھا تمام احباب کی طرف سے سلام!

فقط
ریاست علی قادری

(۲۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و معظم جناب قبلہ محمد مرید احمد چشتی صاحب مدظلہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!
چک جانی۔ تحصیل پنڈ داد نخان، ضلع جہلم (پنجاب)

آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ جواب میں تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔ دراصل میں ان دنوں کراچی سے باہر تھا، آپ کے خط کا تفصیلی جواب انشاء اللہ دو چار روز میں روانہ کر دونگا حضرت شمس بریلوی اور مولانا اطہر نعیمی صاحب بھی آپ کو سلام پیش کر رہے ہیں۔

فقط والسلام
سید ریاست علی قادری بریلوی

***

امام احمد رضا محدث بریلوی اور عالمی جامعات میں تحقیقی مقالات

سید وجاہت رسول قادری، محمد عبید الرحمٰن (ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، پاکستان)

جامعات کی سطحوں پر رضویات پر تحقیقی مقالات ایک نظر میں (حصہ دوم)

نمبر	سطح/نوعیت	تعداد
۷	امام احمد رضا پر ایم اے، ایم ایڈ اور ایل ایل ایم سطح کے مقالات	۲۹
۸	امام احمد رضا پر انڈر گریجویٹ اور درسِ نظامی سطح کے مقالات	۱۰
۹	امام احمد رضا پر محققین و اساتذہ کے جامعات میں پڑھے گئے مقالات	۹
۱۰	متعلقاتِ رضا پر ایم اے، ایم ایڈ اور ایل ایل ایم سطح کے مقالات	۲
۱۱	متعلقاتِ رضا پر محققین و اساتذہ کے جامعات میں پڑھے گئے مقالات	۱
	میزان	۵۱

امام احمد رضا پر ایم اے، ایم ایڈ اور ایل ایل ایم سطح کے مقالات

نمبر	اسکالر	عنوان	نگران	یونیورسٹی	سطح	منظوری	تفصیل
۱	صدیق اکبر	الاجازات المتینۃ (للشیخ احمد رضا خاں)		پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم اے		
۲	خادم حسین، محمد اشرف	مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی اصلاحی و تعلیمی خدمات		ادارۂ تعلیم و تحقیق، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم ایڈ	۱۹۸۰ء	
۳	بشیر احمد قادری	امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری		پنجاب یونیورسٹی، پاکستان		[۱۹۸۲]	
۴	عبد الوحید گل، رشید احمد	مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی نظریات و افکار		ادارۂ تعلیم و تحقیق، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم ایڈ	۱۹۸۴ء	
۵	سید محمد فاروق القادری	مکاتیب دیوبند و بریلی کے اختلافات		شعبہ اسلامیات، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم اے	[۱۹۸۶]	
۶	محمد اسلم، اصغر علی	مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے افکار کی روشنی میں تصور تعلیم و نصاب		ادارۂ تعلیم و تحقیق، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم ایڈ	۱۹۸۸ء	
۷	چوہدری محمد یعقوب، محمد حفیظ کمبوہ	مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا مودودی کے تعلیمی نظریات کا تقابلی جائزہ		ادارۂ تعلیم و تحقیق، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم ایڈ	۱۹۹۰ء	
۸	محمد افضل، عبد القیوم	مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی نظریات و افکار		ادارۂ تعلیم و تحقیق، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم ایڈ	۱۹۹۱ء	

نمبر	اسکالر	عنوان	نگران	یونیورسٹی	سطح	منظوری	تفصیل
۹	حافظ محمد سلیم	مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور علم الکلام	پروفیسر ڈاکٹر نعیم احمد	شعبہ فلسفہ، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم اے	۱۹۹۲ء	
۱۰	سید شاہد علی نورانی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی علمی خدمات	ڈاکٹر احسان اللہ و دیگر	ادارۂ تعلیم و تحقیق، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم ایڈ	۱۹۹۲ء	؎ا
۱۱	سید صابر حسین شاہ	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کا نظریۂ تعلیم اور اس کا اطلاقی پہلو	پروفیسر اعجاز احمد	وفاقی اُردو یونیورسٹی، کراچی، پاکستان	ایم ایڈ	۱۹۹۲ء	؎۲
۱۲	عاصم سعید خان	امام احمد رضا بحیثیت مسلم مفکر	پروفیسر رئیس احمد	یونیورسٹی آف کراچی	ایم اے	۱۹۹۵ء	
۱۳	تہمینہ ایوب	فقہ اسلامی کی تدوین میں امام احمد رضا کا حصہ	پروفیسر رئیس احمد	یونیورسٹی آف کراچی، پاکستان	ایم اے	۱۹۹۵ء	
۱۴	خالدہ پروین	مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی افکار و نظریات کا جائزہ	پروفیسر فوزیہ اکرام	گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، فیصل آباد	ایم ایڈ	۱۹۹۷ء	
۱۵	حافظ محمد اکرم شیخ	الامام احمد رضا خاں البریلوی الحنفی و خدماته العلمية الادبية		دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور، پاکستان	ایم اے عربی	۱۹۹۸ء	
۱۶	محمد عارف	امام احمد رضا خاں کے تعلیمی نظریات و افکار کا تحقیقی جائزہ	پروفیسر رؤف احمد خان	گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، کراچی	ایم ایڈ	۱۹۹۸ء	؎۲
۱۷	محمد امین جنجوعہ	احمد رضا خان بریلوی کے افکار کی روشنی میں تصورِ تعلیم	پروفیسر چوہدری مقصود احمد و دیگر	گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، لاہور	ایم ایڈ	۱۹۹۸ء	
۱۸	ذوالفقار علی، غلام احمد	امام احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی نظریات کا جائزہ		ادارۂ تعلیم و تحقیق، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم ایڈ	۱۹۹۹ء	
۱۹	ایس ایم وارث	اصلاح معاشرہ کیلئے مولانا احمد رضا خاں کی سعی و کاوش کا جائزہ	پروفیسر نذیر احمد کھوکھر	گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، فیصل آباد	ایم ایڈ	۱۹۹۹ء	
۲۰	ترک ولی محمد	امام احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے تعلیمی افکار و نظریات	محمد شکیل احمد	گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، کراچی	ایم ایڈ	۲۰۰۰ء	
۲۱	غزالہ سعید، توصیف زمان	امام احمد رضا خاں بریلوی کے تعلیمی تصورات کا تحقیقی جائزہ	پروفیسر کوثر تسنیم	گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن فار ویمن، لاہور	ایم اے	۲۰۰۱ء	
۲۲	عظیم اللہ جندران	امام احمد رضا خاں اور علامہ محمد اقبال کے تعلیمی نظریات کا تقابلی جائزہ	پروفیسر محمد وحید	دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، پاکستان	ایم ایڈ	۲۰۰۲ء	
۲۳	منور سلطانہ	امام احمد رضا خاں بریلوی کے افکار و نظریات کا انفرادی مطالعہ	پروفیسر شوکت علی خانزادہ	جامعہ ملیہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، پاکستان	ایم ایڈ	۲۰۰۶ء	
۲۴	محمد افضل صدیقی	A comparative study of modern educationists	پروفیسر عبد الغفار گوہر	گورنمنٹ کالج آف	ایم ایڈ	۲۰۰۷ء	

نمبر	اسکالر	عنوان	نگران	یونیورسٹی	سطح	منظوری	تفصیل
		thoughts v. Ahmad Raza Hanfi's educational thoughts		ایجوکیشن، فیصل آباد			
۲۵	عابدہ شاہین	جدید ماہرینِ تعلیم اور احمد رضا حنفی کے تعلیمی نظریات کا تقابلی مطالعہ	پروفیسر دلاور خاں	جامعہ ملیہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، پاکستان	ایم ایڈ	۲۰۰۷ء	
۲۶	تہمینہ تبسم	Imam Ahmad Raza's Educational Services	پروفیسر دلاور خاں	جامعہ ملیہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، پاکستان	ایم ایڈ	۲۰۰۹ء	
۲۷	علی نواز	فتاویٰ رضویہ میں مباحثِ سیرت	ڈاکٹر خواجہ حامد بن جمیل	جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان	ایم اے	۲۰۰۹ء	۲
۲۸	عقیل احمد	حاشیہ عقود الدریہ فی تنقیح فتاویٰ حامدیہ		پنجاب یونیورسٹی، لاہور	ایم اے		
۲۹	مصباح نوشین	امام احمد رضا کی فقہی خدمات	مطلوب احمد رانا	جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان	ایم اے	۲۰۰۸ء	

امام احمد رضا پر انڈر گریجویٹ اور درسِ نظامی سطح کے مقالات

نمبر	اسکالر	عنوان	نگران	یونیورسٹی	سطح	منظوری	تفصیل
۱	غلام مصطفیٰ	فاضل بریلوی اور علم طبیعیات		جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور پاکستان	درسِ نظامی	۱۹۸۳ء	
۲	ممتاز احمد سدیدی	امام احمد رضا اور ردِ عیسائیت	مولانا عبد الحکیم شرف قادری	جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان	درسِ نظامی	۱۹۸۷ء	
۳	خادم حسین رضوی	امام احمد رضا بحیثیت مرجع العلماء		جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان	درسِ نظامی	۱۹۸۸ء	
۴	محمد خادم حسین نوشاہی	فاضل بریلوی اور اُصولِ حدیث		جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان	درسِ نظامی	۱۹۹۴ء	
۵	شوکت علی قادری	فاضل بریلوی اور اُصولِ فقہ		جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان	درسِ نظامی	۱۹۹۴ء	
۶	طارق منظور بٹ	امام احمد رضا بریلوی مرجع العلما		جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان	درسِ نظامی	۱۹۹۷ء	
۷	عبد المجتبیٰ خان ہزاروی	فتاویٰ رضویہ اور جدید مسائل		جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان	درسِ نظامی	۲۰۰۳ء	
۸	فرحان احمد قادری	امام احمد رضا کی تصنیف مالی الجیب فی علوم الغیب		جامعہ انوار القرآن، کراچی، پاکستان	درسِ نظامی	۲۰۱۰ء	

نمبر	اسکالر	عنوان	نگران	یونیورسٹی	سطح	منظوری	تفصیل
۹	فرقان احمد قادری	حیاة الشیخ أحمد رضا خان و خدماته	ڈاکٹر محمد شریف صواف	شیخ احمد کفتار یونیورسٹی، شام	بیچلرز لائسنس	۲۰۱۱ء	
۱۰	سلمان اللہ خاں	امام احمد رضا کی علوم عقلیہ میں مہارتِ تامّہ پر شواہد اور خرافاتِ فلاسفہ کا ردِّ بلیغ	مفتی احمد علی سعیدی	جامعہ نعیمیہ، کراچی، پاکستان	درسِ نظامی	۲۰۱۲ء	۲

امام احمد رضا پر محققین و اساتذہ کے جامعات میں پڑھے گئے مقالات

نمبر	مقالہ نگار	وابستگی	عنوان	بمقام	پروگرام و تاریخ	تفصیل
۱	پروفیسر عبد المجید نظامی	سابق صدر شعبہ عربی، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد، انڈیا	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی	انگلش اینڈ فارن لینگویجز یونیورسٹی، حیدرآباد، انڈیا		
۲	پروفیسر محمد مصطفیٰ شریف	صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد، انڈیا	امام احمد رضا کی محدثانہ عظمت	گلبرگہ، انڈیا	امام احمد رضا کانفرنس	
۳	ڈاکٹر شجاع الدین عزیز	صدر شعبہ عربی، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد، انڈیا	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور سیرت النبی ﷺ	سالار جنگ میوزیم، انڈیا	سیرت النبی کانفرنس	
۴	ڈاکٹر عماد الدین	مدراس یونیورسٹی	مساهمة الشيخ احمد رضا خان في علم الحديث	مدراس یونیورسٹی، انڈیا	سیمینار علم حدیث	
۵	محمد عرفان محی الدین	ریسرچ اسکالر، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد، انڈیا	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور کتب تعریب	عثمانیہ یونیورسٹی، انڈیا		
۶	محمد عرفان محی الدین	ریسرچ اسکالر، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد، انڈیا	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علماء عراق	عثمانیہ یونیورسٹی، انڈیا	ہندو عراقی ادب سیمینار	
۷	محمد عرفان محی الدین	ریسرچ اسکالر، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد، انڈیا	مساهمة الشيخ احمد رضا خان في علم الحديث الشريف ومقاومة البدع والردعليها	عثمانیہ یونیورسٹی، انڈیا	سیمینار حدیث سماجی مسائل حل کرنے میں کتنی مؤثر ہے	
۸	پروفیسر محمد نور الحق	صدر شعبہ اُردو، بریلی کالج، بریلی	امام احمد رضا خاں: اُردو ادب کا ایک تابندہ ستارہ	بریلی کالج، بریلی، انڈیا	سیمینار: اُردو ادب کے ارتقامیں بریلی کا حصہ ۲۵ فروری ۲۰۱۰ء	۱
۹	ڈاکٹر سلیم اللہ جندران	منڈی بہاء الدین، پاکستان	حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا کے تعلیمی افکار	جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان	سیرت کانفرنس، ۲۰۱۲ء	۱

متعلقاتِ رضا پر ایم اے، ایم ایڈ اور ایل ایل ایم کے مقالات

نمبر	اسکالر	عنوان	نگران	یونیورسٹی	سطح	منظوری	تفصیل
۱	حافظ محمد عطاالرحمٰن	مولانا امجد علی اعظمی کی تعلیمی خدمات کا جائزہ		انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن، پنجاب یونیورسٹی، پاکستان	ایم اے	۲۰۰۱ء	۱
۲	سعدیہ حنا	جامعہ منظر الاسلام کا ارتقاء، خدمات و اثرات کا تحقیقی مطالعہ	پروفیسر دلاور خاں	جامعہ ملیہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، پاکستان	ایم ایڈ	۲۰۰۷ء	

متعلقاتِ رضا پر محققین واساتذہ کے جامعات میں پڑھے گئے مقالات

نمبر	مقالہ نگار	وابستگی	عنوان	بمقام	پروگرام وتاریخ	تفصیل
۱	ڈاکٹر اُشاسانیال	کوئنزیونیورسٹی آف چارلوٹ، امریکا	The Sunni Bihishti Zewar—A Barelwi/ Ahl-e Sunnat Guide for Women	یونیورسٹی آف مشیگن، امریکا	A Conference in the Honor of Barbara Metcalf ۱۱ ستمبر ۲۰۰۹ء	۲

اظہارِ تشکر: مرتبین پروفیسر دلاور خاں، ڈاکٹر سلیم اللہ جندران، محمد عرفان محی الدین اور صبا نور کے ممنون ہیں جن کی فراہم کردہ معلومات نے درج بالا فہارس کی ترتیب اور تصحیح میں مدد دی۔ اساتذہ و محققین سے گزارش ہے کہ فہارس میں غیر موجود تحقیقات کی نشاندہی کریں، ہم ان کے شکر گذار ہوں گے۔

تحدید: امام احمد رضا اور متعلقاتِ رضا پر تکمیل شدہ اور زیرِ تکمیل پوسٹ ڈاکٹریٹ، پی ایچ ڈی اور ایم فل سطح کے مقالات کی فہارس حصہ اوّل کے طور پر معارفِ رضا کے دسمبر کے شمارے میں ملاحظہ کریں۔ درج بالا فہارس میں جامعات میں ان سطحوں سے نچلی سطحوں پر ہونے والی تحقیق کو شامل کیا گیا ہے۔

اعتذار: درج بالا فہارس کی موجودہ صورت میں اشاعت اب تک ہونے والی تحقیقات کی باقاعدہ انداز میں نشاندہی کرنے کی محض ایک ابتدائی کوشش ہے اور کسی طور پر بھی حتمی نہیں۔ اساتذہ اور محققین کی معاونت سے انشااللہ اگلے ایڈیشن میں مزید جامع اور تفصیلی فہارس پیش کی جائیں گی۔

حواشی و تفصیل

۱ یہ مقالات (یاان کا خلاصہ) شائع ہو چکے ہیں اور اکثر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری میں موجود ہیں۔

۲ ان مقالات کی کاپی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ ادارہ لائبریری کے لئے دیگر محققین کے مقالات کا منتظر ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (ٹرسٹ) کی کاوشوں کی بدولت کثیر عالمی جامعات میں ایک بڑی تعداد میں اسکالرز امام احمد رضا قدس سرہٗ پر تحقیقی کام میں مشغول ہوئے اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا صبح قیامت جاری رہے گا۔ فالحمد للہ علی احسانہٖ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی الہٖ واصحابہ و علماء ملّتہ اجمعین وبارك وسلّم۔

عالمی جامعات کے وہ اسکالر حضرات جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا یا دیگر علما و مشائخ اہل سنت پر مقالات لکھنے کے خواہشمند ہیں وہ اپنی رہنمائی، موضوعات کے انتخاب، خاکہ اور مواد و مآخذ کے لئے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا سے درج ذیل پتہ پر رجوع کرسکتے ہیں: ۲۵ جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی، پاکستان۔

فون: ۰۲۱-۳۲۷۲۵۱۵۰ ای میل imamahmadraza@gmail.com ویب سائٹ imamahmadraza.net موبائل 0302-2626242

رپورٹ

شرعی کونسل آف انڈیا کا دسواں فقہی سیمینار

محمد یونس رضا اویسی (رکن شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف)

حوادث و نوازل کا دنیا میں بپا ہونا ایک بدیہی بات ہے مگر ان کا شرعی حکم نکالنا اور اس پر عمل پیرا ہونا نہایت مشکل کام ہے یعنی اتنا مشکل کہ جب تک ماہران فقہ و افتاء اپنی پوری علمی توانائی اس نو پید مسئلہ پر صرف نہ کریں حکم شرع نہ بیان کر سکیں، انہیں نو پید مسائل کے حل کے لے مرکز اہل سنت، بریلی شریف میں "شرعی کونسل آف انڈیا" قائم ہے جس کے تحت ہر سال سہ موضوعاتی سیمینار لگا تار دس سال سے منعقد ہو رہا ہے۔ حسب سابق اس سال بھی تین عناوین پر ۱۵، ۱۴، ۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ / ۲۶، ۲۵، ۲۴ مئی ۲۰۱۳ء کو 'علامہ حسن رضا کانفرنس ہال' واقع مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف میں سیمینار کا انعقاد ہوا جو چار نشستوں پر مشتمل تھا۔ چاروں نشستیں تلاوت کلام پاک اور نعت پاک سے آغاز ہوئیں، ان کی صدارت و نظامت مندرجہ ذیل حضرات کے سپرد تھیں:

پہلی نشست: حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری قادری مدظلہ العالی، صدر اور حضرت مفتی قاضی محمد شہید عالم رضوی، جامعہ نوریہ، ناظم۔

دوسری نشست: محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی قادری رضوی بانی جامعہ امجدیہ گھوسی، صدر اور حضرت مفتی اختر حسین صاحب، ناظم۔

تیسری نشست: حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ، صدر اور حضرت مفتی محمد رفیق عالم صاحب، ناظم۔

چوتھی نشست: حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا مدظلہ العالی، صدر اور حضرت مفتی اختر حسین صاحب، ناظم۔

پہلی نشست کا آغاز ہونے کے بعد حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری ناظم شرعی کونسل کا خطبہ استقبالیہ مندوبین کرام کو تقسیم کیا گیا اس کے بعد حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا تحریر کرایا ہوا خطبہ صدارت تقسیم کیا گیا پھر حضرت محدث کبیر نے تمہیدی کلمات بیان فرمائے ساتھ ہی یہ بیان فرمایا کہ چونکہ ایک نشست سابقہ سیمینار سے کم ہے لہٰذا آپ لوگ اپنے اپنے طور پر خطبہ صدارت اور استقبالیہ پڑھ لیں۔ بعدہ، طے شدہ موضوعات پر مندوبین کرام نے کھلے ماحول میں بحثیں کیں اور ان کے فیصلے بعد بحث و تمحیص نوٹ کر لئے گے جن پر اراکین فیصلہ بورڈ کے ساتھ جملہ مندوبین کرام کے دستخط بھی ثبت ہیں۔ ضمنی طور پر مندوبین کرام کی توجہ دلانے کے بعد چلتی ٹرین اور ہوائی جہاز کے مسئلے پر تھوڑی دیر گفتگو ہوئی اور یہ طے ہوا کہ جو فیصلہ شرعی کونسل اس تعلق سے پہلے کر چکی ہے وہی حق و درست ہے اور اس سے عدول کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا اسے بھی ایک نوٹ کے اضافے کے ساتھ برقرار رکھا گیا۔ ان فیصلوں کی کمپوزڈ کاپی بھی تمام مندوبین کرام کی خدمت میں پیش کر دی گئی۔ وہ فیصلے مندرجہ ذیل ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

آرٹی فیشیل (مصنوعی) زیورات کا شرعی فیصلہ

۱۔ سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے زیورات کا استعمال ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ رد المحتار میں ہے: "والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء۔" [ج۹، ص۵۱۸، کتاب الحظر والاباحۃ، مکتبہ زکریا]

اور اگر ان زیورات پر سونے یا چاندی کا خول چڑھا دیا جائے تو

جائز۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:"لابأس بأن یتخذ خاتم حدید قد لوی علیه او البس بفضة حتیٰ لایری۔" [ج۸، ص۱۲۷، مکتبہ زکریا]

اور اگر ان پر محض سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو تو ان کا پہننا جائز۔ اس لے کہ سونے کا پانی یا چاندی کی قلعی کر دینے سے اصل شئ کا حکم نہیں بدلتا۔ تبیین الحقائق میں ہے:"اما التمویه الذی لایخلص فلا بأس به بالاجماع لأنه مستهلك فلا عبرة ببقاه لوناً۔" [ج۷، ص۲۶، پوربندر]

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

سوال: وہ اشیاء جن پر سونے چاندی کا پانی چڑھا ہو جسے گلٹ کہتے ہیں مرد استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کر سکتا ہے، سونے یا چاندی کا پانی وجہ ممانعت نہیں، ہاں! اگر وہ شی فی نفسہٖ ممنوع ہو تو دوسری بات ہے جیسے سونے کا ملمع کی ہوئی تانبے کی انگوٹھی۔[ج۹، ص۱۳۴]

۲۔ زیورات کا استعمال مرتبہ زینت میں ہے اور محض زینت کے لئے کسی ممنوع شرعی کی رخصت و تخفیف نہیں ہو سکتی اس لے سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے زیورات کا استعمال مکروہ تحریمی ہی رہے گا خواہ ان پر سونے یا چاندی کا پانی و قلعی چڑھائی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "زینت و فضول کے لے کسی ممنوع شرعی کی اصلاً رخصت نہ ہو سکنا بھی ایضاح سے غنی، جس پر اصل اول بدرجہ اولیٰ دلیل وافی ورنہ احکام معاذ اللہ ہوائے نفس کا بازیچہ ہو جائیں۔" [ج۹، ص۲۰۰]

۳۔ وہ زیورات جن پر سونے یا چاندی کی ملمع سازی کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو ان کی خرید و فروخت مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ بیچنے کی ممانعت ویسی نہیں جیسے پہننے کی ممانعت ہے۔ درمختار میں ہے:"فاذا ثبت کراهة لبسها للتختم ثبت کراهة بیعها لما فیه من الاعانة علیٰ ما لا یجوز۔ وکل ما ادی الیٰ مالایجوز لایجوز۔" [ج۹، ص۵۱۸، مکتبہ زکریا]

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

مسئلہ: ایک شخص لوہے اور پیتل کا زیور بیچتا ہے اور ہندو مسلم سب خریدتے ہیں اور ہر قوم کے ہاتھ وہ بیچتا ہے غرض کہ یہ وہ جانتا ہے کہ جب مسلمان خرید کریں گے تو اس کو پہنیں گے تو ایسی چیزوں کا فروخت کرنا مسلمان کے ہاتھ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسلمان کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔ [ج۹، ص۱۳۳، نصف آخر] قال ابن الشحنه:"الا ان المنع فی البیع اخف منه فی اللبس اذ یمکن الانتفاع بها فی غیر ذالك ویمکن سبکها وتغییر هیتها۔" [ردالمحتار، ج۹، ص۵۱۹، مکتبہ زکریا]

البتہ اس سے حاصل شدہ مال مال خبیث نہیں بلکہ مال طیب ہے اس پر زکوٰۃ واجب اور اسے کسی بھی جائز کام میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اس کی نظیر بیع وقت اذان جمعہ ہے کہ ایسی بیع مکروہ ہے مگر مبیع و ثمن حلال ہیں۔

۴۔ جن زیورات کا پہننا مکروہ ہے ان کا بنانا اور بنوانا بھی مکروہ۔ درمختار میں ہے:"فاذا ثبت کراهة لبسها للتختم ثبت کراهة بیعها لما فیه من الاعانة علیٰ ما لا یجوز۔ وکل ما ادی الیٰ مالایجوز لایجوز۔" [ج۹، ص۵۱۸، مکتبہ زکریا]

اور کافر نوکر سے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرانا مکروہ و ناجائز لما فیه من الاعانة علیٰ المعصیة کما مر۔ البتہ کفار کے ہاتھ بیچنے میں حرج نہیں ہے۔

۵۔ جن صورتوں میں ان زیورات کی خرید و فروخت اور ان کا استعمال جائز نہیں ہے ان کے جواز کا کوئی حیلہ تلاش کرنا بے سود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قصر صلوٰۃ کے متعلق فیصلہ جات

نوٹ: نمبر۔۱، ۲، ۴ / کے سوالات زیر تحقیق ہیں۔

۳۔ امام اہل سنت اور صدر الشریعہ علیہما الرحمہ نے مسافت سفر 57-3 / 5 / میل بیان فرمائی ہے موجودہ کلومیٹر کے مطابق باتفاق مندوبین اس کی مقدار 92.698 / کلومیٹر طے ہوئی جو 92-7 / 10 / کلومیٹر ہوئے۔

۵۔ سفر شرعی کا تحقق منتہائے آبادی سے نکلنے پر ہوگا۔ یوں ہی جس شہر میں داخل ہونا ہے اس کی آبادی میں داخل ہونا مراد ہے جائے قیام پر پہنچنے کا اعتبار نہیں۔ ہدایہ میں ہے:"واذا فارق المسافر بیوت

المصر صلی رکعتین لأن الاقامة تتعلق بدخولها فیتعلق السفر بالخروج عنها فیه الأثر عن علی رضی اللہ عنه لو جاوزنا هٰذا الخص لقصرنا۔" [ج۱، ص۱۴۶]

جد الممتار میں ہے:"ویفیده ایضاً تصریحهم جمیعا بتحقق السفر بالخروج من عمران البلد۔" [ج۱، ص۳۵۹، مکتبہ عزیزیہ دکن]

۶۔ وطن اصلی کے علاوہ کسی اور مقام کے وطن اصلی ہونے کے لے اس مقام پر اقامت کی نیت صادقہ یعنی عزم مصمم درکار ہے۔ محض مکان اور راشن کارڈ وغیرہ بنالینا کافی نہیں یہ سب رہائشی سہولتوں کے لئے ہے۔

۷۔ باتفاق مندوبین یہ طے ہوا کہ منیٰ، مزدلفہ اور عرفات باب اقامت میں الگ الگ آبادی کا حکم رکھتے ہیں۔ کثرت آبادی کے باوجود منیٰ اور شہر مکہ کے مابین بقدر غلوہ پہاڑیوں کے حال ہونے کی وجہ سے دونوں آبادیوں میں اتصال نہیں لہٰذا دونوں ایک شہر کے حکم میں نہیں ہوں گے۔ اس مسئلہ پر روشنی درج ذیل عبارت سے پڑتی ہے: فتح القدیر میں ہے:"وفی فتاویٰ قاضیخان فصل فی الفناء فقال اِن کان بینه وبین المصر أقل من قدر غلوة ولم یکن بینهما مزرعة یعتبر مجاوزة الفناء أیضاً وان کان بینهما مزرعة أو کانت المسافة بینه وبین المصر قدر غلوة یعتبر مجاوزة عمران المصر هٰذا۔"
[ج۲، ص۲۳]

۸۔ عذر شرعی کے بغیر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی اور عذر شرعی کا مطلب بہار شریعت کی روشنی میں یہ ہے:"کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوتھائی ستر کھلتا ہے، یا قرأت سے مجبور محض ہو جاتا ہے۔ یونہی کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابل برداشت تکلیف ہوگی تو بیٹھ کر پڑھے۔"
[ج۳، ص۵۸]

اگر کسی سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اللہ اکبر کہنے کی مقدار ہی سہی تو اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے اس لے مذکورہ حالات کے سوا زمین یا کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی اور قیام و رکوع و سجود پر قادر نہ ہو مگر زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہو تو کرسی پر بیٹھ کر نماز ہو جائے گی مگر ایسا ہرگز نہ کرے تاکہ شبہہ تفاخر سے محفوظ رہے بلکہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور اس صورت میں رکوع و سجود سر کے اشارہ سے کرے اور اگر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے میں کرسی استعمال کرنی ہی پڑے تو صفوں کے کنارے کرسی رکھی جائے تاکہ مصلیوں کے توحش کا سبب نہ بنے اور وسط صف میں زیادہ مکان نہ گھیرے بلکہ اگر ممکن ہو تو کرسیوں کی قطار قائمین کی صفوں سے پیچھے رکھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ممالک بعیدہ میں عشاو فجر کے اوقات کا شرعی حکم

۱۔ باتفاق مندوبین یہ طے پایا کہ دنیا کے جن علاقوں میں نماز عشا کا وقت نہیں ملتا وہاں کے مسلمانوں پر بھی نماز عشاء فرض ہے۔

۲و۳۔ اصل حکم یہ ہے کہ ان مقامات پر نماز عشا کی قضا کی جائے مگر تصریحات فقہاء میں اس کا ذکر نہیں کہ کب قضا کی جائے۔ مندوبین کرام نے بحث و تمحیص کے بعد یہ طے کیا کہ جو لوگ قول صاحبین کے مطابق بعد غروب شفق احمر نماز عشا پڑھ لیتے ہوں انہیں اصل حکم یعنی درباره وقت عشا قول امام اعظم بتا دیا جائے اور اگر بتانے کے باوجود نہ مانیں تو ان سے تعرض نہ کیا جائے۔

۴۔ اگر لوگوں نے ان مقامات پر قول صاحبین پر عمل کرتے ہوئے نماز عشا پڑھ لی تو ان کے ذمہ سے قول صاحبین کے مطابق فرض ساقط ہو جائے گا اور اس نماز کے اعادہ کا حکم نہ ہوگا۔

۵۔ ان مقامات پر شفق ابیض یا طلوع صبح صادق کے بعد نماز عشا پڑھنے کے لئے قضا یا ادا کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں، مطلق نیت کافی ہے۔

۷،۶ اور ۱۰ / نمبر کے سوالات مزید تحقیق طلب ہیں۔

۸۔ ان مقامات پر روزہ کے لئے سحری کھانے والے بہرحال طلوع

صبح صادق سے قبل سحری سے فارغ ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"کلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔"
[سورۃ البقرۃ]

۹۔ جن مقامات پر غروب شمس کے ساتھ ہی سورج طلوع ہو جائے وہاں ہر روزہ کی قضا ہے اور جن مقامات پر غروب و طلوع صبح صادق کے درمیان اتنا قلیل وقفہ ملتا ہو کہ بقدر بقائے صحت و قوت کھانا نہ کھا سکے تو جو شخص ناغہ کر کے روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو جتنے دن روزہ رکھ سکے رکھے بقیہ کی قضا کرے اور جو شخص ناغہ کر کے روزہ نہ رکھ سکے تو سب روزوں کی قضا کرے۔

۱۱۔ تینوں موقف میں پہلا موقف یعنی قول صاحبین پر عشا پڑھ لینے کی رائے کے متعلق جواب نمبر ۲ / اور ۳ / ملاحظہ کریں۔ رہا دوسرا اور تیسرا موقف تو یہ فقہ حنفی کے مخالف ہیں لہٰذا یہ ناقابل قبول ہیں۔

۱۲۔ کریمہ انسٹی ٹیوٹ کے مطابق چاروں مذکورہ صورتیں فقہ حنفی کے مخالف ہونے کی بنا پر ناقابل قبول ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہوائی جہاز و ٹرین پر نماز کا مسئلہ

شرعی کونسل آف انڈیا کے دسویں فقہی سیمینار میں مندوبین کرام کے درمیان ہوائی جہاز اور ٹرین پر نماز کے مسئلے پر بحث ہوئی اور یہ طے پایا کہ شرعی کونسل کے پہلے اور چھٹے فقہی سیمینار میں جو فیصلہ کیا جا چکا ہے وہی فقہ حنفی میں صحیح و درست ہے، لہٰذا اسی فیصلے کو برقرار رکھا جاتا ہے، مسلمان حنفی مقلدین اسی حکم پر عمل کریں۔

۱۔ فضاء میں اڑتے جہاز پر نماز پڑھنے کا یہی حکم ہے جو کشتی پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی قبلہ رو ہو کر نماز پڑھے، رکوع و سجدہ کے ساتھ بیٹھ کر بھی پڑھنے کی اجازت ہے مگر افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے اور اعادہ واجب نہیں۔

۲۔ ٹھہرے ہوے جہاز پر نماز پڑھنے کا وہی حکم ہے جو تخت پر نماز پڑھنے کا ہے۔

۳۔ ٹرینوں پر نماز کے جواز و عدم جواز سے متعلق بحثوں کے بعد طے ہوا کہ ٹرینوں کا روکنا و چلانا اختیار عبد میں ہے اس میں اعذار معتبرہ فی التیمم میں سے کوئی عذر متحقق نہیں ہے کہ چلتی ٹرینوں پر فرض و واجب ادا کرنے سے اسقاط فرض و واجب ہو سکے۔ لہٰذا وقت جا رہا ہو تو جس طرح پڑھنا ممکن ہو پڑھ لے جب موقع ملے اسے دوبارہ پڑھے۔

اعلیٰ حضرت کے زمانے سے لے کر آج تک ٹرینوں کے چلنے، رکنے اور ٹرینوں سے اترنے اور اس پر چڑھنے وغیرہ کے حالات میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے اس لئے ان کے فتوے سے عدول کی کوئی وجہ معقول نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کے عدم جواز کا فتویٰ زمانہ اعلیٰ حضرت سے اب تک باتفاق علمائے اہل سنت بلا انکار و اختلاف سب کے نزدیک مقبول و معمول رہا ہے اور بے وجہ شرعی اس کی مخالفت موجب تفریق و ہیجان ہونے کے ساتھ فساد نماز کا سبب بھی ہے۔ اور ایک امر متفق علیہ کا خلاف بھی ہے۔

آخری مجلس میں مندوبین کرام نے تحریری تاثر بھی عنایت فرمایا اور مشائخ کرام نے بھی تاثراتی کلمات ارشاد فرمائے اور یہ پُر رونق مجلس ۲۶ مئی ۲۰۱۳ء کو حضور تاج الشریعہ مد ظلہ العالی کی دعا و صلوٰۃ و سلام پر اختتام پذیر ہوگئی۔

***

دُور و نزدیک سے

کتبِ نو و رسائل

❑ لائبریری ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا میں موصول ہونے والے جرائد

اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، جون ۲۰۱۳ء، عقیدت، حیدرآباد، جون ۲۰۱۳ء، (سہ ماہی) افکارِ نورانی انٹرنیشنل، لاہور، جون ۲۰۱۳ء، پیغامِ اہلِ سنّت، فیصل آباد، جون ۲۰۱۳ء، نورالحبیب، بصیرپور، جون ۲۰۱۳ء، ماہنامہ کاروانِ قمر، کراچی، جون ۲۰۱۳ء، ماہنامہ رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ، جون ۲۰۱۳ء، مجلّہ المظہر، کراچی، جون ۲۰۱۳ء، ماہنامہ زاویۂ نگاہ، کراچی، جون ۲۰۱۳ء، ماہنامہ اہلسنّت، گجرات، جون ۲۰۱۳ء، مجلّہ المقصود، کراچی، مئی، جون ۲۰۱۳ء، ماہنامہ السعید، ملتان، جون ۲۰۱۳ء، ماہنامہ الحقیقہ، جون ۲۰۱۳ء، ماہنامہ آستانہ، کراچی، مارچ تا اپریل ۲۰۱۳ء، ماہنامہ عرفات، لاہور، اپریل، مئی ۲۰۱۳ء، کنزالایمان، دہلی، جولائی ۲۰۱۳ء، افق، کراچی، جون ۲۰۱۳ء، The Minaret, Karachi, June 2013۔

❑ رضویات کے حوالے سے جرائد ورسائل میں شائع ہونے والے مضامین ومقالات

(۱) مفتی محمد سلیم بریلوی: ''ہے چرچا ہر جگہ گھر گھر امام احمد رضا خاں کا'' (پہلی قسط)، ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، جون ۲۰۱۳ء، ص ۵۲ تا ۶۰۔

(۲) راجا رشید محمود: ''منقبت، اعلیٰ حضرت کی زمین میں''، ماہنامہ نورالحبیب، بصیرپور، جون ۲۰۱۳ء ص ۲۔

(۳) پروفیسر دلاور خان: ''قتل برائے غیرت اور امام احمد رضا محدث حنفی''، ماہنامہ السعید، ملتان، اپریل، مئی ۲۰۱۳ء، ص ۴۱ تا ۴۷۔

❑ لائبریری ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا میں موصول ہونے والی کتبِ نو

نمبر	کتاب کا نام	مصنف / مرتب / مترجم	صفحات	ناشر
۱	مسلمان کی تعریف اور مرتد کی سزا	مفتی سید شجاعت قادری	۴۸	فدائیانِ ختم نبوت، پاکستان
۲	مطلع القمرین فی ابانۃ العمرین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۵۲	جامعہ اسلامیہ، کھاریاں
۳	امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم	علامہ محمد جلال الدین قادری	۲۴۰	جامعہ اسلامیہ، کھاریاں
۴	دائرۂ معارفِ اقبال، جلدِ اوّل، دوم	شعبۂ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور	۶۵۴	پنجاب یونیورسٹی، لاہور
۵	دائرۂ معارفِ اقبال، جلدِ اوّل، دوم	شعبۂ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور	۷۲۲	پنجاب یونیورسٹی، لاہور
۶	اوراد الصفا لِاحباب المصطفیٰ (عربی)	عیسیٰ بن عبد اللہ بن مانع الحمیری	۱۴۰	
۷	طریقہ احسن (ملفوظات حضرت احسن العلماقدس سرہ)	سید جمال الدین احمد اسلم	۲۸۶	دارالاشاعت برکاتی، مارہرہ شریف
۸	فنِ شاعری اور حسان الہند	علامہ عبد الستار ہمدانی	۳۱۸	مرکز اہلِ سنّت برکاتِ رضا گجرات، انڈیا
۹	الاجھاز علیٰ منکر المجاز	عیسیٰ بن عبد اللہ بن مانع الحمیری	۴۶۸	دارالتمام، بیروت، لبنان
۱۰	Al. Malfooz Al Sharif	مترجم: ابو محمد عبد الھاری قادری رضوی	۶۲۴	برکاتِ الرضا پبلی کیشنز، ڈربن، ساؤتھ افریقہ